دل غلطی کر بیٹھا ہے

از ہما وقاص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دل غلطی کر بیٹھا ہے

از ہما وقاص

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

وہ زرداد کے پہلو میں بیٹھی تھی ساکت سپاٹ چہرہ لیے ایک نظر اس نے زرداد پہ ڈالی تھی وہ پرسکون تھا اسکا چہرہ اسکے اندر کا سارا حال واضح کررہا تھا۔بڑے پرسکون انداز میں ڈرائیو کرتے ہوئے وہ اسکی طرف دیکھتا اور مسکراہٹ چھپا کر چہرہ سیدھا کر لیتا۔

اسے وہ شخص زہر لگ رہا تھا گلا کڑوا سا ہوگیا سپر سٹار زرداد ہارون!!!

وہ پوری دنیا کے لیے تھا اسکے لیے فقط اسکی خوشیوں کا قاتل تھا۔اس وقت دانین کو وہ اپنی پوری وجاہت سمیت دنیا کا سب سے چھوٹا انسان لگ رہا تھا۔

پانی چاہیے تمہیں؟

زرداد نے ایک نظر ساتھ بیٹھی دانین پر ڈالی اور بڑے انداز سے اس سے پاس پڑی پانی کی بوتل اٹھا کر دی اب وہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کررہا تھا اور ایک ہاتھ سے پانی کی بوتل اسکے سامنے کئے ہوئے تھا۔

نہیں۔۔۔

بہت مختصر جواب دے کر دانین نے کھڑکی سے باہر دیکھا۔پیشانی پر ناگواری کے شکن نمودار ہوئے تھے۔زرداد اب مسکراہٹ دبائے پھر سے کار ڈرائیو کررہا تھا۔

کار بڑے آرام سے اپنے راستے پر رواں دواں تھی۔پر اس کا ذہن الجھا ہوا تھا۔دل گھٹن کا شکار ہو رہا تھا۔

کیا کبھی اس شخص پہ یقین کر پاؤں گی میں شاید کبھی نہیں۔۔دانین نے سر کار کی سیٹ کی پشت سے ٹکا دیا تھا۔

ہنہہ۔۔۔میں کیا یقین کروں گی۔۔وہ کونسا مجھے یقین دلانے کا خواہش مند ہے۔

اس نے اپنے سانوالے سے ہاتھوں پر نظر ڈالی پھر چور سی نظر سٹیرنگ کو مضبوطی سے جکڑے زرداد کے ھاتھوں پہ ڈالی سفید ہاتھ تھے اسکے ایک دم سے دانین نے اپنے سانولے سے ہاتھ دوپٹے کے پلو کے نیچے چھپا دیے۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قسمت بھی عجیب کھیل کھیلتی ہے اکثر،اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ دانین سکندر اس زرداد ہارون کے ساتھ یوں اس کی شریک حیات بن کر بیٹھی ہو گی۔

ماضی کی ساری تلخ یادیں اسکے ذہن کے کواڑ آہستہ آہستہ کھول رہی تھی ایسی یادیں جس سے وہ اتنے سالوں سے بھاگ رہی تھی۔

اس نے ٹھنڈی سانس بھر کر ذہن کو بارہا جھٹکنا چاہا پر ناکام ہی رہی اسے ابھی بھی ہر لمحہ یاد تھا ہر پل ہر بات۔۔

شاید زین نے ٹھیک ہی کہا تھا محبت تھی یا غلطی جو بھی تھا وہ اب شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔لاکھ یقین بھی دِلا دوں پر کیا فائدہ دل نے غلطی کی تھی یہ شخص جو ساتھ پورے حق لیے بیٹھا تھا آج اسی غلطی کی سزا تھا۔اس نے آنکھیں بند کی تھیں جلن سی ہوئی شاید بہت رونے کی وجہ سے آنکھوں کے کنارے زخمی سے ہوگئے تھے آنکھیں بند کیا کیں ذہن میں سارا ماضی گھوم گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیدرآباد کی تنگ سی گلی تھی یہ جہاں اس وقت لڑکوں کا جھرمٹ بنا ہوا تھا۔وہ پاس کھڑا دیکھ رہا تھا پہلے ایک لڑکے نے بہت زور کا دھکا دیا تھا شازر کو پھر دو لڑکے اور آئے تھے اور شازر کو مارنا شروع ہوگئے تھے پندرہ سال کا شازر بری طرح پٹ رہا تھا۔

بارہ سالہ وہ زرداد تھا جو اپنے بھائی کو اسی کی ہم عمر کے لڑکوں سے مار کھاتے دیکھ رہا تھا اسکی مٹھیاں آہستہ آہستہ بند ہورہی تھیں اور گردن کی نسیں پھول کر باہر کو نظر آنے لگیں اسکے ناک کے نتھنے بھی پھولنے لگے تھے۔آنکھیں غصے کی وجہ سے بڑی سے چھوٹی ہوگئی تھیں۔۔وہ ایک دم سے آگے بڑھا تھا۔پہلے تو اس لڑکے کو ایک ہی دفعہ میں پکڑ کر ایک طرف پٹخ ڈالا۔جو اسکے بھائی کو پیچھے سے پکڑے ہوئے تھا پھر ان دونوں لڑکوں کو باری باری ایسے فولادی پنچ مارے کہ بس دونوں کے سر ہی تو گھوم گئے تھے۔

شازر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر ایک طرف ہوگیا اور اپنے سے تین سال چھوٹے اپنے اس بھائی کو حیرانگی سے دیکھنے لگا۔

جس کے چند ہی گھونسے ایسے زور دار نکلے کہ دونوں لڑکے دم دبا کر وہاں سے رفو چکر ہوچکے تھے لڑتے لڑتے بس زرداد کے بال تھوڑے سے بکھرے تھے جن کو وہ اب زور زور سے ہاتھ چلاتے ہوئے درست کر رہا تھا۔

چلو بھائی گھر۔۔۔۔

اس نے اپنے سے بڑے بھائی کی گھبرائی سی شکل دیکھی اور پر سکون لہجے میں کہتا شرٹ کو درست کرتا آگے بڑھا۔شازر اسکے پیچھے سر جھکائے چل رہا تھا۔جب دونوں گھر میں داخل ہوئے۔گھر کے صحن میں ایک طرف سدرہ چچی بیٹھی دانین کے بالوں میں تیل لگا رہی تھیں۔وہ سانولی سی پر کشش سات سال کی بچی تھی جس نے بڑی بڑی آنکھیں اٹھائے دونوں کی طرف دیکھا تھا۔

شازر کے منہ سے خون نکل رہا تھا اور جگہ جگہ نیل تھے اسکے پیچھے زرداد بھرپور غصے میں داخل ہوا تھا۔

کیا ہوا تم دونوں کو؟

ثمرہ نے بوکھلا کر سینے پر ہاتھ دھر کر پوچھا۔وہ اپنے دونوں بیٹوں کو ایسی حالت میں دیکھ کر پریشان ہوگئی تھیں ابھی وہ شازر کے بال پیچھے کئے اسکے ماتھے پہ لگی چوٹ ہی دیکھ رہی تھیں کہ گھر کے اندر دو عورتیں داخلی دروازے سے آتی نظر ائیں۔دروازہ شاید زرداد اور شازر کھلا چھوڑ آئے تھے۔

ثمرہ دیکھ میرے بچے کا حال۔۔۔اس نے نیل و نیل ہوئے اپنے بیٹے کو آگے کیا۔اسکا بیٹا سہمی سی نظروں سے کچھ دور کھڑے زرداد کو دیکھ رہا تھا۔زرداد نے سر کو ہوا میں نخوت سے مارا اور آگے بڑھ گیا۔

بلا اپنے زری کو۔۔۔وہ کمرے کی طرف جاتے ہوئے زرداد کو دیکھتے ہوئے تنک کر بولی۔زرداد وہیں رکا بنا پیچھے مڑے ہاتھ کو ہوا میں اٹھایا۔

میں منہ نہیں لگتا عورتوں کے۔۔۔بڑا روکھا سا لہجہ تھا وہ بے رخی سے کہتا ہوا کمرے میں چلا گیا اس عورت کی بگڑتی شکل کو دیکھے بغیر وہ اندر جا چکا تھا۔اس عورت نے ناک پھلا کر ثمرہ کی طرف رخ موڑا۔

دیکھا دیکھا کیسا منہ زور بد تہذیب ہے تیرا یہ لڑکا۔۔دونوں عورتیں

غصے میں بھری پڑی تھیں۔ثمرہ نے اسے کمرے کے دروازے تک جاتے دیکھا تو تنک کر گویا ہوئیں۔۔

زری واپس مڑ۔۔۔۔

وہ سنی ان سنی کرتا اندر جا چکا تھا ثمرہ چیختی رہ گئی تھی لیکن مجال ہے جو اس لڑکے نے مڑ کے دیکھا ہو۔

اماں ان تینوں نے پہلے میری پٹائی کی تھی۔۔

شازر نے ان لڑکوں کی طرف اشارہ کیا شازر نے الف سے یے تک ساری داستان سنا ڈالی تھی۔ثمرہ جس کے اعصاب زرداد کی حرکت کی وجہ سے تنے ہوئے تھے ایک دم سے ٹھیک ہوئے۔

ہاں تو پھر آپ لوگ کیوں ائی ہیں بات تو برابر کی ہوگئی نا۔۔۔

ثمرہ نے ناک چڑھا کر سامنے کھڑی عورت کی طرف دیکھا پر وہ تو پاؤں پر پانی نا پڑنے دے رہی تھیں۔ثمرہ نے ان عورتوں کو بڑی مشکل سے گھر سے چلتا کیا۔۔

زری کو بلا ذرا زرداد۔۔۔۔۔زرداد۔۔۔باہر آ۔۔

پاس کھڑے شازر کو غصے سے کہا اور پھر اسکی سہمی سی شکل کو دیکھ کر خود ہی اسے آوازیں لگانے لگیں۔

کیا ہے۔۔۔؟

ٹاول کندھے پر لٹکائے اور ماتھے پہ بل ڈالے وہ اب بلکل سامنے آ کر کھڑا تھا۔

جب شازر مار کھا رہا تھا تو تجھے کیا ضرورت تھی اتنی ہاتھا پائی کی؟بتا مجھے ذرا بس اس کو چھڑواتا اور بھاگ آتے دونوں بھائی۔۔۔

ثمرہ اب آنکھیں نکال کر اس سے سوال کررہی تھیں پر وہاں تو سوال سنتے ہی آبرو اوپر چڑھ گئے تھے اور منہ کا زاویہ بھی بگڑ گیا تھا۔

کیوں؟

لہجہ ایسا اٹل تھا کہ نا پوچھو زرداد اور چھوڑ آتا یہ کیسے ہو جاتا وہ ایسا ہی تھا شروع سے دو بہنوں اور ایک بھائی کے بعد وہ سب سے چھوٹا تھا۔

سب کا بڑا لاڈلا تھا پہلے پر بعد میں اپنی حرکتوں کی وجہ سے سب کے دل سے اترتا ہی چلا گیا۔

غصہ برداشت نا کرتا تھا چھوٹی سی بات ہوتی تو مارنے لگتا تھا کسی کو بھی بڑا شازر بھی اکثر اس سے پِٹ ہی رہا ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ اس سے ثمرہ اور ہارون اکثر پریشان ہی رہتے تھے۔آئے دن محلے سے کسی نا کسی کی شکایت کا کیس کھلا ہی رہتا تھا زرداد کے خلاف۔۔۔

وہ اسکے چچا کی بیٹی تھی دانین سکندر دبتی سی رنگت اپنی ماں سدرہ کی طرح سدرہ بھی سانولی سی کم گو خاتون تھیں۔

دانین بچپن سے پڑھائی کی شوقین تھی زرداد سے چڑتی بھی تھی اسکی وجہ اسکی حرکتیں تھیں جب دل چاھتا اسکے بال کھینچ دیتا خود تو بہت کم پڑھتا تھا اسے پڑھنے نا دیتا تھا۔

جب کبھی دانین کو پڑھتا دیکھ کے ثمرہ اس کو ڈانٹتی۔۔وہ غصے میں اسکا کوئی نقصان کر ڈالتا۔کبھی اسکا ہوم ورک پھاڑ دیتا تو کبھی کتاب ہی کہیں گم کر دیتا اور وہ روتی بسورتی رہ جاتی تھی۔انہی سب باتوں کی وجہ سے

اسکو زرداد سے سخت چڑ ہوتی تھی اور اس سے ڈر بھی لگتا تھا۔

پھر جیسے جیسے وہ تھوڑا سا بڑا ہوا مارنا تو اسکا کم ہوگیا پر وہ ہر وقت اسے تنگ کرتا تھا۔وہ اتنی بھی کالی نہیں تھی ہاں تھوڑا دبتا سا رنگ تھا۔۔ آنکھیں بڑی تھیں پر کشش نقوش تھے پر اسکا شمار لڑکپن میں عام شکل و صورت کی لڑکیوں میں ہی ہوتا تھا۔

جب کے زرداد بچپن سے ہی خوبصورت بچوں میں شمار ہوتا تھا اور جیسے جیسے بڑا ہوتا ہو گیا وہ غضب ہی ڈھانے لگا اسے اپنی صورت کے خوب ہونے پر مان بھی بڑا تھا اسی لیے تو وہ اسے کلو کہہ کر اسکا من جلانے میں کوئی کثر روا نا رکھتا تھا۔

سکندر اور ہارون دو بھائی تھے ایک بہن تھی صالحہ جو شادی کے بعد اپنے خاوند کے ساتھ باہر مقیم تھی۔ہارون بڑا تھا اسکے چار بچے تھے دو بیٹیاں اور دو بیٹے بڑی اشعال اس سے چھوٹی منال تھی پھر شازر تھا اور سب سے چھوٹا زرداد تھا۔۔۔

سکندر کی ایک ہی بیٹی تھی دانین انکا کل اثاثہ ذہین ہونے کی وجہ سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھر بار کی لاڈلی تھی۔ایسے ہی لڑتے جھگڑتے کچھ سال گزر گئے تھے اب وہ کالج جانے لگی تھی۔

اور جناب زرداد ہارون سارا سال تو پڑھتے نا تھے جب پیپر ہوتے تو ساری رات نقل کی چٹیں تیار کرنے میں گزار دیتے اس لیے جناب بی اے میں تھے۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

ہال میں اتنی خاموشی تھی کہ گھڑی کی ٹک ٹک بڑے زور سے سنائی دے رہی تھی۔قطار میں لگی کرسیوں میں ایک کرسی پر وہ بیٹھا تھا۔چور سی نظر ارد گرد ڈالتا ہوا۔

زرداد نے قلم منہ میں دبایا نظریں ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔اس نے آہستگی سے جینز کی پینٹ کی بیلٹ کے نیچے سے چھوٹی سی چٹ نکالی چوری سے اپنی انگلیوں کے پوروں سے اسے کھولا تھا جبکہ قلم ابھی بھی منہ میں ہی دبا ہوا تھا اور نظریں ویسے ہی ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔

بریانی بنانے کا طریقہ چٹ پر لکھی تحریر پر نظر پڑتے ہی زرداد کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

چٹ پہ بریانی بنانے کا پورا طریقہ تحریر تھا اسکے ہاتھوں نے اس چٹ کو بری طرح مسلا پھر پھینک دیا اب اسکے ہاتھ دوسری چٹ نکال رہے تھے جو کالر کے نیچے رکھی تھی رول کی ہوئی کاغز کی چھوٹی سی پرچی کچھ دیر بعد اسکے ھاتھ میں تھی تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے پرچی کھولی۔

خوبصورت ہنسی کا طریقہ اپنے منہ کے دونوں جبڑوں میں اپنی انگلیاں ڈال کے اتنا زور سے کھینچیں کہ آپکے گالوں میں درد شروع ہوجائے۔

تحریر نے گلا ہی خشک کردیا تھا بمشکل تھوک نگلا یہ کیا بھنویں اپنی جگہ سے کچھ اور اوپر ہوگئی تھیں۔ماتھا ٹھنکا اور دھم سے دانین کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا تھا۔جو صبح ڈکشنری لینے کے بہانے ائی تھی سارا منظر اس کی آنکھ کے آگے گھوم گیا۔

وہ باتھ روم سے باہر نکلا تھا دانین اسکے سٹڈی ٹیبل کے بلکل پاس کھڑی

تھی اسکو دیکھ کر ایک دم سے ٹھٹکی تھی وہ۔۔

تم کیا کررہی ہو یہاں؟

زرداد نے حیرت سے پوچھا بالوں میں اسکے ہاتھ تیزی سے ٹاول چلا رہے تھے۔دانین گڑ بڑا سی گئی۔

مم۔۔۔میں اپنی ڈکشنری دیکھنے ائی تھی تم نے لی تھی کیا؟؟؟

زبردستی کی مسکراہٹ سجا کر کہا اور انگلیوں سے بال کان کے پیچھے کیے۔

زرداد نے بغور اسکی حالت کو آنکھیں سکیڑ کر دیکھا تو وہ بھاگتے ہوئے کمرے سے نکل گئی تھی۔

اوہ تو کلو کا کام ہے یہ سارا اسکو تو میں چھوڑوں گا نہیں سب کچھ یاد آ جانے کے بعد اب اسکا شک یقین میں بدل چکا تھا زرداد نے دانت پیسے پھر بے چینی سے ارد گرد نظر دوڑائی۔۔

اب کیا کروں اس نے بازو سر کے پیچھے کیے دونوں ہاتھوں کے پنجوں کو آپس میں جوڑا اور سر کے نیچے رکھ کے کرسی پر تھوڑا سا ڈھے سا گیا۔

جب کچھ آتا ہی نا تھا تو کیا کرتا۔

سوالیہ پیپر کو دو دفعہ تو وہ پہلے ہی پرچے پر اتار چکا تھا۔

اب اور کیا کرتا پھر کبھی ادھر تو کبھی ادھر دیکھنا شروع کردیا۔

کوشش کی کہ اگے پیچھے والے سے مدد لے پر انکی حالت بھی پتلی ہی لگ رہی تھی پر وہ پھر بھی پیپر کے ساتھ کشتی کرنے میں مصروف تھے اسکی تو اب بس ہو گئی تھی آرام سے ٹانگیں پھیلا کے بازو کا تکیہ سر کے نیچے رکھ کے وہ ٹانگوں کو آہستہ آہستہ ہلانا شروع ہو گیا تھا۔

نگران نے اسکی طرف حیرت سے دیکھا زرداد نے اسے آنکھ کا کونا دبایا تو نگران گڑبڑا کے ارد گرد دیکھنے لگا۔

نگران کی حالت دیکھ کے زرداد کو ہنسی دبانا مشکل ہو گئی۔۔جیسے ہی پیپر دے کر نکلنے کا وقت پورا ہوا وہ پیپر کو کرسی پر الٹا رکھ کے اٹھا اور اپنے پیچھے بیٹھے اس مسکین سے لڑکے کی طرف ایسے دیکھا جیسے کہ اسے باور کروا رہا ہو میں صرف تمھاری وجہ سے پیپر الٹا رکھ کر جا رہا ہوں۔

اور بڑی شان سے گردن اکڑاتا ہوا ھال کے دروازے تک آیا۔ھال سے باہر نکلتے نکلتے اس نے پھر سے اپنی طرف گھورتے ہوئے نگران کو آنکھ مار دی تھی۔نگران بچارا اپنی جگہ سے ہل کر رہ گیا۔

اور باہر نکل کر اب اسکے ہونٹوں پہ گہری مسکراہٹ کا راج تھا۔جیب سے موبائل نکال کر نمبر ملانے کے بعد کان کو لگایا۔۔

چل اب آجا نا کہ میرا رنگ جلائے گا اس تیز دھوپ میں۔۔کالج کے گیٹ کے باہر کھڑا وہ بدر کو فون کر رہا تھا۔پیشانی پر بل تھے۔

ارے تمھارا پیپر کیسے ختم ہوگیا اتنی جلدی؟

بدر کی حیران سی آواز فون کے سپیکر سے ابھری۔

کلو نے بہت برا بدلہ لیا یار اس دن والی بات کا جلدی آ نا بتاتا ہوں۔

زرداد نے بے زار لہجے میں کہا اور فون بند کر کے جیب میں رکھا بدر زرداد کا بچپن کا دوست تھا اسکی ہر شرارت میں شریک اور اس کے ہر کام کا رازدار کچھ دن پہلے زرداد کو سکندر نے دانین کو کالج سے لانے کا

کہا تھا جبکہ زرداد اور بدر بھول گئے تھے اس کو لانا۔دانین کو کالج میں بہت انتظار کرنا پڑا اور پھر بڑی مشکل سے وہ گھر پہنچی تھی۔

بجآئے اپنی غلطی ماننے کے زرداد نے اسے کہنا شروع کر دیا وہ کالج سے بہت دیر سے نکلی وہ انتظار کرنے کے بعد چلا گیا تھا۔

اور دانین نے بدلے کے طور پر صبح میز پر پڑی اسکی ساری رات لگا کے تیار کی ہوئی پرچیاں اپنی فضول پرچیوں سے بدل ڈالی تھیں۔

زرداد کی بی اے پاس کرنے کی دوسری کوشش تھی لیکن آج کے پیپر میں تو اب وہ یقیناً لڑھک کے ہی رہے گا اور یہ صرف اور صرف دانین کی وجہ سے ہوگا۔

اب اسکو تھا کہ وہ جلدی گھر پہنچے اور دانین کے بخیے ادھیڑ دے۔دانت پیس پیس کے اس کے اپنے ہی منہ میں درد شروع ہو گیا تھا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا اوپر جا رہا تھا جبڑے سختی سے بند کیے ہوئے تھے ناک غصے سے پھولی ہوئی تھی سیڑھیاں پھلانگنے کی وجہ سے

بال اڑ اڑ کر واپس چہرے پر آ رہے تھے۔اسے پتا تھا وہ پڑھاکو کیڑا قسم کی لڑکی اکیلی بیٹھی چھت پر پڑھ رہی ہو گی۔دانین نے میڈیکل میں ایڈمیشن لیا تھا۔وہ سارا دن تقریباََ پڑھتی ہی پائی جاتی تھی۔

وہ جب اوپر پہنچا تو سامنے دانین چھت پر پڑی چارپائی پہ بیٹھی تھی کتابوں کا ڈھیر اس کے آگے سجا تھا۔سر جھکائے کچھ یاد کررہی تھی۔۔

کیا تکلیف تھی تمہیں ہاں کلو؟

وہ تیزی سے اسکے پاس آکر اب اس کے سر پر کھڑا چیخ رہا تھا۔غصے سے آنکھیں لال ہو رہی تھی۔دانین نے دانتوں میں زبان دبائی پھر مسکراہٹ دبا کر اوپر مصنوعی غصے سے دیکھا۔

مجھے تنگ مت کرو نہیں تو ابھی چیخ چیخ کے تایا ابا کو بلا لوں گی۔۔

بڑے ہی انداز میں کہا وہ پہلے سے ہی ذہنی طور پر خود کو تیار کیے ہوئی تھی کہ وہ آ کے ایسے ہی چیخے گا اس پر اس لیے ہی فوراََ اسے دھمکا ڈالا۔وہ ٹس سے مس نا ہوا تو دانین نے بڑی بڑی آنکھیں نکالتے ہوئے

ڈرایا ایک ہارون ہی تو تھے جن سے وہ تھوڑا سا دب بھی جاتا تھا۔۔

تم خود تو پڑھتے ہو نہیں آجاتے ہو دوسروں کو بھی شیطان بن کے راہ راست سے ہٹانے کو۔۔دانین نے مصنوعی غصہ دکھایا۔پر وہاں تو وہ آج کی تذلیل پر جلا بھنا کھڑا تھا۔

سمجھتی کیا ہو خود کو تم ؟زرداد نے اب اسکا بازو دبوچ کر رخ اپنی طرف کیا دانین نے تکلیف کے زیر اثر منہ کھولا

کیوں کیا ایسا تم نے میری ساری محنت پہ پانی پھیر دیا۔۔

زرداد اب اس پر چیخ رہا تھا۔دانین نے خوف کو چھپایا۔اور گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

ارے چل ہٹ محنت کا کچھ لگتا تم نے بھی ہزاروں بار میری محنتوں پر پانی پھیرا ہے

دانین نے ناک سکیڑ کے اس دھکا سا دیا اور بازو چھڑوانے کے لیے زور لگانا شروع کر دیا۔پر وہ بھی دانت پیسے بازو چھوڑنے کو تیار ہی نہیں

تھا۔

تمہیں تو میں دیکھ لوں گا کلو کہیں کی

اب وہ اسے ایک جھٹکے سے چھوڑ کے اپنے منہ پہ بدلے کے انداز میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔دانین نے ہوا میں لا پرواہی سے ہاتھ چلایا جبکہ دل تھوڑی دیر کے لیے اس کی بدلے والی بات پر سہم گیا تھا۔

جاو جاو یہاں سے آئے بڑے لیڈی ڈیانا کے کچھ لگتے اور اب تیسری بار بی۔اے کو پاس کرنے کی تیاری شروع کر دو

دانین نے اسے اور چڑانے کے لیے زبان باہر نکالی۔زرداد نے خنخوار نظر اس پر ڈالی۔اس وقت دھوپ میں بیٹھی اور کالی لگ رہی تھی۔

دیکھ لوں گا تمہیں بھی کلو کہیں کی۔۔۔وہ اپنا سرخ چہرہ لے پیر پٹخ کر زینے کی طرف بڑھ گیا جبکہ دانین اب اپنے بازو کو نشان کو دیکھ کر بچوں کی طرح ہونٹ باہر نکالے ہوئ تھی۔۔

پڑھائی میں زرا اچھی ہے تو پتا نہیں خود کو سمجھتی کیا ہے

زرداد نے گلی کی نکڑ پہ بنے چھوٹے سے چبوترے پہ بیٹھے بدر کو غصہ دکھاتے ہوئے کہا۔بدر اس کی بات پر دانت نکال رہا تھا۔وہ بدر کو پیپر والی ساری بات بتا چکا تھا۔

جو بھی بات ہو ابا کو بتانے پہنچ جاتی ہے،میٹرک میں بورڈ میں پوزیشن کیا لے لی تھی سب ایسے پوجتے اسے جیسے کہ وہ بہت ماہان ہستی ہو

زرداد نے دونوں ہاتھوں کو جوڑ کے پوجنے والا انداز بنایا۔بدر نے زور کا قہقہ لگایا جس پر زرداد دانت پیس کر رہ گیا۔

اکڑ پتہ نہیں کس چیز کی کلو میں نا شکل ہے نا عقل ہے

زرداد نے دانت پیستے ہوئے کہا اور برا سا منہ بنا کر ارد گرد دیکھا بدر اب غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔پھر گہری سانس خارج کرتا ہوا اس کے پاس آیا۔

اس کے پاس شکل نہیں پر تیرے پاس تو ہے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بدر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کے معنی خیز جملہ اچھالا وہ بھنوں کو اوپر نیچے نچا رہا تھا۔زرداد نے اس کی بات پر نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

کیا مطلب۔۔۔

آبرو چڑھا کر سوال کیا۔پیشانی پر نا سمجھی کی لکیریں تھیں۔بدر نے خفیف سا قہقہ لگایا اور پاس ہوا۔

مطلب یہ کے توڑ دے اس کی اکڑ اور غرور

بدر نے کان میں سرگوشی کی۔زرداد نے چونک کر گردن گھمائی۔وہ ہنس رہا تھا۔

دماغ ٹھیک ہے تمھارا کیا کہہ رہا مجھے بات نہیں سمجھ ائی

زرداد نے ناگواری سے بدر کے بازو کو کندھا ہلا کے پاس سے ہٹایا۔بدر پیچھے ہو کر فوراً پاس ہوا۔

یار غلط مطلب ہر گز نہیں میرا مطلب جہاں اتنی لڑکیاں تیری محبت

میں گرفتار ہوئی پھرتی ہیں تیری ایک جھلک کی چاہ میں چھتوں سے لٹک لٹک جاتی ہیں تو وہ کیوں نا تیری اسیر ہو جائے

اوہ۔۔۔یار۔۔وہ نہیں ایسی وہ تو اتنا چڑتی ہے مجھ سے زرداد نے نہیں میں زور زور سر ہلاتے ہوئے کہا۔بدر نے کمر پر ہاتھ رکھے افسوس سے گرد ہلائی

اوہ پاگل ایسا اس لیے ہے کہ وہ تجھے اپنی پہنچ سے دور سمجھتی وہ ٹھہری عام سی لڑکی اور تو شہزادہ

بدر نے تھپکی دی اس کی پیٹھ پے۔زرداد نے غور سے اسے دیکھا وہ اب مسکرا کر سر کو ہلا رہا تھا۔

اپنے آپ کو اس کی پہنچ میں لے آیا دیکھنا خود ہی دیوانی ہوئی پھیرے گی سارا غرور جائے گا گھاس چرنے

بدر نے ہوا میں ھاتھ لہراتے ہوئے گردن اکڑا کر اپنا مشورہ دیا۔

اوہ نہیں یار اس کا کیا پتہ ابا کو شکائت کر دے پھر

زرداد نے جھنجلا کر پھر سے نہیں میں سر ہلایا اب کی بار بدر نے اس کے سر پر چپت لگائی۔

مجھے نہیں لگتا ایسا کچھ جب تمھاری دیوانی ہو جآئے گی پھر دب کے رہے گی خود ہی

بدر نے دائیں آنکھ ایسے دبائی کہ ساتھ ہی اس کے چہرے کا زاویہ بھی بدل گیا۔اب زرداد اپنے ہاتھ کو اپنی ٹھوڑی پہ آہستہ آہستہ ایسے چلا رہا تھا جیسے کسی گہری سوچ میں ہو۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

افف دانین نے اپنے بازو کے اوپر اس نیل کی طرف دیکھا صورت رونے جیسی ہو رہی تھی۔کیسا درندہ صفت انسان ہے منہ میں بڑبڑائ زرداد نے جہاں سے اس کے بازو کو دبوچا تھا ابھی آج تیسرے دن بھی وہاں نیل موجود تھا۔

چھت پہ موجود تھوڑی سی چھاؤں میں دانین نے اپنی چارپائی بچھا رکھی تھی۔اور آگے کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

جب زرداد چھت پہ آیا وہ اپنے بازو پہ پڑے نیل کو دکھ بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

تین دن سوچنے کے بعد وہ بدر کے مشورے پر عمل کرنے کو تیار ہو گیا تھا اس لیے آج پھر اس کے سر پر کھڑا تھا پر خاموش کچھ دیر دانین کن اکھیوں سے زرداد کو دیکھتی رہی۔پھر تنک کر خاموشی کو توڑا

کیا ہے بھئی؟ کیوں میرے سر پر سوار ہو کر کھڑے ہو گیے ہو ؟

دانین کو الجھن سی ہوئی اس کی زبان کے خاموش ہونے پہ

وہ پھر بھی خاموش ہی کھڑا رہا تھا۔ذہن میں لفظوں کو ترتیب دے رہا تھا۔

اب بول بھی دو۔۔نا۔۔۔

دانین نے چڑ کر گردن اوپر اٹھائ اور دانت پیسے اب وہ پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی

ائی۔۔۔ایم۔۔۔سوری

زرداد کی مدھم سی آواز پر دانین نے حیرت سے اس کی شکل کی طرف دیکھا اور اس کا لہجہ ھیں اس نے بھنویں اچکا کر بغورارد گرد کا جائزہ لیا۔

خیریت ہے زری طبیعت تو ٹھیک ہے تمھاری ؟

دانین نے طنزیہ لہجہ اپنایا تھا۔اسے دال میں کچھ کالا لگا وہ اور اس سے معافی مانگے۔وہ تو ایک نمبر کا ڈھیٹ انسان تھا۔

آج کہیں فرسٹ اپریل تو نہیں دانین نے ذہن پر زور دیا پھر خود ہی زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میں نے اس دن کچھ زیادہ ہی بدتمیزی کر دی تھی اس کے لیے معافی مانگ رہا ہوں تم سے

زرداد زمانے بھر کی معصومیت زبردستی چہرے پہ سجا کر کہا تو دانین کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔پھر منہ بند کیے بھنوؤں کو سکوڑ کر اس کی طرف دیکھا۔

ایک منٹ۔۔۔ایک منٹ۔۔۔

دانین نے ھاتھ کے اشارے سے اسے روکا وہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔پر رعب جمآئے رکھنا ضروری تھا

اس دن نہیں صرف زرداد ہارون آپ اکثر مجھ سے بدتمیزی کرتے ہیں

دانین نے لبوں کو بھینچ کر اس کی بات کی نفی کی اور اپنی رآئے کا اظہار کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہممم۔۔

زرداد نے بڑی مشکل سے جبڑوں کو جکڑ کر مصنوعی ہنسی سجاتے ہوئے اس کی بات کی تائید میں سر ہلایا۔کلو کہیں کی دل تو کر رہا ہے ایک تھپڑ رسید کر دوں پر ناٹک کے لیے یہ سب ضروری تھا۔

غلط کرتا رہا جو بھی کرتا رہا،میں اب بڑا ہوا ہوں تو احساس ہوا مجھے۔

زرداد نے شائستگی سے کہہ کر اپنا کان کھجایا دانین اب حیرت کے

سمندر میں غوطے لگاتی چارپائی سے اتر کر نیچے اس کے سامنے کھڑی ہو گئی تھی۔

اسے کیا ہوا ہے دانین نے پرسوچ انداز میں زرداد کی شکل کو دیکھا دنیا بھر کی معصومیت چہرے پر سجآئے وہ اس کے سامنے کھڑا اس سے معافی مانگ رہا تھا اس بات کے لیے جس میں ننانوے فیصد غلطی صرف اور صرف دانین کی تھی

ٹھ۔ٹھ۔ٹھیک ہے کوئی بات نہیں

دانین نے حیران ہوتے ہوئے زرداد کو جواب دیا وہ کچھ دیر کھڑا رہا پھر مسکراہٹ کا تبادلہ کر کے چھت سے نیچے اتر گیا تھا جبکہ دانین حیران سی کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔۔

برآمدے میں لگے بڑے سے کھانے کے میز پر رات کا کھانا سب بیٹھے کھا رہے تھے ہارون کے حکم کے مطابق جتنی بھی چاہے ہر فرد کی مصروفیت ہو وہ سب کے سب کھانا اکٹھے ہی کھاتے تھے۔

کھانا کھاتے ہوئے کچھ محسوس ہونے پہ دانین نے نظر اٹھا کے سامنے بیٹھے زرداد کی طرف دیکھا۔

نوالہ حلق میں اٹک گیا وہ دنیا بھر کا پیار نظروں میں سموئے اسے تاڑنے میں مصروف تھا لبوں پر بھی دلکش مسکراہٹ سجائ ہوئ تھی۔

عجیب سا محسوس ہوا اسے کیا ہوا ہے ایسے کیوں دیکھ رہا ہے دانین کو الجھن سی ہو رہی تھی طبیعت تو ٹھیک ہے نا اس کی اب وہ اس کے دیکھنے پر بھرپور طریقے سے مسکرایا تھا۔

دانین سے کھانا نگلنا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔

وہ تھا کہ دیکھے ہی جا رہا تھا۔۔۔کیا ہو گیا اسے۔۔۔پاگل تو نہیں ہو گیا کہیں۔۔۔پرسوچ انداز میں نوالہ منہ کے اندر رکھا۔۔۔

اس کی سمجھ سے تو یکسر باہر تھا وہ

وہ اسے بری طرح پریشان کرنے میں مصروف تھا۔۔جب ہارون کی آواز

نے اس کے حواس بحال کیے۔۔۔

زرداد کیسا ہوا تمھارا پیپر وہ اپنے مخصوص انداز میں۔۔۔رعب دار آواز میں کہہ رہے تھے۔۔

اچھا ہوا ہے۔۔۔چڑ کے جواب دیا۔۔۔سب لوگ اب اپنی اپنی گفتگو چھوڑ کے اس طرف متوجہ ہو چکے تھے۔۔۔اشعال زرداد کو بد تمیزی نا کرنے اور تحمل سے رہنے کے اشارے کر رہی تھی۔۔۔

زرداد کو سر چڑھانے والوں میں سے سکندر کے بعد دوسرا نام۔۔۔اشعال کا تھا۔۔۔زرادد کو وہ بہت لاڈ کرتی تھی۔۔۔

اچھا تو پہلے بھی دو دفعہ تم دے آئے تھے۔۔۔مجھے یہ بتاؤ کہ۔۔۔بی۔ آئے تمھاری جان چھوڑے گا اس دفعہ کے نہیں۔۔۔ہارون نے سخت لہجے میں دوٹوک بات کی۔۔۔۔

منال اور دانین نے منہ پہ ہاتھ رکھ کے اپنی ہنسی کو روکا۔۔۔

اس نے غصے سے چمچ پٹخا اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔۔

دیکھا تم نے سکندر دیکھا۔۔۔ہارون نے انگلی کا اشارہ کیا۔۔۔

تم کرو اس کے اور لاڈ۔۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔لا کر دو اسے گٹار۔۔۔
میراثیوں کی طرح بجآئے اس کو۔۔۔۔ہارون کے غصے کا رخ اب سکندر
کی طرف تھا۔۔۔

بھائی جان نا پریشان ہوں۔۔۔سدھر جآئے گا۔۔۔سکندر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔۔۔

منال اور اشعال برتن سمیٹنے لگی تھی۔۔۔اسے کوئی کچھ کام نا کہتا تھا
کیونکہ ایک تو وہ سب سے چھوٹی تھی دوسرا۔۔وہ سب سے زیادہ گھر
میں ذہین تھی۔۔۔

جب کبھی کوئی غلطی سے اسے کوئی کام کہہ بھی دیتا تو ہارون اس کی
کلاس لے ڈالتے۔۔۔انھیں بڑا مان تھا اپنی بھتیجی پہ کہ وہ ڈاکٹر بنے
گی۔۔۔

ہاں کبھی کبھار خود کے لیے چآئے بنا لیتی تھی۔۔۔رات گیے تک پڑھنا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوتا تھا تو اکثر رات کو چآئے بنا کے پیتی تھی وہ۔۔۔

آج بھی وہ خود کے لیے چآئے ہی بنانے کھڑی تھی۔۔۔جب زرداد کچن میں آیا۔۔۔

چہرے پہ تھوڑی دیر والی بحث کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔۔۔

سنو میرے لیے بھی بنانا ایک کپ۔۔۔پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ بلکل اس کے پیچھے کھڑا تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔وجہ۔۔۔میں صرف اپنے لیے ہی بناتی ہوں چآئے۔۔۔اور بات سنو۔۔۔خیریت ہے نا۔۔۔تم کب سے میرے ہاتھ کی بنی چآئے پینے لگے۔۔۔وہ چآئے والے چمچ کو دائیں ہاتھ میں گھوما رہی تھی۔۔۔

سوچ لو۔۔۔زرداد نے گاڑی کی چابی اس کی آنکھوں کے آگے لہرائی یہ ابھی ابھی چاچو دے کر گیے ہیں مجھے۔۔۔انھیں صبح نکلنا کراچی کے لیے تو۔۔۔کہہ۔۔۔رہے تھے کہ دانین کو لے آنا۔۔۔۔۔۔

حد سے زیادہ۔۔۔کمینے ہو تم۔۔قسم سے۔۔۔دانین نے دانت پیستے ہوئے

کہا۔۔۔

اچھا بنا دیتی ہوں وہ دودھ اور ڈال رہی تھی۔۔۔ساس پین میں۔۔۔

اوکے۔۔۔تو ایسا کرنا میرے کمرے میں دے جانا۔آواز میں بے حد نرمی اور مٹھاس گھلی تھی۔۔۔۔یہ کہ کر وہ تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

اسے کیا ہو گیا۔۔۔کچھ دن سے عجیب ہی انداز ہیں اس کے۔۔۔

وہ زرداد کے لیے کپ میں چآئے انڈیل رہی تھی۔۔۔

دائیں ہاتھ سے کپ کو پکڑ کر اس نے دوسرے ہاتھ سے دروازہ کھولا تھا۔۔۔

وہ فرش پہ نیچے بیٹھا اپنے گٹار پہ ہلکے سے انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔شکل کے ساتھ ساتھ خدا نے بہت سریلی آواز سے بھی نوازہ تھا اسے۔۔۔

یہ زرداد کا تیسرا گٹار تھا۔۔۔جو ابھی تک ھارون کی نظر سے بچا ہوا تھا۔۔۔

وہ سکول سے لے کر کالج تک۔۔گانے کے مقابلے کے ہر بڑے لیول پر

جیتا تھا۔۔لیکن ہارون اس کے گانا گانے کے بہت خلاف تھے۔۔

آہ۔۔تھنکیو۔۔۔اس نے دانین کے ھاتھ سے چآئے کا کپ لیا۔۔

تم باز نہیں اؤ گے نا۔۔دانین نے اس کے گٹار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

یہ تو جنون ہے میرا۔۔۔وہ گٹار کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا کر بولا۔۔۔

ویسے۔۔۔ہم۔۔۔م۔۔م۔چآئے بہت اچھی ہے۔۔۔زرداد نے چآئے کا کپ ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا۔۔شکریہ۔۔۔۔دانین کو حیرت ہو رہی تھی۔۔۔پہلی دفعہ وہ اسکی تعریف کر رہا تھا۔۔۔

وہ حیرت زدہ سی اس کے کمرے سے باہر آ گئی تھی۔۔۔

وہ کالج سے باہر نکلی تو بڑے وقت پہ آج وہ باہر کھڑا تھا۔۔گاڑی سے

پیٹھ لگا کے وہ دونوں ٹانگوں کو کراس کی شکل دے کر کھڑا تھا۔۔۔

سیاہ سن گلاسز اس کی خوبصورتی کو اور چاند چار لگا رہے تھے۔۔۔

دانین کو دیکھ کر اس نے اپنی ہتھیلی کو اوپر اٹھا کر ہوا میں لہرایا۔۔۔

ہونٹوں پہ بڑی جاذبِ نظر مسکراہٹ سجآئے وہ اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول رہا تھا۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو نا زری۔۔۔اس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

وہ بنا کوئی جواب دیے اب گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ رہا تھا۔۔۔۔

زرداد نے چور نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔۔

سفید یونیفارم میں وہ اور زیادہ سانولی لگ رہی تھی۔۔۔واضح تھی تو چہرے پر بس اس کی کالی بڑی سی آنکھیں اور ان کے اوپر جھالر کی طرح گرتی۔۔۔اس کی پلکیں۔۔وہ عام سی شکل کی لڑکی تھی۔۔جس کے ساتھ یہ دیوانہ وار چاہت کا ناٹک بھی اسے مشکل لگ رہا تھا۔۔۔

ہم۔م۔م۔۔م۔۔آسکریم۔۔۔کھاوگی۔۔۔سوالیہ نظروں سے دانین کی

طرف دیکھا۔۔۔

ہیں۔۔۔کیا کہا۔۔۔وہ حیرت دیکھتے ہوئے بولی۔

۔۔آسکریم کا پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔اس نے گلاسز اتارے۔۔۔کھاؤگی کیا۔۔۔ بڑی معنی خیز نظروں سے دیکھا۔۔۔

مجھے ایک بات نہیں سمجھ آ رہی۔۔۔دانین نے رخ زرداد کی طرف پوری طرح موڑ لیا تھا۔۔۔اور خشک ہوتے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔

تم۔۔۔یہ سب۔۔۔کس لیے ہاں۔۔۔دانین نے انگلی کو دائیں بائیں لہراتے ہوئے کہا۔۔۔

پتا نہیں۔۔۔خود بھی نہیں سمجھ پا رہا۔۔۔زرداد نے بڑے معصوم انداز میں کان کھجایا۔۔۔

سمجھی نہیں میں۔۔۔دانین کو واقعی اس کی بات بلکل سمجھ نہیں ائی تھی۔۔۔

ابھی تو مجھے خود سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔تو تمھیں کیا سمجھا پاؤں گا اس نے

گلاسز دوبارہ سے پہنتے ہوئے کہا۔۔۔

پھر گاڑی آسکریم پارلر کے آگے روکی تھی۔۔۔اور اس پر ایک مسکراہٹ ڈالتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔

وہ سارا راستہ اس کی نا سمجھ آنے والے انداز اور نا سمجھ آنے والی باتوں میں الجھی رہی۔۔۔

✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤

تم نہیں نیچے آو گی آج کے دن تو آجاؤ۔۔منال اس کے سامنے کھڑی خفگی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج اشعال کی شادی کی تاریخ رکھی جا رہی تھی۔۔۔گھر میں بڑی ہلچل تھی۔۔۔شازر اور زرداد صبح سے بازار کے چکر لگا رہے تھے۔۔۔اور ثمرہ اور سدرہ کچن میں گھسی ہوئی تھیں۔۔۔چند رشتہ دار بھی بلآئے گئے تھے۔۔۔

منال نے اس کے بھی کپڑے استری کر دیے تھے۔۔اب وہ اسے بلانے ائی تھی کہ وہ بھی آئے اور تیار ہو جآئے۔۔۔

دانین کتابوں میں گھسی پڑھنے میں مصروف تھی۔۔جب منال اوپر ائی۔۔۔۔

اچھا چلو میں آتی ہوں۔۔۔اپنے سامنے کھلی کتاب کو بند کرتے ہوئے وہ اٹھی تھی۔۔۔منال مسکراتی ہوئی نیچے چلی گئی تھی۔۔۔

ہلکے سے پیچ کلر کے سوٹ میں وہ دبلی پتلی سی بڑھی ہوئی بھنوں کے ساتھ۔۔۔اور گہری سانولی لگ رہی تھی۔۔۔چھت پر بیٹھ کر ہر وقت پڑھنے اور منہ کم دھونے سے چہرہ اور بھی مرجھایا سا لگ رہاتھا۔۔۔ سادگی کا پیکر بنے بس ایک دفعہ سرسری سا منہ دھو کر وہ پوری طرح تیار تھی۔۔۔

وہ سیڑھیاں اتر کے نیچے ہی آرہی تھی جب اچانک زرداد بلکل سامنے آ گیا تھا۔۔۔وہ شائید چھت سے ہی کچھ لینے جا رہا تھا۔۔۔

ایک دم سے اس نے سیڑھیوں سے گزرتی دانین کا دیوار پہ ہاتھ رکھ کے راستہ روک دیا تھا۔۔۔

ہا۔۔۔وہ ایک دم سے اس کی اس عجیب سی حرکت پہ رکی تھی۔۔کیا ہو گیا تمہیں۔۔۔پاگل تو نہیں ہو گیے۔۔دانین نے سینے پہ ہاتھ رکھ کے اپنی سانسیں بحال کیں۔۔۔۔

اچھی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔بڑے معنی خیز انداز میں کہا گیا۔۔۔وہ اس پر پوری طرح نظریں گاڑے کھڑا تھا۔۔۔

کہ۔۔کہ۔۔کیامطلب۔۔۔اس کی نظروں۔۔اس کے انداز اور اس کے منہ سے نکلے اپنی تعریف کے الفاظ نے اسے گڑبڑا سا دیا تھا۔۔۔

مطلب یہ کے تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔وہ تھوڑا سا اوپر ہوا اور اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔۔۔

دانین کو عجیب سا احساس ہوا۔۔۔ایسا احساس جس سے وہ انجان تھی۔۔۔

ہٹو۔۔۔زری۔۔۔۔اس نے الجھتے ہوئے اسے کہا۔۔۔

مجھے پتہ ہے میں کتنی پیار ی ہوں۔۔۔اس نے ماتھے پہ بل ڈال کر کہا۔۔۔اور اس کے بازو پہ ہاتھ رکھ کے اس سے راستہ مانگا وہ ویسے بھی

بہت دن سے اس کے عجیب طریقے سے دیکھنے سے الجھن کا شکار تھی۔۔۔اب اس کی باتیں اور پریشان کر رہی تھی۔۔۔۔

میری نظر سے دیکھو تو پتا چلے تم کتنی خوبصورت ہو۔۔۔بہت سی فلموں میں بولے ہوے بول بھی زرداد کو اسے یوں بولنے مشکل ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

زرداد کے اس انداز پہ وہ اچانک نظریں جھکا بیٹھی تھی۔۔

پھر اس کے بازو کے نیچے سے گزرتی ہوئی وہ بھاگی تھی۔۔۔ھاتھوں کو ماتھے کو پسینہ آرہا تھا۔۔۔اس کے ساتھ زندگی میں پہلی دفعہ ایسا ہوا تھا۔۔۔

اسے اپنی کیفیت خود سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔۔۔

پھر پورا فنگشن زرداد اپنے ہونٹوں پہ قاتل مسکراہٹ سجآئے۔۔۔آنکھوں میں بھر پور پیار سجآئے۔۔۔اسے گھورتا رہا۔۔۔۔۔

وہ زرداد کے اس انوکھئے سے انداز پہ بری طرح خجل تھی۔۔

تھوڑی دیر سب کے ساتھ گزارنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں تھی۔۔۔۔

اس نے اپنے ماتھے پہ آیا ہوا پسینہ صاف کیا۔۔۔۔دل بھی ہلکی سی ردھم سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔

وہ جلدی سے کپڑے بدل کے ائی۔۔۔۔۔اور لیٹ گئی۔۔۔وہ دیر تک پڑھتی تھی۔۔۔لیکن آج تو پڑھنے کو بھی دل نہیں تھا۔۔زرداد کی باتیں۔۔اس کی انکھیں دماغ میں کہیں گڑ سی گئی تھی۔۔۔ صبح اسکا کلاس ٹیسٹ تھا کیمسٹری کا پر اسے کچھ یاد نہیں رہا تھا۔۔۔

یاد تھا تو صرف یہ کہ اسے آج زرداد نے کہا تھا کہ تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔اس زرداد نے یہ کہا تھا جس پر ہزاروں خوبصورت لڑکیاں مر مر جائیں۔۔۔وہ زرداد جو گھر سے باہر نکلتا تھا تو محلے کی لڑکیاں۔۔

بہانے سے اپنے گھر کی کھڑکیوں کے باہر کو کھلنے والے پٹ کھول دیتی تھی۔۔۔وہ زرداد۔۔۔جس سے بچپن سے لے کر اب تک اس کی لڑائی ہی ہوتی ائی تھی۔۔۔۔وہ زرداد جو محلے بھر میں بد دماغ۔۔۔بد تمیز۔۔۔

لڑاکا۔۔۔نکما۔۔۔۔۔بے کار مشہور تھا۔۔۔۔

آخری خصوصیات ذہن میں آتے ہی اس کا دل برا سا ہو گیا۔۔۔دل کو سرزش کیا اور آنکھوں کو زور سے بند کر لیا۔۔۔۔اور کتنی ہی سورتیں پڑھ ڈالی۔۔۔

دوپہر کے کھانے کے لیے بیٹھے سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے۔۔

ایک وہ تھی جس کو زرداد کی آنکھوں کی مسلسل تپش پگھلا رہی تھی۔۔۔۔کھانا بھی نہیں کھایا جا رہا تھا۔۔۔۔

وہ تھوڑا سا کھاکر اٹھنے لگی۔۔۔

دانی۔۔۔کھانا کیوں اتنا کم کھایا بیٹا۔۔۔۔ہارون نے فوراََ اسے کہا۔۔۔

تایا ابا بس آج دل نہیں کر رہا۔۔اس نے اپنی گھبراہٹ کو چھپایا۔۔۔جب کے زرداد کے ہونٹوں پر گہری مسکراہٹ تھی۔۔۔

دانی یہ اچھی بات نہیں ہے۔۔۔اتنا پڑھتی ہو بیٹے۔۔۔وہ خفگی سے کہ

رہے تھے۔۔۔

وہ معضرت کرتی وہاں سے چلی گئ۔۔۔۔

چل گیا نا میرا۔۔جادو۔۔۔۔۔زرداد کو سکون سا ملا اس کی ایسی حالت دیکھ کے۔۔۔وہ دل ہی دل میں ہنس رہا تھا۔۔

شازر ،سکندر، اور زرداد تم تینوں کھانے کے بعد کمرے میں میری بات سنو آکر۔۔۔ہارون پریشان سی شکل بنا کر پاس پڑے ہوئے رومال کے ساتھ ہاتھ صاف کر کے اٹھ گیے۔۔۔

پوچھو اس سے یہ باہر کیا کرتا پھرتا آج کل۔۔۔ہارون نے زرداد کی طرف ناگواری سے ہا تھ کااشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ چار لوگ۔۔ہارون کے کمرے میں تھے۔۔۔زرداد۔۔شازر۔۔۔اور سکندر۔۔۔

سکندر نے سوالیہ انداز میں پہلے زرداد کی طرف دیکھا پھر ہارون کی طرف۔۔۔

سگریٹ بھی پینا شروع کر دی ہے۔۔تمھارے لاڈلے نے۔۔۔ہارون نے دانت پیستے ہوئے سکندر کو کہا۔۔۔

وہ بدر لفنگے کے ساتھ دوستی ہے اسکی۔۔۔جو الٹے کام وہ کرتا ہے وہی یہ کرتا ہے۔۔۔زرداد نے سر تھوڑا سا اور نیچے کیا۔۔۔

پوچھو اس سے کتنا اور زلیل کرنا مجھے۔۔۔پڑھتا وہ نہیں یہ مار کٹائی کرتا رہتا۔۔۔ہارون کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اس ناہنجار پر تھپڑوں کی بارش کر دیں۔۔۔

زری۔۔۔بابا سچ کہ رہے ہیں کیا۔۔۔سکندر لہجے میں نرمی لاتے ہوئے بولے۔۔۔

چاچو سگریٹ کا مجھے بھی شک تھا اس پر۔۔۔شازر نے اسے جھاڑ پلانے میں اپنا حصہ ڈالہ۔۔۔

وہ تو مجھے بھی ہے تمھارے۔۔۔۔یہ تم بھی پیتے ہو۔۔۔زرداد نے دانت پیستے ہوئے شازر کو کہا۔۔۔اس کو تو ویسے بھی وہ کسی کھاتے میں نہیں

لاتا تھا۔۔۔

میں۔۔۔میں کب پیتا ہوں۔۔۔شازر جزبز سا ہو گیا تھا۔۔۔پر اس کے بعد وہ بولا کچھ نہیں۔۔۔

تمہیں اتنے مہنگے سکولوں میں پڑھایا۔۔اتنی محنت کی تم پر۔۔اتنی میں شازر پر کرتا تو وہ آج کچھ کا کچھ ہوتا۔۔۔ہارون اس پر کھڑے چیخ رہے تھے۔۔۔

تو نا کرتے نا احسان مجھ پر۔۔وہ اب بدتمیزی سے اٹھا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دیکھا۔۔۔دیکھا۔۔اس کو۔۔۔ہارون نے سکندر کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

تم سے اچھی تو وہ دانین ہے۔۔۔اس کی وجہ سے سر فخر سے اٹھا کے نکلتا میں گھر سے۔۔۔کوئی پوچھتا یہ آپ کی بچی ہے سینا چوڑا ہو جاتا میرا۔۔۔ہارون کے لہجے میں تلخی تھی۔۔۔

دانین۔۔دانین۔۔۔۔اس نے غصے سے دانت پیسے۔۔۔

ہاں پیتا ہوں میں سگریٹ۔۔۔مار دیں پھر مجھے۔۔۔۔وہ ہارون کی انکھوں

میں انکھیں ڈال کے کھڑا تھا۔۔۔

ہارون کا زناٹے دار تھپڑ اس کا گال جلا گیا تھا۔۔۔۔

وہ تیزی سے ناک پھولا کے کمرے سے دروازہ مارتے ہوئے نکل گیا تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دانین یہ۔۔۔دانین وہ۔۔۔میں دکھاتا ہوں سب کو دانین بھی کیا ہے۔۔۔

وہ رات کو غصے کی حالت میں دانین کے کمرے کے دروازے کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھوڑی سی دروازے پہ دستک دے کراب وہ کمرے میں داخل ہو گیا تھا۔۔

زری۔۔۔کیسے چلے آئے ایسے کمرے میں۔۔۔دانین نے خفگی کے سےانداز میں جلدی سے ایک طرف پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر گلے میں لیا۔۔۔

چآئے بنا دو مجھے۔۔۔خود پہ بہت کنڑول کر کے کھڑا تھا وہ۔۔۔۔

کیوں۔۔۔میں تمھاری ملازمہ ہوں کیا۔۔۔اسے اس کی بے تکلفی۔۔کھٹک رہی تھی۔۔۔

نہیں ملازمہ نہیں۔۔۔کچھ اور تو ہو میرے لیے۔۔۔اپنے جھوٹے جزبات دکھاتے ہوئے وہ آگے آیا تھا۔۔۔۔

کہ۔۔۔کہ۔۔۔۔کیا مطلب سمجھی نہیں میں۔۔۔اس نے زرداد کو اس سے پہلے کبھی ایسے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

پتہ نہیں خود بھی سمجھ نہیں پاتا ہوں میں کہ کیا ہو تم میرے لیے۔۔۔۔زرداد نے دھیرے سے اس کے ہاتھ کو تھا ما تھا۔۔۔

دانین بدک کے پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

زرداد پلیز۔۔۔۔میرے کمرے سے نکل جاو اسی وقت۔۔۔دانین کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو کر ایسے شور کرنے لگی تھیں۔۔کہ وہ گھبرا گئی تھی۔۔۔کہ ایسے کیوں ہوا۔۔۔۔

پلیز زرداد چلے جاؤ۔۔۔۔اس نے دھکے کے سے انداز میں زرداد کے سینے

پہ ہاتھ رکھ کے اسے باہر کو دھکیلا۔۔۔۔

وہ ناک اور منہ دونوں پھلا کے تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔

اور وہ اپنے دھڑکتے دل کو لے کر فرش پہ بیٹھتی ہی چلی گئی۔۔۔۔

منال میری شرٹ پریس کر دو۔۔۔منال اور دانین ٹی وی دیکھ رہی تھیں جب وہ آیا۔۔۔

دانین کو دیکھتے ہی۔۔۔اس نے پھر سے منہ پھلا لیا تھا۔۔۔پچھلے تین دن سے وہ دانین سے بات تو دور کی بات۔۔۔۔اس کی طرف دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔اگر وہ چوری سے اسے دیکھتی بھی تو وہ خفا سا انداز لے کر وہاں سے چلا جاتا۔۔۔جب سے وہ ایسے ناراض ہوا تھا دانین کا کسی چیز میں دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ کونسی کشش تھی جو اسے زرداد کے لیے دیوانہ بنا رہی تھی۔۔۔۔

اس کے ٹیسٹ بھی گندے ہو رہے تھے۔۔۔اس دن سے پڑھنے کو دل ہی نہیں کرتا تھا۔۔۔

منال کو ثمرہ نے اسی وقت آواز دی جیسے ہی وہ زرداد کی شرٹ کو استری کے میز پہ پھیلا چکی تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔دانین۔۔ذرا۔۔زری کی شرٹ پریس کر دو۔۔۔میں امی کے بات سن کر آتی ہوں۔۔۔۔وہ عجلت میں دانین کو کہ کر چلی گئی۔۔۔۔

ابھی دانین میز کے پاس ہی ائی تھی۔۔کہ وہ ناک پھلا کر اس کے پاس آیا۔۔اکیلی بنیان پہن رکھی تھی۔۔۔اس کے مظبوط۔۔۔بازو اور چوڑا سینا۔اسے ایک پل میں ڈھیر کر دینے کی حد تک دلکش بنا رہے تھے۔۔۔۔

چھوڑو۔۔۔کوئی ضرورت نہیں۔۔۔میری شرٹ کو ہاتھ مت لگانا۔۔۔اس نے جھٹکے سے اپنی شرٹ وہاں سے اٹھائی تھی۔۔۔۔

ہٹو یہاں سے۔۔۔وہ اسے استری کے پاس سے ہٹنے کا کہ رہا تھا۔۔۔

ایک دم سے آنسوؤں کا گولا سا تھاجو اس کے گلے میں اٹک گیا تھا۔۔۔۔

وہ تیزی سے وہاں سے بھاگی تھی۔۔۔اس سے پہلے کے زرداد اس کے گالوں پہ بہتے اس کے آنسو دیکھ لیتا۔۔۔۔

چاۓ کا پانی کیتلی میں بار بار ابال کھا رہا تھا اور وہ۔۔۔پاس خاموش کھڑی تھی۔۔۔۔ناخن بار بار دانتوں میں ڈالے وہ اپنے دل کو قابو کرنے کی ناکام کوشش میں لگی رہی۔۔۔

پھر چاۓ کپ میں انڈیلتے انڈیلتے۔۔۔اس کے ہاتھ دھیرے سے کانپ رہے تھے۔۔۔۔

چاۓ کا کپ لے کر وہ زرداد کے کمرے کے آگے بند دروازے کو گھور رہی تھی۔۔۔۔

پھر اپنے من بھاری ہاتھ کو دل کی بے تابی کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے اٹھایا تھا اور دروازے پہ دستک دے ڈالی۔۔۔

وہ گٹار پہ کسی دھن کو بجا رہا تھا۔۔۔۔جو اسے باہر بھی سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔اس کا کمرہ چھت پر بھی اس ہی لیے تھا کہ گٹار کی اور اس

کے گانے کی آواز نیچے نا جآئے۔۔۔

دستک کے بعد اس نے دروازہ کھولا تھا۔

وہ سامنے اپنے پورے جلوے لیے بیٹھا تھا۔۔اس کا چین تک چرا لینے والا۔۔۔

زرداد نے چہرہ اٹھا کے اوپر دیکھا۔۔۔۔اور پھر ایسے بے نیازی دکھائی کہ جیسے وہ ہے ہی نہیں۔۔۔

وہ دھیرے سے چآئے لے کر اس ک پاس ائی تھی۔۔۔

اور کپ زرداد کے پاس رکھ دیا۔۔۔

چآئے۔۔۔تمہارے لیے۔۔۔مدھم سی آواز گونجی تھی۔۔۔

کوئی ضرورت نہیں تھی۔۔۔وہ ابھی تک خفا تھا۔۔۔۔

دانین کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔۔مجھے ضرورت ہے۔۔۔اس نے ہلکی سی آواز میں کہا۔۔۔

کیوں۔۔۔اس دن تو ایسے اپنے کمرے سے نکالا تھا مجھے جیسے میں تمھیں

کھانے لگا ہوں۔۔۔بڑی خفگی کے انداز میں زرداد نے کہا۔۔

دانین اپنے دونوں ہاتھوں کو مسلنے لگی۔۔مجھے معاف کردو پلیز۔۔

روہانسی سی آواز میں کہا۔۔۔

ہم۔م۔م۔م۔وہ گٹار ایک طرف رکھ کے سیدھا ہوا۔۔تو بس ہو ہی گئ

میرے آگے اس کی اکڑ کی۔۔زرداد نے کیمنگی سے سوچا۔۔

زہر لگ رہی تھی اس وقت اسے وہ اپنے سامنے بیٹھی۔۔۔

چآئے کا کپ اٹھا کر اپنے منہ کو لگایا اور پیار بھری نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔وہ جو اسے پہلے ہی محبت سے دیکھ رہی تھی۔۔ایک دم سے سٹ پٹا سی گئی۔۔

زرداد کو اس کی بے چینی پہ ہنسی آ گئی۔۔وہ تیزی سے اپنی بے ترتیب دھڑکنیں سنبھالتی نیچے کو بھاگی۔۔۔۔

پیچھے سے اسے زرداد کا ایک جان دار قہقہ سنائی دے رہا تھا۔۔جسے وہ کسی اور انداز میں لے گئی۔۔

جبکہ زرداد نے قہقہ کسی اور وجہ سے لگایا تھا۔۔۔۔۔

سب سے چھپ کے اب زرداد کو دیکھنا۔۔۔اس کے لیے دل سے چآئے بنانا۔۔۔جب وہ گٹار بجاتا اس کے پاس گھنٹوں بیٹھے رہنا۔۔یہ سب اب دانین کو بہت اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔

پڑھنے کو کتاب کھولتی تو زرداد کی کچھ باتیں ذہن میں گھومنے لگتیں۔۔۔ وہ کھو سی جاتی۔۔۔لب مسکرانے لگتے۔۔۔انجانے احساسات دل پہ گدگدی کرنے لگتے۔۔۔گھنٹوں۔۔۔دم سادھے۔۔۔بستر پر اس کی اپنے اوپر گڑی ان آنکھوں کے بارے سوچتی رہتی۔۔۔پاس پڑی کتاب کے صحفے۔۔۔پنکھے کی ہوا کے ساتھ اتھل پتھل ہو ہو کر پاگل ہوئے جاتے۔۔۔۔پر وہ تو پگلی ہو چکی تھی۔۔۔کچی عمر میں۔۔۔محبت کے سمندر میں بنا تیراکی سیکھے ہی غوطہ لگا چکی تھی۔۔۔اب ڈوبنا تو طے پایا تھا۔۔۔

میں نا تمہیں کہتا تھا۔۔کہ بس یہ چلا تمھارا جادو۔۔۔اور وہ گئی اس کی اکڑ۔۔۔بدر نے ھاتھ کا اشارہ آسمان کی طرف کیا۔۔۔

یار لیکن کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا اب مجھے۔۔۔زرداد نے سگریٹ کا کش لگایا اور پھر منہ کو تھوڑا سا اوپر کر کے دھواں منہ سی نکالا۔۔۔دھواں اب ہوا میں گھلنے لگا۔۔۔

کیا مطلب کیا ٹھیک نہیں لگ رہا پاگل سارا دن تیرے ناک میں دم کر رکھتی تھی۔۔۔اور اب دیکھنا تو اس دفعہ وہ بھی فیل نہ ہوئی میڈیکل میں تو نام بدل دینا اپنے اس جگر کا۔۔۔اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کے بڑے فخر سے کہہ رہا تھا وہ۔۔۔

یار وہ بہت ہی زیادہ سنجیدہ ہے۔۔۔مجھے اب کوفت ہوتی۔۔۔اور ایکٹنگ کر کر کے۔۔۔۔زرداد نے بے زاری سے سگریٹ کو ہوا میں اچھال دیا۔۔۔

تو نا کر اب بس وہ تو ساری ڈوب چکی نا اب چھوڑ دے اس کا ہاتھ اور نکل آ اس سمندر سے باہر اکیلا۔۔۔۔بدر نے آنکھ دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

ہمم۔م۔م۔م۔کہ تو ٹھیک رہا ہے۔۔۔اس نے تھوڑی پریشانی میں سوچا۔۔۔

اشعال کی مہندی تھی آج۔۔۔گھر مہمانوں سے بھرا پڑا تھا۔۔آج توسب رشتہ دار گھر پہنچ چکے تھے۔۔۔

زرداد اور شازر کی تو پھرکی گھومی پڑی تھی آج کام کر کر کے۔۔۔اب جا کہ وہ فارغ ہوا تھا تو سوچا کہ اپنے بھی کپڑے تبدیل کر آتا ہوں۔۔۔یہ سوچ ذہن میں آتے ہی وہ اوپر لمبے لمبے ڈگ سے سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔۔

جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا تو ایک دم سے رکنے پہ مجبور ہوگیا۔۔۔۔ کوئی۔۔۔لڑکی۔۔۔اپنے پورے جلوے لیے۔۔۔اس کے ڈریسنگ میز کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔

دمکتی رنگت۔۔۔چمکتی آنکھیں۔۔گلابی ہونٹ۔۔سرو قد

۔ایک تو وہ خوبصورت بہت تھی۔۔۔اوپر سے اس کے بناؤ سنگھار نے اسے اور دلکش بنا دیا تھا۔۔۔

جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو وہ اک دم سے مڑی تھی۔۔۔

پہلے کچھ حیران سی ہوئی۔۔۔پھر کچھ پریشان سی ہوئی۔۔۔پھر کچھ گھبرا سی گئی تھی۔۔۔وہ دروازے کو بازو کھول کے بند کرنے کے سے انداز میں کھڑا۔۔اسے مسلسل تاڑے جا رہا تھا۔۔۔۔

م۔م۔مجھے۔۔۔آنٹی نے بھیجا تھا اوپر کہ فری ہے ڈریسنگ۔۔۔وہ زرداد کو یوں اپنے سامنے دیکھ کر گھبرا سی گئی تھی۔۔۔

اٹس اوکے۔۔۔زرداد نے بڑی خوش دلی سے کہا۔۔۔۔

وہ زرداد کے دیکھنے سے پریشان سی ہو کر تیزی سے وہاں سے نکلنے کے لیے بلکل اس کے سامنے آ گئی تھی۔۔۔

اف۔۔۔آج گٹار کی طرح اس کے دل کے تار بجنے لگے تھے۔۔

راستہ دے دیں پلیز۔۔۔لڑکی نے بڑے انداز سے کہا تھا۔۔۔

ادائیں۔۔۔بھی۔۔۔ہیں۔۔۔میرے۔۔۔محبوب۔۔۔میں۔۔۔

گانے کے بول زرداد کے ذہن میں گونجنے لگے تھے۔۔۔

پاگل۔۔۔لڑکی ایک اندازِ دلربائی سے کہتے ہوئے اس کے بازو کے نیچے سے نکل کر چلی گئی۔۔۔

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

زرد رنگ کا غرارا۔۔گہری۔۔۔گلابی قمیض۔۔اور ملے جلے دونوں رنگ کا دوپٹہ۔۔۔منال سے ہلکا سا میک اپ کروا کر وہ بہت حد تک جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔۔۔

لب تھے کہ بار بار مسکرا رہے تھے۔۔۔دل چاہ رہا تھا اب زرداد اسے دیکھ لے ایک نظر۔۔۔اسی خیال کے دل میں آتے ہی وہ سیڑھیاں پھلانگتی اس کے کمرے میں۔آ گئی تھی۔۔

ائی تو خود اسکے ہوش اڑانے تھی۔۔۔پر اسے دیکھ کر خود ہی ہوش اڑا بیٹھی تھی۔۔۔وہ لگ بھی ایسا ہی رہا تھا۔۔۔ہوش اڑا دینے والا۔۔دل دھڑکا دینے والا۔۔۔

اسے دیکھ کر بس ایک نظر ڈال کے وہ پھر سے ڈریسنگ کے ائینے کے سامنے سیدھا ہو گیا تھا۔۔۔

کیا ہوا زرداد نے دیکھا تک نہیں۔۔۔۔دل ایک دم سے بجھ ہی گیا تھا۔۔۔

بہت اچھے لگ رہے ہو۔۔۔مدھم سی آواز تھی۔۔۔دانین نے پیار بھری نظروں سے زرداد کو دیکھا۔۔۔۔

ہم۔م۔م۔وہ خود پہ سینٹ کا چھڑکاؤ کر رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تھوڑا اکھڑا اکھڑا سا لگا تھا۔۔۔

چلیں نیچے۔۔وہ یہ کہہ کر تیزی سے نیچے کی طرف چلا گیا تھا۔۔۔

اور اسکا ہاتھ ہوا میں تھوڑا سا اوپر اٹھا تھا۔۔کانچ کی چوڑیاں کھنک سی گئی تھیں۔۔۔اس کے زبان کے الفاظ کے ساتھ۔۔جو یہ کہنے جا رہے تھے۔۔۔کہ کیا ہوا زرداد تم ناراض ہو مجھ سے۔ہا تھ اسکا ہوا میں ہی رہ گیا تھا اور بات اس کی دل میں ہی رہ گئی تھی۔۔۔

اب وہ اسے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے نیچے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

پھر ایک پھیکی سی مسکراہٹ اس کے چہرے پہ ائی تھی۔۔۔وہ آج اتنے دل سے تیار ہوئی تھی۔۔

بوجھل قدم اٹھاتی۔۔۔وہ واپس جا کر خود کو زرداد کے کمرے کے ائینے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اچھی لگ رہی تھی۔۔۔ویسے تو جب سے زرداد کے لیے دل نے دھڑکنا شروع کیا تھا اس کو خود اپنا آپ اچھا ہی لگتا تھا۔۔۔

لیکن آج وہ کچھ الگ ہی لگ رہی تھی۔۔۔اپنے ٹوٹے دل کو لے کر وہ ہلکے سے مسکراتی ہوئی نیچے اتری تھی۔۔۔

زرداد کی نظریں مسلسل اس لڑکی کو تلاش رہی تھیں۔۔ڈھول اور گانوں کی آوازیں۔۔۔مسلسل گونج رہی تھیں۔۔۔

گھر کے صحن میں ہی۔۔چھوٹا سا سٹیج بنا کر انتظام کیا گیا تھا۔۔۔مہندی کا۔۔۔وہیں نیچے کارپٹ پر بہت ساری لڑکیاں زور زور سے ڈھول پیٹ

کر کوئی پنجابی شادی کا گانا گا رہی تھیں۔۔۔

ان ساری لڑکیوں میں وہ اپسرا موجود نہیں تھی۔۔

کہاں۔۔ہے۔۔۔کہاں ہے۔۔۔وہ بے چین سا تھا۔۔۔

پھر اچانک وہ منال کے ساتھ۔۔برامدے سے باہر آ رہی تھی۔۔۔

ہنستے ہوئے۔۔۔اپنے دوپٹے کو کندھے پہ ٹکاتے ہوئے۔۔۔

افففف۔زرداد کے دل پہ بجلیاں گراتے ہوئے۔۔۔

پتہ ہی نا چلا کب وہ چلتا ہوا منال کے بلکل پاس کھڑا تھا۔۔۔نظریں۔۔۔
اس اپسرا کے دلکش چہرے پہ ٹکی تھی۔۔۔

کیا ہوا زری۔۔۔منال نے اس کویوں پاس کھڑادیکھ کر پوچھا۔۔۔

بات سننا ذرا میری۔۔۔منال کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

منال اس کے ساتھ چلتی۔۔۔برآمدے کے دروازے کے پاس آ گئی
تھی۔۔۔

کون ہے یہ۔۔۔کان کھجاتے ہوئے اپنے دل کے تاثرات چھپاتے ہوئے۔۔وہ منال سے سرگوشی کے انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

نیلم آنٹی کی بھتیجی لگتی سسرال کی طرف سے۔باہر سے ائی ہے۔منال نے کن اکھیوں سے اس کے انداز کو جانچا اور اپنی ہنسی چھپاتے ہوئے کہا۔۔۔

نیلم ثمرہ کی خالہ زاد تھی۔۔ویسے توآنا جانا کم ہی تھا۔۔۔یہ لوگ حیدر آباد کے رہنے والے تھے اور وہ۔۔لاہور رہتی تھیں۔

نیلم کی شادی اچھے کھاتے پیتے گھرانے میں ہوئی تھی۔۔۔اس لیے جب کبھی شادیوں میں آتی تو اچھی اؤ بھگت کی جاتی تھی اسکی۔۔۔

کیوں تم کیوں پوچھ رہے ہو۔۔۔منال نے شرارت سے اپنا کندھا زرداد کے کندھے کو مارا۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔۔۔زرداد نے خجل سا ہو کر اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔

اوہ۔۔اچھا۔۔یہی بات ہے نا۔۔۔میرے ہیرو۔۔منال نے شوخی کے سے انداز میں پوچھا۔۔۔

بلکل زیادہ شوخی مت ہو۔۔زرداد نے اپنی قمیض کو جھٹکا دیا۔۔۔

اچھا بات سن نام کیا ہے اس کا۔۔منال اس کے روکھےرویے کو دیکھ کے کندھےاچکا کے جانے لگی تو پیچھے سے زرداد نے آواز دی تھی۔۔۔

منسا۔۔۔منسا نام ہے۔۔۔منال کی شوخی پھر سے لوٹ ائی تھی۔۔۔

پر وہ تو اس کے نام کو زیرِلب دھرا رہا تھا۔۔واہ کیا نام ہے۔۔۔منسا۔۔۔منسا۔۔۔

کیا ہوا ہے تجھے کیا بڑابڑا رہا۔۔۔بدرنے ایک دم سے پیچھے زور کی تھپکی دی تھی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔زرداد کی نظر بار بار منسا پہ پھسل پھسل جا رہی تھی۔۔اب وہ اشعال کے ساتھ سٹیج پہ بیٹھی اسے مہندی لگا رہی تھی۔۔۔کھنکتی ہنسی ایسی تھی کہ زرداد کے کانوں میں رس ہی تو گھل رہا تھا۔۔

واہ کیا خوبصورت۔۔چہرہ ہے استاد۔۔آپکی نظروں کا یوں فکس ہو جانا سمجھ میں آتا ہے۔۔۔بدر نے کمینگی کے سے انداز میں زرداد کی نظروں کا تعاقب کر کے منسا کو دیکھا۔۔۔جبکہ اس کے دونوں ہاتھ کیمرے کے سے انداز میں اس کی نظروں سے ہوتے ہوئے۔۔۔منسا پر جا رہے تھے۔۔

زبان کو قابو میں رکھ سمجھا تو۔۔۔نہیں تو زبان سے ہی پکڑ کر پیچ ڈالوں گا۔۔پتا ہے نا میرا۔۔۔تمیز سے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خونخوار نظر ڈالی بدر پہ

اور نظریں اب پھر سے اسی کے دیدار کے مزے لے رہی تھیں۔۔۔

مسلسل کسی کی نظروں کا حصار اسے پریشان ہی کر رہا تھا۔۔

آخر دیکھنا ہی پڑا۔۔۔وہی لڑکا تھا جو چھت پہ اسے ملا تھا۔۔۔

تو جناب ہو ہی گئے شکار۔۔۔دل ہی دل میں وہ مسکرائی تھی۔۔

وہ ایسے ہی بجلی گرا دینے والی تھی۔۔۔اسے اچھا لگتا تھا۔۔خود پہ یوں۔۔

لڑکوں کا لٹو ہو جانا۔۔۔یہ سب اسکے غرور میں اضافہ کرنے کی وجہ بنتا تھا۔۔۔

وہ کبھی کبھی چور سی نظروں سے اسے دیکھ لیتی تھی۔۔جو بھی ہو زرداد کے خوبرو چہرے نے چھکے تو اس کے بھی چھڑوا دیے تھے۔۔۔

دانین کی اور منال کی بھاگ دوڑ لگی ہوئی تھی مہمانوں کو سنبھالنے میں۔۔۔پھر بھی وہ آتے جاتے۔۔۔زرداد کو دیکھ کر اپنی بے چین روح کو سکون دے رہی تھی۔۔۔ان دو مہینوں کے اندر اندر وہ بری طرح۔۔۔زرداد کی محبت میں جکڑی جا چکی تھی۔۔۔۔

زرداد کیوں ناراض ہے۔۔۔دانتوں سے ہونٹوں کو کچلتے ہوئے اس نے سوچا۔۔۔غلطی تو نہیں ہوگئی کوئی مجھ سے۔۔۔بار بار ذہن اپنی کسی ایسی کوتاہی کو تلاش رہا تھا جو اس سے انجانے میں ہو گی ہو۔۔۔اور زرداد ناراض ہو گیا ہو۔۔۔

چآئے کے کپ کو دھیرے سے تھامے وہ زرداد کے کمرے میں ائی

تھی۔۔۔رات کے تین بج رہے تھے۔۔۔کچھ لوگ سو چکے تھے تو کچھ ابھی بھی جاگ رہے تھے۔۔۔ہلکی ہلکی باتوں کی آواز۔۔۔لڑکیوں کی کھنکتی ہنسی۔۔۔اور تایا ابا کی بار بار سونے کی تاکید کی آوازیں۔۔۔آ رہی تھیں۔۔

ہلکی سی دستک کے بعد وہ بلاتکلف کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔۔وہ ہونٹوں پہ گہری مسکراہٹ سجآئے چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔قمیض اتار کرسی کی پشت پہ ڈال رکھی تھی۔۔۔شلوار کے اوپر بنیان زیب تن تھی۔۔۔

دانین کو دیکھ کے اس نے عجیب سے طریقے سے بھنویں اچکائی تھیں۔۔۔

چآئے۔۔۔دانین نے چآئے کے کپ والا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔

مجھے نہیں پینی لے جاؤ۔۔۔روکھا سا انداز۔۔تھا۔۔۔وہ اب الماری سے ٹی شرٹ نکال کے پہن رہا تھا۔۔۔چہرے پر عجیب سی بے زاری اور ناگواری کے تاثرات تھے۔۔۔

زری۔۔۔ناراض ہو مجھ سے گھٹی سی آنسوؤں میں ڈوبی آواز تھی۔۔۔

نہیں تو۔۔۔

وہ ہی بے رخی۔۔۔۔کے انداز میں جواب دیا۔۔۔

دانین تھوڑا سا مسکرا کرآگے ائی تھی۔۔۔زرداد کے بازو پہ ہاتھ رکھا۔۔

چوڑیوں کی کھنک ایک دم سے کمرے کی خاموشی میں مدھر ساز بجا گئی تھی

زری۔۔۔اتنی چاشنی میں گھلی آواز میں اس نے کہا تھا۔

لیکن اس سنگدل پہ کیا اثر۔۔۔جوں کا توں بس خاموش ہی رہا۔۔۔

بولو کیا کوتاہی کر بیٹھی میں اب۔۔۔پیار بھری آواز۔۔۔

زرداد ان دو ماہ میں اس سے اتنی بار ناراض ہو گیا تھا کہ اسے اب عادت سی ہو گئی تھی اس کی ناراضگی۔۔۔کی۔۔۔

دانین کیوں دماغ کھا رہی ہو یار۔۔۔زرداد کو چڑ سی ہورہی تھی۔۔۔

بازو کو ایک جھٹکا دے کر چھڑوا ڈالا۔۔چوڑیوں کی کھنک پھر سے گونجی۔۔۔ایسے جیسے چیخ اٹھی ہوں۔۔۔

اب کیسے جان چھڑواؤں اس سے۔۔۔خود ہی پھنس کے رہ گیا ہوں۔۔۔ زرداد نے بیزار سی شکل بنا کر سوچا۔۔۔

رخ موڑ کر دانین کی طرف پیٹھ کر ڈالی۔۔۔پر وہ کچی عمر میں۔۔۔اس سفر پہ نکلی ہوئی مسافر کیا جانے کہ وہ موا۔۔۔اس کے جزبات نہیں سمجھتا بس اس کو زیر ہی کرنا چاہتا تھا۔۔

بتاو تو اچھا۔۔۔سوری۔۔۔وہ کانوں کو ہاتھ لگائے کھڑی تھی۔۔۔

ددونوں ہاتھوں کی چوڑیوں نے بہت شور کیا پر وہ نا سمجھی۔۔۔

دانین یار جاؤ نا پلیز میں بہت تھکا ہوا ہوں۔۔۔زرداد نے تھوڑی سختی سے کہا۔۔۔

وہ ایک دم گھبرا سی گئی۔۔۔پر وہیں کھڑی تھی ابھی۔۔۔

جاؤ نا یار بہت رات ہو گئی ہے۔۔۔اور بیزاری دکھائی۔۔

اور بازو لمبا کرکے دروازے کی طرف اشارہ کر ڈالا۔۔۔

ایک دم آنکھیں اور دل دونوں بھر آئے تھے۔۔۔بوجھل قدم اٹھاتی وہ وہاں سے بھاگ ائی تھی۔۔۔

ساری رات۔۔وہ تکیہ بھگوتی رہی تھی۔۔۔منال اور کچھ اور لڑکیاں اس کے کمرے میں تھی آج۔۔۔منال کے کمرے میں نیلم اور منسا کو ٹھہرایا گیا تھا۔۔۔۔

روتے روتے جب اسکی آنکھ لگ رہی تھی۔۔۔تو ہلکی ہلکی اذان کی آواز اس کے کان میں پڑ رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

یہ نئ والی گاڑی میں۔۔میں کچھ مہمان لے جاتا ہوں میرج ھال تک۔۔

سب لوگ گھر سے باہر تیار ہو کر نکل رہے تھے۔۔۔زرداد نے آج تھری پیس سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔سرخ رنگ کی ٹائی۔۔۔لگائی ہوئی تھی۔۔۔

وہ گاڑی کے پاس آتی ہوئی ثمرہ سے کہہ رہا تھا۔۔

آپ اور آنٹی نیلم بیٹھ جائیں نا۔۔وہ کان کھجاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔اسے ثمرہ سے تھوڑی دیر پہلے بات کرتی ہوئی نیلم اور اسکے پاس منسا کھڑی نظر آگئی تھی۔۔۔۔سرخ رنگ کا لمبا سا فراک تھا۔۔اور وہ اس میں دمک رہی تھی۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔میں نیلم کو بلا کر لاتی ہوں۔۔

تھوڑی دیر بعد ثمرہ۔۔نیلم اور منسا کے ساتھ چلتی ہوئی گاڑی کی طرف آ رہی تھی۔۔وہ نیلم اور ثمرہ سے تھوڑا سا پیچھے چل رہی تھی۔۔۔زمین پہ بڑے ناز سے قدم رکھتی ہوئی وہ آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

چہرے پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔چہرے پہ سلیقے سے کیا ہوا میک اپ تھا۔۔۔ جو اس کے دلکش چہرے کو چار چاند لگا رہا تھا۔۔۔

بڑے انداز میں زرداد نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔منسا کے لیے ۔۔۔وہ اپنے بڑے سے فراک کو سنبھالتی۔۔بڑی نازکت سے گاڑی میں

بیٹھی تھی۔۔۔

زراد نے اپنی انگلیوں سے ٹائی کی ناٹ کو پکڑ کر بڑی ادا سے دائیں بائیں گھمایا تھا۔۔۔اور فرنٹ سیٹ پہ بڑی شان سے بیٹھا تھا۔۔۔

وہ درحقیقت۔۔۔دل کو دھڑکا دھڑکا دینے والی شخصیت رکھتا تھا۔۔۔

ثمرہ زرداد کے ساتھ آگے بیٹھی تھی۔۔۔اور نیلم اور منسا پیچھے۔۔۔

سب لوگ مختلف گاڑیوں میں بیٹھ کے میرج حال کی طرف رواں تھے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرداد نے مرر کو گھما کر پیچھے بیٹھی۔۔منسا پر سیٹ کر لیا تھا۔۔۔اس کو ساری خبر تھی اور وہ اپنی ھنسی دبانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔ کبھی کبھی نظر چرا کہ زرداد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

منسا کو کراچی بھی دیکھنا اس کے بعد۔۔۔بہت اسرار کر رہی مجھ سے۔۔۔ نیلم کہ آواز نے گاڑی کی خاموشی کو توڑا تھا۔۔۔

اوہ بڑی اچھی بات ہے۔۔۔بیٹا سارا پاکستان گھوم کے جانا۔۔۔ثمرہ نے

خوش دلی سے کہا۔۔۔

مجھے بتا دیں۔۔۔میں لے جاوں گا آپکو۔۔کراچی گھمانے۔۔۔زرداد نے خوش دلی سے کہا۔۔۔اور ایک بھر پور نظر منسا پہ ڈالی۔۔۔جو ادا بے نیازی سے گردن گھما کہ گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔۔

ہاں زرداد کے ساتھ چلی جانا۔۔۔ثمرہ نے بھی تائید کر کے زرداد کی خوشی میں اضافہ کر دیا۔۔۔

زرداد نے مسکرا کے مرر میں منسا پر پھر سے نظر ڈالی تھی۔جو دھیرے سے مسکرا رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہلکے سے نارنگی کلر کا موتیوں کے کام والا کپری۔۔اور شارٹ شرٹ پہنے۔۔۔سلیقے سے بالوں کو کرل ڈال کے آگے شانوں پہ ڈالے۔

ہلکا سا اپنی جلد کے ہی ہم رنگ میک اپ میں وہ بہت حد تک اچھی لگ رہی تھی۔۔۔پر اس کی بڑھی ہوئی بھنویں۔۔جو کافی گھنی تھیں۔۔۔ اس کے رنگ کو اور دبا رہی تھیں۔۔۔

وہ اشعال کے ساتھ پارلر میں تھی۔۔

وہ لوگ اب ھال میں پہنچے تھے۔۔۔

۔اب وہ اشعال کو لے کر ھال کی طرف جا رہی تھی۔۔۔لیکن نظریں بار بار کہیں زرداد کی ایک جھلک کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھیں۔۔۔

دانی۔۔۔زری کو بلا کر لانا۔۔۔اشعال نے دھیرے سے اس کے کان میں کہا تھا۔۔جب وہ اسے برائیڈل روم میں بیٹھا رہی تھی۔۔۔

ہمم۔۔بلا کر لاتی ہوں۔۔۔اس کی تو دل کی بات کر دی تھی اشعال نے۔۔

وہ زرداد کو پورے ھال میں تلاش کر رہی تھی۔۔۔پھر سٹیج کے پاس کھڑا وہ کسی کو کوئی ہدائت دے رہا تھا۔۔۔

بجلی گراتی شخصیت لیے۔۔۔

زری۔۔۔زری۔۔۔وہ تو سن ہی نہیں رہا تھا۔۔۔کسی سے بات کرنے میں اتنا مصروف تھا۔۔۔

زری۔۔۔اس نے زور سے آواز دی تھی۔۔تا کہ موسیقی کی۔اونچی آواز میں اس کی آواز زرداد کے کانوں تک پہنچ جآئے۔۔۔

کیا ہے۔۔۔ماتھے پہ سو بل ڈالے وہ مڑا تھا۔۔۔

اشعال آپی بلا رہی تمہیں۔۔۔اس نے اپنے منہ کے گرد ھاتھ کا دائرہ بنا کر کہا۔۔۔

اچھا۔۔۔اچھا۔۔۔ابھی بہت کام یہاں آ جاتا ہوں۔۔۔اتنی بے رخی سے کہا گیا۔۔۔

ایک دم اس کے رویے نے دل بجھا سا دیا تھا۔۔۔وہ کل سے ایسا ہی سلوک کر رہا تھا اس سے۔۔۔

زرداد کیوں ایسے کر رہا ہے۔۔۔۔مسئلہ کیا ہے۔۔۔اپنی سوچوں میں گم وہ واپس اشعال کے پاس برائیڈل روم میں آ گئ تھی۔۔۔

جہاں تھوڑی دیر بعد زرداد بھی موجود تھا۔۔۔

بتاو مجھے۔۔۔اگر ابا کو پتا لگا تو تمہیں پتا ہے وہ کیا حشر کریں گے تمہارا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اشعال زرداد کو سمجھا رہی تھی۔۔۔

لیکن اسے تو جیسے کوئی ڈر ہی نہیں تھا۔۔

۔تو کیا ہے۔۔۔پورے پاکستان کا سنگنگ کمپٹیشن ہے۔۔۔میں کونسا جیت ہی جانے والا۔۔۔ایک دفعہ قسمت تو آزمانے دیں۔۔۔وہ جھنجلا کے بول رہا تھا۔۔۔

لیکن تمہیں پتا ہے یہ بات ابا سے چھپی کہاں رہ سکے گی۔۔۔کراچی آنا پڑے گا تمہیں۔۔۔اور پھر ٹی وی پہ پوری دنیا دیکھے گی۔۔۔تمہیں کیا لگتا ابا کو کوئی کچھ نا بتائے گا۔۔۔اشعال کو اب اس پہ غصہ آ رہا تھا۔۔۔

احمد نے اسے سب بتا دیا تھا۔کہ زرداد کراچی آنا چاہتا ہے گانے کے مقابلے میں حصہ لینے۔۔۔کسی چینل نے ایک شو شروع کرنا تھا جس میں وہ پورے پاکستان میں سے کسی ایک اچھے گلوکار کو سامنے لانے والے تھے۔۔۔

اشعال کی احمد سے شادی ہونے جا رہی تھی۔۔۔

ویسے احمد ان کا دور کا رشتہ دار بھی تھا۔۔احمد کراچی میں ایک پرائیویٹ کمپنی میں ملازمت کر رہا تھا۔

تم بس اپنی پڑھائی کی طرف دھیان دو چھوڑ دو یہ جنون۔۔۔تمھیں پتا ہے نا ابا بلکل پسند نہیں کرتے۔۔۔۔اب کی بار تو اشعال روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔

زرداد بنا کچھ کہے وہاں سے جا چکا تھا۔۔ناک اور منہ پھولا ہوا۔۔

اشعال آپی پلیز رونا مت۔۔دانین نے جلدی سے اشعال کو روکا تھا۔۔۔اسے پتا تھا اشعال زرداد کو لے کر بہت حساس ہے۔۔۔

دانی دیکھو نا کتنا ضدی ہے۔۔۔کوئی بات نہیں مانتا میری۔۔۔اشعال کی آنکھیں ڈبڈبا ہی گئی تھیں۔۔۔

اف آپی۔۔۔۔نا کریں نا۔۔۔دانین گھٹنوں کے بل بیٹھی۔۔۔اشعال کے آنسو صاف کر رہی تھی۔۔

جبکہ خود اسکا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔۔کہ زرداد کراچی چلا

جاۓ گا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اشعال کی شادی ہو چکی تھی۔۔۔سب لوگ ولیمے کے لیے جا رہے تھے مسوآۓ دانین کے جس کے سالانہ پیپر میں دو دن پڑے تھے۔۔۔ ہارون نے اسے ساتھ جانے سے سختی سے منع کیا تھا۔۔اور گھر رہ کر پڑھنے کی تاکید کی تھی۔۔

اس کا دل اچھل اچھل جانے کو کر رہا تھا۔۔۔اسے پتہ وہ کس دل سے رکی تھی۔۔۔

اور پھر وہ سارا دن زرداد کے لیے ڈائری لکھتی رہی۔۔۔ایک چھوٹی سی خوبصورت ڈائری جو اسے کچھ سال پہلے اس کی دوست نے تحفے کے طور پر دِی تھی۔۔اس پر آج وہ اپنی ساری محبت۔۔۔اپنی بے چینی۔۔کو لفظوں کی شکل دے کر لکھ رہی تھی۔۔۔شائید اس کی اتنی محبت دیکھ کر۔۔۔وہ اپنی ساری ناراضگی بھول جاۓ۔۔۔

وہ اسے کتنا پیارا ہے۔۔۔وہ اسے کتنا سوچتی ہے۔۔۔اس کا دل کیا کیا کیا

چاہتا ہے سب کچھ اس نے اس ڈائری میں لکھ ڈالا تھا۔۔۔۔

پتہ ہی نا چلا وہ گھنٹوں اس ڈائری کو لکھتی ہی چلی گئی۔

پڑھنے کو دل نہیں کرتا تھا اب ویسے جیسے پہلے کرتا تھا۔۔۔

پھر کچھ دیر بعد وہ زرداد کے کمرے میں تھی۔۔۔

پہلے تو اس کی ٹی شرٹ کو اٹھا کے اپنے سینے سے لگا کہ بھینچ ڈالا۔۔۔

پھر اپنے منہ پہ ڈال کے لیٹ گئی۔۔۔

اس میں سے زرداد کی خوشبو آ رہی تھی۔۔۔۔جو اب اس کے ناک سے گھس کے اس کے دل پہ گدگدی کر رہی تھی۔۔۔

پھر اس کے گٹار پر وہ کتنی ہی دیر یونہی پیار سے ہاتھ پھیرتی رہی۔۔۔۔

ایک انوکھا سا احساس تھا۔۔۔اس کی ہر چیز سے اپنا پن محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

لب خود بہ خود مسکرا رہے تھے۔۔۔

دانین زرداد۔۔۔۔وہ زیرِلب اس نام کو کتنی دفعہ دہرا چکی تھی۔۔۔پھر

اپنی ڈائیری کو زرداد کے گٹار کے نیچے رکھ کے وہ۔۔۔باہر آ گئی تھی۔۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

سمندر کی لہریں بار بار ان کے پاوں چھو رہی تھیں۔۔۔

آپ پہلی دفعہ ائی ہیں کراچی۔۔۔زرداد نے بڑی محبت سے پاس کھڑی۔۔۔منسا سے پوچھا۔۔۔

وہ مسکرائی۔۔اور اپنے ہونٹوں کو چھوتی بالوں کی شیطان لٹ کو اپنی انگلیوں کی مدد سے دھیرے سے یوں پیچھے کیا کہ وہ نادان پھر سے اسکے چہرے پہ ہی منڈلانے لگی تھی۔۔۔

جی نہیں۔۔۔بچپن یہں گزارا ہے میں نے۔۔۔بہت چھوٹی تھی۔۔جب ڈیڈ کے ساتھ کینیڈا شفٹ ہو گی تھی۔۔۔وہ میٹھی سی آواز میں دھیرے دھیرے ایسے بول رہی تھی۔۔کہ زرداد فدا سا ہوا جا رہا تھا۔۔۔

اس نے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ رکھے تھے۔۔۔دوپٹے سے بے نیاز۔۔وہ ہلکے سے کرتے کے ساتھ جینز پہنے ہوئے تھی۔۔۔

ہمم۔۔اسی لیے آپ کی اردو اتنی بہتر ہے۔۔۔زرداد اپنی مخصوص دل دھڑکا دینے والی مسکراہٹ چہرے پہ سجآئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

ملسا کی کھنکتی ہوئی ہنسی فضا میں ابھری تھی۔۔۔

باقی سب لوگ ولیمے کے بعد واپس حیدر آباد جا چکے تھے۔۔۔

زرداد۔۔نیلم اور ملسا کے ساتھ ان کو کراچی گھمانے کے غرض سے رک گیا تھا۔۔۔

اج وہ پہلی دفعہ ملسا سے کھل کہ اتنی گفتگو کر رہا تھا۔۔نہیں تو ہر وقت کوئی نہ کوئی ارد گرد ہی ہوتا تھا۔۔۔

سفید رنگ کی ڈریس شرٹ۔۔۔کے بازو فولڈ کی صورت میں اوپر چڑھآئے ہوئے۔۔۔گریبان کے پہلے دو بٹن کھولے ہوئے۔۔۔جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔۔چہرے پہ گہری مسکراہٹ سجآئے۔۔۔ہوا سے پھڑ پھڑاتے بال۔۔ وہ ڈھیر کر دینے کی حد تک دلکش شخصیت کا مالک تھا۔۔۔ملسا اسکا بغعور جائزہ لے رہی تھی۔۔۔اس کی شخصیت میں کچھ تو الگ تھا ہی جو وہ ملسا

ہاشم۔۔اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

اس کے آگے پیچھے تو ایسے بہت سے لڑکوں کی گردش رہتی ہی تھی۔۔۔

پر وہ سب جیسا ہونے کے باوجود الگ سا ہی تھا۔۔۔

نظر لگانے کا ارداہ ہے کیا۔۔۔آنکھوں میں شوخی۔۔بھر کے ہونٹوں پہ شریر سی مسکراہٹ چھپآئے وہ تھوڑا سا منسا پر جھکا تھا۔۔۔

وہ بے باک سی لڑکی بھی خجل سی ہو گئ تھی۔۔۔ایک دم سے بالوں کو کانوں کے پیچھے زور سے پھنساتے ہوئے اس نے نظریں چرائیں۔۔۔جب کہ اس کے خوبصورت ہونٹ ہنسی کو دبانے کی خاطر منہ کے اندر غائب ہو گئے تھے۔۔۔۔

زرداد ایک دم اپنے بے ساختہ ابھرنے والے قہقے کو فضا میں گھلنے سے نا روک سکا۔۔۔

وہ بھی دھیرے سے مسکرا دی تھی۔۔۔

فون نمبر تو دو اپنا۔۔۔زرداد اب کافی حد تک۔۔اس کےرویے سے

مطمئن ہو چکا تھا۔۔۔

پینٹ کی جیب سے موبائل نکالتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔

شیور۔۔۔وہ بڑے ناز سے اپنا موبائل نمبر اسے نوٹ کروا رہی تھی۔۔۔

لہروں کا شور۔۔۔ان کی کھلتی ہنسی۔۔۔سورج ڈوبنے تک سنائی دے رہی تھی۔۔۔

✥✥✥✥✥✥✥✥✥✥✥✥✥✥✥✥

اس کو بولو اب آ جائے۔۔۔تین دن تو ہو چکے۔۔اب اور کتنا کراچی گھمانے لگ پڑا ہے وہ۔۔۔۔ہارون کھانے کی میز پہ بیٹھے۔۔ثمرہ سے کہہ رہے تھے۔۔۔

انہیں ویسے ہی نیلم اور اس کے بے باک خاندان سے شروع سے ہی چڑ تھی۔۔۔اب زرداد کے ان کے ساتھ یوں گھومنے پہ انھیں سخت کوفت ہو رہی تھی۔۔۔

جی۔۔۔جی۔۔میں نے فون کیا تھا۔۔نیلی کو آج بس پہنچ رہے۔۔وہ کل

شام تک۔۔ثمرہ۔۔۔نے ہارون کے غصے سے گھبراتے ہوئے کہا۔۔۔

دانین کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔۔اور ھاتھ کھانا کھاتے کھاتے رک گئے تھے۔۔۔اس دن سے اس کے بھی تو سینے پہ سانپ لوٹ رہے تھے۔۔۔جب سے پتا چلا تھا کہ محترم۔۔وہاں ان کے گائیڈ بن کر رک گیے ہیں۔۔۔

دلِ بے قرار کو جیسے قرار سا آ گیا تھا۔۔وہ کل واپس آ رہا تھا۔۔۔ایک سکون تھا جو اندر کہیں اتر سا گیا تھا۔۔۔

دانی بیٹا پیپر کیسے ہو رہے ہیں۔۔۔سکندر کے سوال پہ سب کی توجہ کا مرکز دانین بن گئی تھی اب۔۔

آ۔۔۔آ۔۔آچھے ہو رہے بابا۔۔۔بہت اچھے ہو رہے۔۔۔خشک ہوتے ہونٹوں پہ زبان کا مرہم لگاتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔

لیکن صرف وہی جانتی تھی۔۔۔اتنے اچھے نا ہو پا رہے تھے جتنے اچھے ہونے چاہیے تھے۔۔۔

پرسوچ انداز میں۔۔۔دل میں رزلٹ کا خوف بھر کے اس نے نوالہ زہر مار کیا۔۔۔

اب کیا کہے سب کو۔۔کہ سب کی لاڈلی دانین۔۔سب کی امیدیں جس سے وابستہ ہیں۔۔۔میٹرک میں بورڈ کی پوزیشن لے کر سب کا سر فخر سے اونچا کرنے والی۔۔۔جس کی مثالیں نا صرف خاندان میں دی جاتی تھیں بلکہ اس کے نام کے چھپے بینر دیکھ کر پورے شہر کو دی جاتی تھیں۔۔اس سال سب کو مایوس کر دینے والی تھی۔۔۔

نا اپنے دل کو لگام دے سکی۔۔۔نا جزبات کو قابو میں رکھ سکی۔۔۔نا اس کے شہد میں ڈوبے تیروں کو دل چھلنی کرنے سے روک سکی۔۔

نا اس کے جھوٹے لہجے کو ہی جانچ سکی۔۔۔

زرداد کے سحر میں ایسی جکڑی کہ پھر دنیا کا ہوش نا رہا۔۔۔

خاموشی سے کھانے کے میز سے اٹھ کر وہ اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔۔۔دل ایسے خراب سا ہونے لگا جیسے ابھی جو کھایا تھا سب قے

کی صورت میں باہر نکل آئے گا۔۔۔

اب کیا ہو گا۔۔۔آج رزلٹ کا خوف دل میں۔۔۔بار بار ڈیرہ ڈال رہا تھا۔۔

ساری رات نا تو پڑھا گیااور نا ہی چین کی نیند سو ہی سکی۔۔۔کروٹ بدل بدل۔۔تھک گئی۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کھانے کے میز کے نیچے سے زرداد نے ہاتھ بڑھا کے۔۔۔منسا کے نازک سے ہاتھ کو اپنے ھاتھوں میں دبایا تھا۔۔۔

جبکہ چہرے پہ کوئی آثار نہیں تھے۔۔۔اور ایک ہاتھ سے وہ چاولوں کو پلیٹ میں ڈالے ان سے مسلسل کھیل رہا تھا۔۔۔

وہ تھوڑا سا سٹ پٹائی تھی لیکن پھر اس نے اپنی پوری ہتھیلی کھول دی تھی۔۔۔جس پہ زرداد نے اپنی گرم ہیتھلی رکھ دی تھی۔۔۔۔

نیلم اور منسا کی آج کراچی سے ہی فلائیٹ تھی لاہور کے لیے انہوں

نے اب حیدرآباد پھر سے جانا مناسب نہیں سمجھا۔۔اور زرداد کو شام تک حیدر آباد پہنچنا تھا۔۔

ان تین سے چار دن کے اندر زرداد اور منسا کی محبت کی پینگیں کافی اونچی اڑان بھر چکی تھیں۔۔۔

اب زرداد اور منسا کا جدائی کا وقت آن پہنچا تھا تو۔۔۔ہاتھوں کی گرمائش سے ایک دوسرے کے دل کو تسلیاں دے رہے تھے۔۔۔

وہ لوگ اشعال کے گھر رکے تھے۔۔۔اب ناشتے کی میز پر بیٹھے سب ایک دوسرے کو الوداعی کلمات کہہ رہے تھے۔۔۔

اس کے بعد احمد اور زرداد ان کو ائرپورٹ چھوڑنے گئے تھے۔۔۔اور وہاں سے واپسی پہ ہی زرداد حیدرآباد کے لیے بس پکڑ چکا تھا۔۔۔

اس کی منسا سے جہاز کی اڑان بھرنے سے پہلے تک مسلسل موبائل پیغامات کے ذریعے بات چیت جاری تھی۔۔

اسے آج ہی حیدرآباد ہر حال میں پہنچنا تھا۔۔

کیونکہ۔۔۔ثمرہ کا کوئی بیسوں بار فون آ چکا تھا۔۔کہ ہارون بہت غصے میں ہیں جلدی گھر پہنچو۔۔

برخوردار تم تو جیسے بہت ہی فارغ تھے نا۔۔۔جو وہاں رک گئے ان کے ساتھ۔۔۔ہارون رعب دار آواز میں کہہ رہے تھے۔۔۔ماتھے پہ ناگواری کے سو بل تھے۔۔۔جن کو دیکھ کر ثمرہ منہ ہی منہ میں بڑبڑائی تھی۔۔۔

خالہ زاد تو آخر کو میری ہے نا۔۔۔منہ بگاڑتی وہ وہاں سے اٹھ کہ چلتی بنی تھی۔۔۔جانتی تھی اب زرداد کی کچھ لمبی ہی کلاس ہو گی۔۔۔

تمہیں تو میں نے بولا ہے کہہ سکندر کے ساتھ دوکان پر بیٹھا کرو۔۔۔ آواز میں بلا کی سختی بھر کے وہ بولے تھے۔۔۔

سکندر اور ہارون کی مین بازار میں کپڑوں کی دوکان تھی۔۔ان کا کاروبار کافی پرانا تھا۔۔اس لیے پورا شہر ان کو جانتا تھا۔۔

ہارون کی بہت خواہش تھی۔۔کہ چلو شازر ان کے کاروبار کو آگے

بڑھ آئے گا تو زرداد کچھ بن جائے گا۔۔پر زرداد نے تو ان کے ارمانوں پہ ہمیشہ پانی ہی پھیرا تھا۔۔۔

اشعال نے بہت سمجھا کر بھیجا تھا اسی کا نتیجہ تھا کہ وہ بڑے ضبط سے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔اور ہارون کی جھاڑ سن رہا تھا۔۔۔

چلو اب کھانا کھا کر آرام کرو۔۔۔آخری بات ہارون نے تھوڑی نرمی سے کی تھی۔۔۔

کیا کر رہے ہو۔۔موبائل کی سکرین پہ ابھرے الفاظ پڑھ کے بے ساختہ اس کے لب مسکرا دیے تھے۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ تھکے قدموں سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا جب اوپر آیا تو۔۔۔ کمرے میں دانین کو دیکھ کر منہ کا زاویہ ہی بدل گیا

تمہیں پتا تھا نا میرے پیپر ہو رہے۔۔پھر بھی وہیں رک گئے۔۔۔اس کے گٹار کو ایک طرف رکھ کے وہ پلنگ سے اٹھی تھی۔۔۔

ویسے تو زرداد اپنی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا تھا کسی کو۔۔۔وہ بھی

نہیں لگاتی تھی۔۔یہ جاننے سے پہلے تک کہ زرداد کے دل میں اس کے لیے چاہت ہے۔۔۔اب تو جیسے ان چیزوں پہ وہ اپنا حق سمجھتی تھی۔۔۔

پتہ ہے کوئی پیپر اچھا نہیں ہوا میرا۔۔۔معصومیت سے میٹھی سی آواز میں دانین نے کہا۔۔۔اور لاڈ سے دونوں ہاتھ پیچھے کمر پہ باندھ چھوڑے۔۔

دانی۔۔بہت تھکا ہوا ہوں۔۔۔صبح بات کریں گے۔۔میں آرام کرنا چاہتا ہوں۔۔۔خلافِ توقع اس سے جان چھڑوانے کے غرض سے بڑے پیار سے زرداد نے کہا تھا۔۔اور موبائل سٹڈی ٹیبل پر چارجنگ کے لیے لگانے لگا۔۔۔

وہ نہیں چاہتا تھا اب وہ کھڑی اس کا سر کھاتی رہے۔۔۔کیوں ناراض ہو۔۔کیا ہوا ہے۔۔جیسے فضول سوال کر کر کے۔۔۔

وہ ملسا کے ساتھ سکون سے بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔

دانین اس کے ایسے بات کرنے پہ کھل اٹھی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔اور ہاں۔۔۔یہ لکھا ہے کچھ تمہارے لیے۔۔پڑھنا ھاں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دھیرے سے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر اس نے کہا تھا۔۔جب کے ھاتھ گٹار کے پاس پڑی ڈائری کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔۔

زرداد نے بھنویں اچکا کر اس سرخ ڈائری کو دیکھا۔۔۔

اچھا پڑھ لوں گا۔۔اب تم جاؤ۔۔زرداد سے اب اس کی یہاں موجودگی زیادہ برداشت نہیں ہو پا رہی تھی۔۔۔

اوکے۔۔اوکے۔۔جا رہی ہوں۔۔خوش دلی سے مسکراتی ہوئی وہ وہاں سے چل دی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی کسر نا چھوڑنا مجھے ذلیل کرنے کے۔۔یہ میراثیوں کا گھر نہیں ہے۔۔ہارون دھاڑ رہے تھے۔۔

گٹار صحن میں ٹوٹا پڑا تھا۔۔سب لوگ ارد گرد آنکھوں میں خوف لیے کھڑے تھے۔۔کیونکہ پچھلی دفعہ جب یوں گٹار صحن کے درمیان میں اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا تو۔۔سب نے زرداد کو بچانے کی خاطر اس کی ضمانت دی تھی کہ اب گٹار اس گھر میں نہیں آئے گا۔۔

آج جب ہارون عشاء کی نماز کے لیے نکلنے لگے تو ان کے کانوں میں سیڑھیوں کے پاس سے کوئی آواز گھسی تھی۔۔

اسکے بعد اس گٹار کی حالت بھی وہی ہو گئی تھی جو اس سے پہلے دو کی ہو چکی تھی۔۔۔

تم نے یہ سب چھوڑنا کہ نہیں۔۔۔ہارون غصے کی حالت میں اس کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

جن کو بڑی مشکل سے ثمرہ اور منال نے روکا تھا۔

دانین تو دم سادھے کھڑی تھی۔۔اور جھگڑا ختم ہو جائے اس کے لیے سورتیں پڑھنا شروع ہو گئی تھی۔۔۔

نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔وہ اکڑ کے کھڑا تھا۔۔۔آنکھوں میں غصہ بھرا تھا۔۔سرخ ہوتا چہرہ۔۔۔ضبط سے بند کی ہوئی مٹھیاں۔۔۔جبڑے آپس میں جکڑے ہوئے۔۔۔ماتھے کی نسیں پھولی ہوئی۔۔۔

تو پھر نکل جا میرے گھر سے۔۔۔ہارون کا غصے سے برا حال تھا۔۔۔وہ

غصے سے آگے بڑھ رہے تھے۔۔۔

نکل دفعہ ہو جا۔۔اتنی زور دار آواز تھی کہ سب کانپ گیے تھے۔۔۔

جا رہا ہوں ویسے بھی۔۔۔واپس نہیں آنے کا میں۔۔۔وہ بھی چیخ رہا تھا۔۔۔مجھے یہی بننا ہے۔۔۔وہ نہیں جو آپ چاہتے ہیں۔۔میری زندگی ہے یہ جیسے بھی گزاروں۔۔۔وہ برابر گردن اکڑا کے کھڑا تھا۔۔۔

نا اس وقت شازر گھر تھا نا سکندر دونوں شہر سے باہر کپڑا لینے گیے ہوئے تھے۔۔۔

جا رہا ہوں میں۔۔۔وہ ٹوٹا ہوا گٹار اٹھا کے دھمکی کے سے انداز میں کہہ رہا تھا۔۔۔

ثمرہ اور منال ہارون کو مارنے سے روکنے کے لیے زبردستی پکڑے کھڑی تھیں۔۔۔اور دانین سہم کے سدرہ کے گلے لگی ہوئی تھی۔۔

وہ تیزی سے باہر نکلنے لگا تو ثمرہ آگے بڑھی تھی اسے روکنے کو لیکن ہارون نے اس کا بازو پکڑ کر روک دیا۔۔۔

خبردار اگر کسی نے روکا اسے۔۔۔

رات کے نو بج رہے تھے۔۔۔جب وہ گھر سے باہر نکلا۔۔۔دروازہ ایسے دھماکے سے بند کیا تھا کہ دانین نے ڈر کے آنکھیں بند کر لی تھیں

کیوں رو رہی ہو۔۔یہیں بدر لفنگے کے پاس ہی ہو گا۔۔۔کہیں نہیں جاتا وہ۔۔۔ہارون نے ثمرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔جو دوپٹے سے اپنے آنسو پونچھ رہی تھی۔۔۔

سب سے پہلے ہارون اندر گئے تھے پھر اس کے پیچھے باقی سب آہستہ آہستہ۔۔۔۔برآمدے سے ہوتے ہوئے اپنے اپنے کمروں میں گم ہو گیے تھے۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ بیٹھک کے باہر گلی میں کھلتے ہوئے دروازے کے پاس کھڑی تھی۔۔۔ ہاتھ کانپ رہے تھے دل کی دھڑکن تیز ہو رہی تھی۔۔۔

اپنے گرد بڑا سا دوپٹہ اچھی طرح گھما ڈالا تھا اس نے اور اس کے پلو کو پکڑ کر اپنے ناک پر اٹکایا تھا۔۔۔

رات کے دس بج رہے تھے۔۔۔ان کے گھر سے پانچ گھر چھوڑ کے ہی۔۔بدر کا گھر تھا۔۔

دل تھا کا زرداد کی فکر میں پاگل ہو رہا تھا۔۔کہیں وہ چلا نا جآئے کہیں۔۔میں کیا کروں گی۔۔۔اگر وہ کبھی واپس نا آیا تو۔۔نہیں نہیں۔۔۔ دل عجیب سے وسوسے پال رہا تھا۔۔۔

گلی میں کسی کسی گھر کی باہر کو چلنے والی بتی جل رہی تھی۔۔ہر گھر سے ابھی ہلکی ہلکی بولنے کی یا ٹی وی کے چلنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔

اس کےماتھے پہ اور ہاتھوں پہ پسینا تھا۔۔۔گال تپ رہے تھے۔۔۔پر دل ایسا کمبخت تھا کہ ماننے کو نا تھا۔۔

بدر کے گھر کے پاس پہنچی تو۔۔۔اس کی بیٹھک کا گلی کی طرف کھلنے والا دروازہ کھلا تھا۔۔جالی کا دروازہ بس لگا ہوا تھا۔۔بدر کی اور زرداد دونوں کے بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔

وہ ہمت کر کے آگے ہوئی۔۔۔اور دروازہ بجا ڈالا۔۔۔بدر نے اٹھ کے

دروازہ کھولا تھا۔۔اس نے نقاب سے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا۔۔

تیزی سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

اندر داخل ہوتے ہی نقاب اتار دیا۔۔

زرداد اسے وہاں دیکھ کر پہلے حیران ہوا پھر غصے سے کھڑا ہوا۔۔۔

اس سے پہلے کہ دانین کچھ بولتی وہ غرایا تھا۔۔۔

تمھارا دماغ ٹھیک ہے یہاں کیا کرنے ائی ہو۔۔۔اس کے جبڑے غصے سے باہر کو ابھر گئے تھے۔۔۔وہ آنکھیں نکال رہا تھا۔۔۔

وہ۔۔وہ۔۔میں۔۔زرداد پلیز گھر چلو۔۔میں تایا ابا سے بات کرتی ہوں۔۔ تم معافی مانگ لو ان سے۔۔وہ روہانسی ہو رہی تھی۔۔۔

اپنی ہمدردی اپنے پاس رکھو اور چلو جاؤ فوراً گھر۔۔۔زرداد غصے سے دروازے کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔۔اتنا روکھا انداز تھا۔۔کرخت آواز تھی کہ ایک لمحے کو تو دانین کا دل ہی دہل گیا تھا۔۔۔

زری۔۔پلیز۔۔۔کیا ہو گیا ہے۔۔تم ایسے چھوڑ کے نہیں جا سکتے گھر۔۔

خوشی خوشی جانا۔۔اسے پتا تھا کہ زرداد کو منا کر واپس لانے والا اب کوئی گھر نہیں تھا۔اس نے ایسے ہی کراچی کے لیے نکل جانا تھا۔۔

اور اس کے ایسے جانے پہ معاملا اور بگڑ سکتا تھا۔۔

اوہ پلیز دانی۔۔دفعہ ہو جاؤ گھر۔۔زرداد نے زور کی آواز پیدا کرتے ہوئے اس کے آگے ہاتھ جوڑے تھے۔۔

بدر سینے پہ ہاتھ باندھے۔ایک ھاتھ سے اپنی تھوڑی کو سہلاتے ہوئے ۔۔کبھی دانین کی طرف دیکھ رہا تھا تو کبھی زرداد کی طرف۔۔

چلو نکلو۔۔چلو شاباش۔۔اب تو باقاعدہ زرداد۔دانین کا بازو پکڑے اسے باہر نکال رہا تھا۔۔اس نے اسے باہر نکالا اور تیزی سے پلٹا جالی کے دروازے کے پٹ دھماکے سے بند ہوئے تھے۔۔

وہ دو قدم چلی لیکن پھر رک گئی تھی۔۔آنکھ سے اس بے دردی پہ آنسو چھلک پڑے تھے۔۔وہ وہیں کھڑی تھی ابھی جب زرداد کی آواز اس کے کانوں میں پڑی اور وہ زمین میں گڑتی ہی چلی گئی۔۔

وہ سمجھا تھا وہ اب تک جا چکی ہو گی۔۔۔لیکن وہ وہیں دروازے کے پاس کھڑی تھی۔۔اور جالی کے دروازے کی وجہ سے اندر ہونے والی ساری گفتگو باآسانی سن سکتی تھی۔۔۔

ایک تو نے مجھے اس عذاب میں ڈال دیا ہے۔۔۔اس سے اب کیسے جان چھڑواؤں۔۔۔زرداد جھنجلا کے بول رہا تھا۔۔

کیسے اسے بتاؤں کہ نہیں کرتا میں تم سے کوئی محبت۔۔وحبت۔۔میں نے تو بس تمھاری اکڑ ختم کرنی تھی۔۔۔

تیری وجہ سے پھنسا بیٹھا ہوں میں آج اس کلو کے ساتھ۔۔ایک نظر نہیں بھاتی مجھے۔۔۔چپک ہی گئی ہے میرے ساتھ۔۔۔وہ بدر کو بیزاری سے اپنے دکھڑے سنا رہا تھا۔۔۔

تو بول دے نا اس کو۔۔۔مجھے کیوں سنا رہا ہے۔۔۔بدر نے بھی ترکی با ترکی جواب دیا۔۔

کیا۔۔کیسے۔۔بول دوں۔۔اتنا آسان ہے کیا سب۔۔زراد کی ناگواری اور

بےزرای عروج پہ تھی۔۔۔تو نے ہی یہ گھٹیا مشورہ دیا تھا مجھے۔۔۔مجھے کوئی شوق نہیں تھا اس کلو سے جھوٹی محبت کا ناٹک بھی کروں۔۔۔اتنی نفرت بھری تھی زرداد کے لہجے میں کہ باہر کھڑی دانین کا دل کٹ کے رہ گیا تھا۔۔دل کر رہا تھا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔۔۔

جالی کا دروازہ ایک دھما کے سے کھلا تھا۔۔۔اور دانین زرداد کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔۔وہ کرسی پہ بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

زرداد اور بدر کا ایک دم سے رنگ پیلا پڑ گیا تھا۔۔

دانین کا ہاتھ ہوا میں اٹھا تھا۔۔اور اپنی پوری قوت لگا کے زرداد کے گال پہ ایک دھماکے دار تھپڑ کی صورت میں پڑا تھا۔۔۔

شرم تو نہ ائی تمہیں۔۔۔رونے سے دانین کی آواز بھاری ہوگئی تھی۔۔پر وہ چیخ رہی تھی۔چہرہ کرب سے ذلت۔۔۔اور تزلیل کے احساس سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔۔

اس۔۔اس۔۔کی تو میں کچھ نہیں لگتی تھی۔۔پر تمھاری تو چچا زاد تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نا۔۔دانین نے انگلی سے بدر کی طرف اشارہ کیا۔

آواز رونے کی وجہ سے بھاری اور پھٹی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔

اپنے سامنے کھڑے اس شخص کو اس نے حقارت سے دیکھا تھا۔۔جو کچھ دن پہلے اسے دنیا میں سب سے زیادہ عزیز تھا۔۔دانین کی آنکھوں میں ذلت کی وجہ سے خون اتر آیا تھا۔

محبت کا بھوت ساری تزلیل بھری باتیں سن کہ بھک سے اڑ گیا تھا۔۔۔

اتنی گری ہوئی حرکت کی تم نے اپنی اس چچا کی بیٹی کے ساتھ جو تمہیں اتنا پیار کرتے ہیں تم پہ جان چھڑکتے ہیں۔۔۔

لعنت ہو تم پہ زرداد ہارون۔۔۔لعنت ہو تم پہ۔۔۔۔وہ زور سے چیخی تھی۔۔۔گلا درد کی شدت سے پھٹی ہوئی آواز باہر نکال رہا تھا۔۔۔ناک اور آنکھوں سے پانی رواں تھا۔

ماتھے اور گردن سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔۔۔

زرداد دم سادھے کھڑا تھا۔۔اسے اندازہ بھی نہیں تھا۔۔کہ دانین کو یوں

حقیقت کا پتہ چلے گا۔۔

مجھے گھن آ رہی تمھارے وجود سے۔۔۔تم کیا مجھ سے اپنی جان چھڑواؤ گے میں تھوکتی ہوں تم پہ۔۔۔

وہ غصے سے مڑی دروازے کہ پاس گئی۔۔اور پھر پلٹی تھی۔۔ایک دم سے۔۔۔اب اس کا رخ بدر کی طرف تھا۔۔۔

ایک زناٹے دار تھپڑ اب بدر کی گال کی زینت بنا تھا۔۔۔

جالی کا دروازہ ایک دھماکے سے بند ہوا تھا۔۔۔

اس کا دل گھبراہٹ سے پھٹ جانے کو تھا۔۔من من بھاری قدم اٹھآئے کو نہیں اٹھ رہا تھا۔۔۔آنسو ایسے تھے کے گلی کا تھوڑا سا راستہ میلوں کا راستہ دکھائی دے رہا تھا۔۔۔اس کا چہرہ پسینے سے شرابور تھا۔۔۔

زلت۔۔۔تزلیل۔۔۔کیا کچھ نہیں ساتھ لے کر لوٹ رہی تھی وہ۔۔لینے کو تو صرف اسے گئی تھی۔۔۔پر۔۔۔

تیر کی سی تیزی سے وہ بیٹھک کے کھلے دروازے میں داخل ہوئی اور

کنڈی چڑھاتے ساتھ ہی دروازے کے ساتھ بیٹھتی ہی چلی گئی۔۔۔

اچھا۔۔اچھا۔۔ہوا اسے خود ہی پتہ چل گیا۔۔تمہیں بتانا نہیں پڑا۔۔۔بدر کی لڑکھڑاتی آواز نے کمرے کی خاموشی کو توڑا۔۔۔

زرداد دونوں ہاتھوں کے پنجوں میں۔۔اپنے سر کو جکڑے یوں کرسی پہ بیٹھا تھا۔۔۔کہ منہ نیچے زمین کی طرف تھا۔۔۔

چپ کر جا۔۔زرداد کی گھٹی سی آواز کہیں بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کہ۔۔کہ۔۔کچھ غلط نہیں کیا تم نے یار۔۔۔اس کی اکڑ ایسے ہی ختم ہونی تھی۔۔۔تو۔۔۔تو۔۔۔ریلیکس ہو جا۔۔۔بدر نے زرداد کے پاس آ کر ڈرتے ڈرتے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔

چپ کر جا۔۔۔چپ کر جا۔۔۔تجھے بات سمجھ نہیں آتی کیا۔وہ دھاڑا تھا اور ایک جھٹکے سے اٹھا تھا۔۔۔بدر تھوڑا لڑ کھڑا سا گیا تھا۔۔۔

وہ ایک ایک لفظ ٹھیک بول کر گئی ہے۔۔۔گرانا اسے چاہتا تھا۔۔گر میں خود گیا ہوں۔۔۔تیری باتوں میں آ کر میں نے غلط کیا سب۔۔۔زرداد کا لہجہ سخت تھا لیکن شرمندگی سے بھرا ہوا۔۔

ابے۔۔۔جا۔۔۔تو کوئی دودھ پیتا بچہ ہے جو تو میری بات پہ ایسے ہی عمل کر گیا۔۔بدر نے ناگواری سے منہ بگاڑ کے کہا

میں نے تمہیں مجبور تھوڑی کیا تھا۔۔۔اپنی مرضی سے کیا تو نے سب۔۔۔بدر بھی اب اکڑ کے سیدھا ہو گیا تھا۔۔۔

بکواس بند کر اپنی۔۔۔زرداد نے اس گریبان سے پکڑا تھا۔۔۔

اب وہ دونوں گتھم گتھا ہو رہے تھے۔۔۔

بدر زرداد کے ایک ہی جھٹکے سے ڈھیر ہو گیا تھا۔۔۔

نکل میرے گھر سے۔۔۔بدر زمین سے اٹھا تھا۔۔۔اس نے اپنے ہونٹوں کے کنارے سے نکلتے خون کو اپنی انگلیوں کے پوروں پہ لگا کے دیکھا

تھا۔۔۔

زرداد ناک پھلآئے کھڑا تھا۔۔اس کا سانس تیز رفتاری سے چل رہا تھا۔۔

زرداد کے فولادی جسم کے آگے بدر کی کیا چلنی تھی۔۔ایک پنچ نے ہی اس کا دانت توڑ ڈالا تھا۔۔۔

چل نکل۔۔چل دفعہ ہو جا۔۔بدر اسے دھکے دے رہا تھا۔۔۔اس نے بدر کو پھر سے دھکا دیا۔۔وہ لڑکھڑاتا ہوا پاس پڑی کرسی سے ٹکرایا۔۔۔

زرداد نے اپنی شرٹ کو جھٹکا دے کر درست کیا۔۔۔گٹار اٹھایا اور بدر کو گھورتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔

آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں اس کی حالت تو دیکھیں۔۔۔اتنا تیز بخار ہے۔۔وہ بستر سے نہیں اتر پا رہی آپ کہہ رہے اسکا پریکٹیکل ہے۔۔۔ڈاکٹر نے تیز بخار میں بے سدھ پڑی دانین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

لیکن ہماری بچی کا سال ضائع ہو جآئے گا ڈاکٹر۔۔بہت ذہین ہے میری بچی۔۔سکندر پاس کھڑا ڈاکٹر کو کہہ رہا تھا۔۔۔

دیکھیں۔۔آپ کو بچی کی پڑھائی سے زیادہ اس کی صحت پیاری ہونی چاہیے۔۔ڈاکٹر نے سکندر کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر کہا اور پھر اپنی چیزیں سمیٹتا ہوا باہر نکل گیا۔۔۔

شازر ڈاکٹر کے پیچھے پیچھے نکل گیا۔۔۔ڈاکٹر کو مین گیٹ تک لے جانے کے لیے۔۔۔

سکندر ڈاکٹر ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔کوئی بات نہیں امتحان دوسری کوشش میں دے دی گی۔۔۔ہارون نے سکندر کو تسلی دی۔۔۔

سدرہ اس کے سر پر ٹھنڈی پٹیاں رکھ رہی تھی۔۔۔اور ساتھ ساتھ اپنے آنسو اور ناک دوپٹے کے پلو سے پونچھ رہی تھی۔۔۔

اتنی محنت کی میری بچی نے۔۔سدرہ کی روہانسی آواز ابھری۔۔۔

سکندر پریشان سے کھڑے دانین کے چہرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

آنکھوں کے نیچے گہرے سیاہ حلقے پڑے تھے۔۔۔ہونٹوں کا رنگ زرد تھا اور ان پر پپڑی جمی تھی۔۔۔

چہرہ ایسے مرجھایا ہوا تھا۔۔۔اور گال زرد ہوئے پڑے تھے۔۔۔

سکندر کی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا۔۔۔

دانین کبھی ایسے بیمار نہیں ہوئی تھی۔۔۔اب تو اتنے دن ہو گئے تھے۔۔۔اس کا بخار اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔

اب وہ مزید سدرہ اور دانین کو ایسی حالت میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔۔۔ تیزی سے کمرے سے باہر چلے گئے تھے۔۔۔

اماں سے تو بات کر لو کم از کم۔۔۔اشعال زرداد کے پاس موبائل لے کر کھڑی تھی۔۔۔چہرے پہ بلا کی پریشانی لیے۔۔

ان سے کیا ناراضگی۔۔۔اشعال بار بار اس کے سامنے فون کر رہی تھی جسے وہ دیکھ بھی نہیں رہا تھا۔۔۔

ہونٹ بھینچ کے بیٹھا ہوا تھا جبکہ نظریں سامنے لگے ٹی وی پہ ٹکی

تھیں۔۔۔۔

وہ اسی دن کراچی اشعال کے گھر آ گیا تھا۔۔احمد اور اشعال یہاں ایک چھوٹے سے فلیٹ میں رہتے تھے۔۔۔

اماں۔۔۔وہ نہیں کر رہا ہے بات۔۔آپ پریشان نا ہوں۔۔۔میں۔۔۔میں کہہ رہی ہوں نا۔۔۔اچھا۔۔۔اچھا۔۔آپ بلکل پریشان نا ہوں۔۔اشعال پوری کوشش کر رہی تھی کہ اپنی روتی ہوئی ماں کو تسلی دے۔۔آج ایک ہفتہ ہونے کو تھا اس کو یہاں آئے ہوئے وہ کسی سے بات تک نہیں کر رہا تھا کال کاٹ دیتا تھا۔۔۔

چاچو کو بھی کہیں بے فکر رہیں۔۔۔احمد ہیں نا یہاں۔۔۔اشعال پریشانی سے کبھی سامنے بیٹھے زرداد کو دیکھ رہی تھی تو کبھی کچھ دور بیٹھے احمد کو۔۔۔

اوہ۔۔۔کیسے۔۔کب۔۔۔اشعال کی آواز اور شکل ایک دم دانین کی بیماری کا سن کر پریشانی میں تبدیل ہو گئی تھی۔۔۔

اچھا میں کرتی ہوں چچی کو فون۔۔۔اچھا اللہ حافظ۔۔۔اس نے کان سے فون ہٹایا تھا۔۔اب وہ کچھ سوچنے کے سے انداز سے فون کو اپنے ہونٹوں پہ آہستہ آہستہ مار رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔زرداد نے اس کی پریشان سی شکل دیکھ کر پوچھا۔۔۔بے شک وہ بیٹھا ایسے ہی تھا کہ اس کا کوئی دھیان نہیں۔۔۔لیکن اس کا پورا دھیان تھا۔۔اشعال کی باتوں کی طرف۔۔۔

دانین بہت زیادہ بیمار ہے۔۔۔پریکٹیکل بھی نہیں دے سکی۔۔۔اشعال نے پرشان سی شکل بنا کر کہا۔۔۔

زرداد کے ماتھے پہ پسینے کی بوندیں نمودار ہو گئی تھیں۔۔۔وہ ایک دم خاموش ہو گیا تھا۔۔۔

دل ایک دم سے بوجھل سا لگا۔۔۔یہ سب اس کی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔ اس کے سامنے دانین کا اس دن والا آنسؤوں سے بھیگا چہرہ لہرا گیا۔۔۔

اچھا چآئے پیو گے۔۔۔تمھارے بھائی کی بنانے لگی تھی۔۔۔اشعال کی کچن

سے آتی آواز اسے خیالوں سے باہر لائی تھی۔۔۔

ہم۔م۔م۔م۔۔بہت مختصر سا جواب دیا تھا۔۔۔

دانی۔۔دانی۔۔۔دوا کے لیے تھوڑا سا منہ کھولو۔۔۔دانی۔۔۔سدرہ ہلکے سے اس کے گال تھپ تھپا رہی تھی۔۔

وہ بے سدھ ہی پڑی تھی۔۔پھر اچانک اس کے لب کچھ بڑ بڑا رہے تھے دھیرے سے۔۔۔سدرہ نے کان قریب کیا تھا۔تاکہ اس کی نیم بے ہوشی میں کی ہوئی سرگوشی کو سن لے۔۔۔

جیسے ہی وہ کان اس کے کپکپاتے ہونٹوں کے پاس لے کر گئی تو اس کی آنکھیں ایک دم سے زیادہ کھل گئی تھیں۔۔رنگ زرد سا ہو گیا تھا۔۔

اس کے لبوں سے نکلنے والی آواز۔۔۔۔۔۔۔۔زری۔۔۔تھی۔۔۔۔

کیا ہوا کیا کہہ رہی۔۔۔کچھ فاصلے پہ کھڑے سکندر نے پوچھا۔۔۔

پہ۔۔پہ۔۔پانی۔۔۔پانی۔۔مانگ رہی ہے۔۔۔سدرہ گڑ بڑا گئی تھی۔۔۔

تو دو نہ اسے پانی۔۔سکندر جگ سے پانی گلاس میں انڈیل رہے تھے۔۔۔

اور سدرہ اپنی فق ہوتی رنگت کے ساتھ بہت کچھ حقیقت کے برعکس سوچ رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا۔۔میں تمھیں اپنی نیل پالش دکھا رہی ہوں۔۔۔اور تم کچھ اور ہی سوچے جا رہے ہو دیکھ ہی نہیں رہے۔۔۔منسا نے خفا سی شکل بنائی۔۔۔

ننہ۔۔نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں۔۔زرداد نے لیپ ٹاپ کا رخ تھوڑا اور اپنی طرف موڑا۔۔

اپنے پیچھے تکیہ سیٹ کیا۔۔۔اور چہرے پہ زبردستی مسکراہٹ لانے کو کوشش کی۔۔

منسا کینیڈا واپس چلی گئی تھی۔۔۔لیکن زرداد کے ساتھ اسکا دن رات رابطہ تھا۔۔۔سارا دن انٹرنیٹ کے ذریعے۔۔پیغامات اور ویڈیو کالز۔۔۔

پھر بھی۔۔۔آج تھوڑے اپ سیٹ لگ رہے ہو۔۔۔نہ میری تعریف

کی۔۔۔اس نے بڑی ادا سے اپنے بال کندھے سے پیچھے کیے۔۔وہ بے حد دلکش لگ رہی تھی۔۔پر اس کا دل آج دانین کی طبعیت کا سن کر بجھا بجھا سا تھا۔۔۔

بہت بڑی غلطی کر بیٹھا تھا نادانی میں۔۔وہ اس سے کتنی چھوٹی تھی۔۔۔ اس نے کس بری طرح اسے دھوکا دیا تھا۔۔۔عمر کے جس دور سے وہ گزر رہی تھی اس کا یوں ٹوٹنا تو بنتا تھا۔۔

اب اگر اس سے معافی بھی مانگوں تو کس منہ سے۔۔۔

زرداد۔۔۔۔زرداد۔۔۔اوکے بآئے تم بات ہی نہیں کر رہے مجھ سے۔۔۔

ملسا نے منہ پھلا لیا تھا۔۔۔

وہ پتہ نہیں اسے اپنے سکول کا کوئی قصہ سنا رہی تھی۔۔۔جس کا ایک لفظ بھی وہ سن نہیں پایا تھا۔۔

وہ دراصل۔۔میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں۔۔۔زرداد نے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔اس کی آنکھیں بھی بوجھل سی ہو رہی تھیں۔۔

کل بات کریں گے۔۔ہاں۔۔۔اس نے بجھے انداز میں کہا۔۔۔

اوکے بے بی۔۔۔ریسٹ کرو آپ۔۔۔ملسا نے بڑے لاڈ سے کہا تھا اسے۔۔۔وہ ہاتھ ہلا رہی تھی اسے۔۔

ہم۔م۔م۔م۔اوکے۔۔۔اس نے بے دلی سے سکرین آف کر دی تھی۔۔۔

اور تکیے پہ ڈھے سا گیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانین تم کیوں اٹھ کے باہر ائی ہو۔۔۔منال اسکی طرف بھاگی تھی۔۔۔

آج ہفتوں بعد تو وہ کمرے سے نکلی تھی۔۔۔

اور کمزور ہو گئی تھی۔۔۔آنکھیں اندر کو دھنس گئی تھی۔۔۔لاغر سا جسم لگ رہا تھا۔۔۔

وہ آہستہ آہستہ چلتی ہوئی کچن کی طرف جا رہی تھی۔۔جب منال کی نظر اس پر پڑی تھی۔۔۔

کچھ نہیں۔۔۔منال ٹھیک ہوں اب میں۔۔۔پانی لینے ائی تھی۔

ہلکے ہلکے سے کمزوری کے چکر اسے ابھی بھی آ رہے تھے۔۔۔لیکن اب ہروقت لیٹے رہنے سے وہ بیزار سی ہو گئی تھی۔۔۔

اچھا پھر پانی پی کر میری بات سننا ذرا۔۔۔منال کی آنکھیں کسی انوکھی سی خوشی سے چمک رہی تھیں۔۔۔

وہ سر ہلاتی کچن میں گھس گئی تھی۔۔۔سدرہ اور ثمرہ سبزی بنا رہی تھیں اور ساتھ پتہ نہیں کس کس عورت کے کون کونسے قصے چھیڑ کے بیٹھی ہوئی تھیں۔

وہ پانی لے کر آہستہ سے چلتی منال کے پاس واپس ائی تھی۔۔۔

منال نے اسکا بازو پکڑ کر اسے اپنے قریب کیا پھر اس کے کان میں سرگوشی کی تھی۔۔۔

زری سلیکٹ ہو گیا ہے۔۔۔بیسٹ سنگر اف ائیر شو میں۔۔۔منال کی آواز میں خوشی تھی جوش تھا۔۔

ایک دم سے اس کا دل جیسے کسی نے دبوچ لیا تھا۔۔۔

اشعال کی کال ائی تھی۔۔۔شام سات بجے عکس چینل پہ چلے گا شو۔۔۔

منال نے دانتوں میں ہونٹوں کو دبایا۔۔۔

اچھا۔۔۔کسی کنویں سے آتی ہوئی آواز تھی۔۔۔اس نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پہ سجائی۔۔۔

میری زندگی میں کانٹے بھر کے خود اپنی زندگی کے پھول چننے نکل گیا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آہستہ آہستہ واپس اپنے کمرے میں جا رہی تھی۔۔۔لیکن اب قدم بھاری سے ہو گئے تھے ایسے جیسے کسی نے پتھر باندھ دیے ہوں۔۔۔

کچھ لوگوں کے پاس سب کچھ ہوتا اور خدا پھر بھی انھیں اور نوازتا رہتا۔۔۔اور کچھ مجھ جیسے ہوتے ہیں۔۔۔

جن کے پاس پہلے ہی کچھ نہیں ہوتا۔۔اور جو ملتا ہے وہ بھی دھوکا ہی ہوتا۔۔۔

سارا قصور میرا خود کا ہے۔۔۔میرے جیسی بیوقوف لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔۔۔کچھ تو اپنی عزت تک بھی لٹا آتی ہیں۔۔۔اسکا گلا کڑوا سا ہو گیا تھا۔۔۔

زرداد نے تو۔۔۔ہاں زرداد نے بھی تو کتنی دفعہ اسکے ہاتھوں کو چھوا تھا نا۔۔۔ہاں۔۔۔چھوا تھا۔۔۔وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔پتلے سے ہاتھ۔۔۔سانولے سے۔۔۔وہ تیزی سے اپنے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔۔

اسکا تو سب کچھ ہی ختم کر گیا تھا نا۔۔۔اسکا دل۔۔۔توڑ گیا تھا۔۔۔اس کی روح چھلنی کر گیا تھا۔۔۔اس کے وجود کو کراہیت زدہ کر گیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں کے خوابوں کو نوچ گیا تھا۔۔۔

وہ بار بار اپنے ہاتھ دھو رہی تھی۔۔۔اسے گھن آ رہی تھی اپنے ہاتھوں سے۔۔۔ان کو کتنی بار اس نے چھوا تھا۔۔۔

ہنستا ہوگا وہ مجھ پہ

۔۔ٹپ۔۔ٹپ۔۔۔آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔۔۔وہ باتھ روم کی دیوار کے ساتھ لگ کے پھوٹ پھوٹ کے رو دی تھی۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

آپ تیار ہیں۔۔۔اس کے پاس آ کر۔۔۔کمپیر نے کہا تھا۔۔۔۔

یس۔۔۔اس نے اپنے منہ سے زور کا سانس نکالا تھا۔۔۔

ہو۔و۔و۔۔۔اٹھ کے کھڑا ہوا۔۔۔

ایک نظر سامنے پوری دیوار پہ نسب آئینے میں اپنے آپ پر ڈالی۔۔۔اور سٹیج کی طرف چل پڑا۔۔۔

سٹیج پر جا کر گانا اس کے لیے نیا نہیں تھا۔۔لیکن ایسے بڑے لیول پہ گانا نیا ہی تھا۔

وائٹ ٹی شرٹ۔۔۔گرے۔۔چیک والا کوٹ۔۔۔سلیقے سے بال جِل سے سیٹ کیے ہوئے۔۔۔اور چہرے پر سجی اس کی وہی مخصوص قاتل مسکراہٹ۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیسے ہی وہ سٹیج پہ آیا تھا۔۔ایک شور ہوا تھا۔۔لڑکیوں کی زیادہ چیخیں شامل تھیں۔۔۔

پھر اس نے گانا شروع کیا تھا۔۔مائک کو اپنے منہ کے قریب لے کر گیا۔۔ایک دفعہ تھوڑا سی گھبراہٹ ہوئی اسے۔۔۔کہ پورا پاکستان اسے دیکھ رہا ہے۔۔۔پر پھر۔۔۔اس کا ازلی جنون اس پر تاری ہو گیا تھا۔۔

وہ گا رہا تھا۔۔۔اور ججز کے ساتھ ساتھ پورا ہال۔۔ جھوم رہا تھا۔۔۔اسے مزہ آنے لگا تھا۔۔۔زیادہ جوش۔اور زیادہ۔۔اور زیادہ۔۔۔۔اس کی آواز بہت منفرد تھی۔۔۔جکڑ لینے والی۔۔۔سحر تاری کرنے والی۔۔۔سرور سا۔۔۔سکون دینے والی۔۔۔دیوانہ کر دینے والی۔۔۔

اس نے گانا ختم کیا تھا۔۔۔وہ مسکرا رہا تھا۔۔ججز کو دیکھ رہا تھا۔۔پورے شو کی ناظرین تالیاں پیٹ رہے تھے۔۔۔

واؤ۔۔۔واؤ۔۔۔واؤ۔۔۔پہلا جج مائک کو اپنے قریب کر کے بولا تھا۔۔۔ اظہر حسان۔۔ایک نام تھااس کا سنگنگ کی انڈسٹری میں۔۔۔۔جو آج اس کی آواز سن کر خوش ہو رہا تھا۔۔۔

کیا آواز ہے آپکی۔۔۔اس نے اپنے سامنے لگے بورڈ پہ انگلیاں چلائی تھیں۔۔۔اور اسکے سامنے بنے میز کے اوپر لگی سکرین پہ سرخ رنگ کا نمبر دس چمکنے لگا تھا۔۔۔

تالیاں گونج اٹھی تھیں۔۔۔

زرداد اب کھل کر ہنسا تھا۔۔۔اس نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔اور نظر اب اگلے جج کی طرف تھی۔۔۔

ہینڈسم بوآئے۔۔نسوانی۔۔۔آواز ابھری۔۔۔ریحا۔۔بول رہی تھی۔۔۔

اگلی جج لڑکی تھی۔۔بڑی محبت سے اس کی طرف دیکھا۔۔

زرداد نے ہنستے ہوئے اپنے دائیں پاؤں کو سٹیج کی زمین پہ دائیں بائیں گھمایا۔۔نظریں اپنی تعریف پہ ایک دم نیچے ہو گئی تھیں۔۔۔لب مسکرا اٹھے تھے۔۔

وو بیوٹیفل وائز۔۔۔لو یو۔۔۔ریہا۔۔۔نے ہوائی بوسہ اچھالا۔۔۔زرداد کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔۔۔خوشی اس کے انگ انگ سے پھوٹ

رہی تھی۔۔۔چار ججز نے باری باری اسے دس نمبر دے ڈالے تھے۔۔۔

وہ ہنستا ہوا واپس ویٹنگ روم میں جا رہا تھا۔۔۔دل خوشی سے دھک دھک کر رہا تھا۔۔۔

آج شو کا پہلا دن تھا۔۔اور وہ دھاک بیٹھا چکا تھا۔۔۔۔

فون کی سکرین پہ منسا کا نمبر چمک رہا تھا۔۔۔اس نے جوش میں نمبر اٹھایا تھا۔۔۔

ہے۔۔۔بے بی۔۔۔ائی۔۔لو یو۔۔۔۔وہ چیخ رہی تھی خوشی سے۔۔۔

لائیو شو پوری دنیا دیکھ رہی تھی۔۔۔

زرداد قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔منسا۔۔۔بار بار اسے محبت بھرے بوسے دے رہے تھی۔۔

نماز کے بعد اس نے کانپتے ہوئے ہاتھ دعا کے لیے اٹھآئے تھے۔۔۔

میں کیوں روتی رہوں اس کے لیے۔۔۔وہ اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی

سکون میں ہے۔۔۔میں کیوں زندگی برباد کروں اس کے پیچھے۔۔۔۔

اللہ۔۔۔مجھے ہمت دے۔۔۔پلیز اللہ مجھے ہمت دے۔۔۔

گرم گرم آنسو گال بھگو رہے تھے۔۔۔

اللہ اسے ایسے ہی تڑپا کسی کے لیے۔۔۔جیسے میں تڑپی ہوں۔۔اس کے دل میں بھی ایسے ہی کسی کی سچی چاہت ہو اور وہ ٹھکرآئے اسے۔۔وہ تڑپے۔۔۔مجھے یہ دیکھنا ہے اللہ۔۔مجھے اس کے خوبرو چہرے کے پیچھے چھپے اس مکروہ چہرے کو زلیل ہوتے دیکھنا ہے۔۔۔اس کا دل نا جانے دکھ میں کتنی ہی بدعائیں دے گیا تھا زرداد کو۔۔۔اور ایسا اب وہ روز کرنے لگی تھی۔۔۔۔

اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ کے نیچے کیے ساتھ ہی آنسو اس کی ہتھیلیاں بھگو گئے تھے۔۔۔

یک نیا عزم تھا۔۔آنسو اب خشک ہو گئے تھے۔۔ہر نماز کے بعد دل پرسکون ہونے کا سفر طے کرتا جاتا تھا۔۔۔

اس نے پاس پڑا فارم اٹھایا اور فل کرنا شروع کر دیا۔۔

جیسے جیسے وہ فارم پر کر رہی تھی۔۔۔اسکا ارداہ اور پختہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

آج زرداد کو گھر سے گئے سات ماہ ہونے کو آئے تھے۔۔

وہ ان سات ماہ میں ایک دفعہ بھی گھر نہیں آیا تھا۔۔۔اچھا ہی تھا وہ نہیں آیا تھا۔۔۔دانین اب اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پڑھتے پڑھتے پانی لینے کے لیے ائی تھی۔۔۔لاونچ میں سب بیٹھے شو دیکھ رہے تھے۔۔۔مسوآئے۔۔ہارون کے۔اور اس کے۔۔ہارون سے چوری چھپ کے سب زرداد کا شو دیکھتے تھے۔۔جن میں سب سے زیادہ پر جوش اس کے بابا تھے۔۔۔سکندر۔۔۔

اس بات سے انجان جس بھتیجے کے لیے یہ تالیاں پیٹ رہے ہیں وہ ان

کی بیٹی کی خوشیوں کا قاتل ہے۔۔۔

جان بھوج کے شازر اور سکندر رات کو ہارون کو دکان پہ بیٹھا آتے تھے۔۔۔تا کے شو سب مل کر بیٹھ کر دیکھ سکیں۔۔۔

جب بھی شو لگتا وہ پڑھائی کا بہانہ بنا کر اپنے کمرے میں آ جاتی تھی۔۔۔ اور کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتی تھی کہ اس کی آواز کانوں میں نا جآئے۔۔۔

اس کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔اس نے واپس کمرے میں آ کر اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی تھیں۔۔۔اسے نفرت ہوتی تھی اس کی آواز سے۔۔۔

زرداد فائنل میں پہنچ گیا تھا۔۔۔آج فیصلے کا شو تھا۔۔۔اس کے پیپرز ہو رہے تھے۔۔۔

دل عجیب سی ضد لگا کر بیٹھ گیا تھا اللہ سے۔۔۔

اللہ وہ ہارجاے۔۔۔۔پلیز اللہ وہ ہار جآئے۔۔۔اس نے کل رات سے

دوسرے لڑکے کو پتا نہیں کتنے ووٹ دے چھوڑے تھے۔۔۔

اب وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھی اس کے ہار جانے کی دعا مانگ رہی تھی۔۔۔۔

اللہ اس کو ہارا دے۔۔۔۔اللہ اسے کو ذلت دے۔۔۔اللہ وہ ہار جاے۔۔۔دل بار بار یہی کلمات دہرا رہا تھا۔۔۔

وہ گا رہاتھا۔۔۔دانین کے کانوں میں اس کی آواز پڑ رہی تھی۔۔۔

اففف۔ف۔ف۔اس نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی تھی۔۔۔انگلیاں اس زور سے اس نے کانوں میں ڈالی تھی کہ کان درد کرنے لگے تھے۔۔۔

کتاب سامنے کھلی پڑی تھی۔۔۔کیمسٹری کا پیپر تھا صبح کو۔۔۔

اب اسکا گانا بند ہو چکا تھا۔۔دانین نے دھیرے سے انگلیاں باہر نکالی۔۔۔

اللہ دوسرا لڑکا جیت جآئے۔۔۔پلیز۔۔۔۔پلیز۔۔۔

دھم سے اس کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔۔منال سامنے کھڑی تھی۔۔۔اس نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

دانی ہو گئی دعا قبول تمھاری۔۔۔جیت۔۔۔۔۔گئے۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔وہ چہک کر اس کے پاس ائی۔۔۔دانین کا چہرہ کرب سے زرد پڑ گیا۔۔۔

منال اسے گول گول گھما رہی تھی۔۔۔۔

اور اس کے وجود کے ساتھ ساتھ اس کا دل بھی گول گول ہی گھوم گیا تھا۔۔۔

آج پھر اللہ نے اسی کا ساتھ دیا۔۔۔۔وہ جیت گیا تھا۔۔۔وہ جیت گیا۔۔۔

اس کا دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔۔۔

آج پھر وہ ہنس رہا ہو گا۔۔۔چہک رہا ہوگا۔۔۔منال باہر جا چکی تھی۔۔۔ وہ ساکت۔۔۔بیٹھی تھی۔۔۔

باہر سب لوگ خوش ہو رہے تھے۔۔۔۔ساتھ ٹی وی کا شور تھا۔۔۔

وہ بھی ایسے ہی خوش ہوگا آج۔۔۔۔اس نے سامنے پڑی کتاب کو اٹھایا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھا۔۔۔اور پوری قوت سامنے دیوار میں دے مارا تھا۔۔۔۔

میں جا رہا ہوں نا۔۔۔تو کرتا ہوں۔۔بات بے بی۔۔۔اچھا اب باہر آپی انتظار کر رہی ہیں۔۔۔ٹریٹ دے رہا۔ہوں آج ان کو اپنی جیت کی خوشی میں۔۔۔

احمد بھائی اور آپی کو۔۔

وہ چھپک رہا تھا۔۔۔گردن ٹیڑھی کر کے فون کو کان کے پاس جکڑے ہوئے تھا۔۔جب کے اس کے ہاتھ۔۔شرٹ کے بٹن بند کر رہے تھے۔

تو۔۔۔کم از کم۔۔اشعال آپی سے تو بات کر لو نا۔۔۔۔منسا خفا لہجے میں بولی۔۔۔

اوکے بابا۔۔۔کروں گا نا بات۔۔۔اب جاؤں اجازت ہے۔۔۔ساری رات بات کریں گے آج۔۔۔اوکے۔۔۔پرامس۔۔۔اس نے بچوں کی طرح اسے لالچ دیا۔۔۔کیونکہ اشعال بار بار اسے آوازیں دے رہی تھی۔۔۔اس کی حالت بھی اب ایسی تھی اس سے بھوک برداشت بھی نہیں ہوتی تھی

آجکل۔۔۔دو ماہ بعد اس کی ڈیلوری تھی۔۔۔اسی کو لے کر زرداد کو حیدر آباد جانا تھا۔۔۔

جب منسا کو یہ بتایا تو وہ پیچھے پڑ گئی تھی۔۔کہ اس دفعہ وہ گھر بات کرے لازمی۔۔۔تا کہ ثمرہ۔۔نیلم سے بات کرے اور ان لوگوں کی بات آگے بڑھے۔۔۔

نہیں کرتے تم بات۔۔۔سو جاتے۔۔ہو ہمیشہ میں۔۔ہیلو ہیلو کرتی رہ جاتی ہوں۔۔۔وہ ابھی بھی خفا تھی اس سے۔۔۔

نہیں۔۔۔بے۔۔بی۔۔نہیں سوتا آج۔۔۔پلیز اب تو جانے دے میری ماں۔۔۔زرداد نے رونے کے سے انداز میں کہا۔۔۔

منسا کی کھلکھلاتی ھنسی کی آواز فو ن سے ابھری تھی۔۔

اوہ زرداد۔۔۔آو۔۔ادھر۔۔۔اظہر نے خوش دلی سے استقبال کیا تھا اسکا۔۔۔بیسٹ سنگر مقابلہ جیتنے کے بعد یہ اسکا پہلا پروجیکٹ تھا۔۔جو اسے مل رہا تھا۔۔۔

اظہر حسان کی وجہ سے۔۔۔وہ یہ سمجھتا تھا کہ جیتنے کے بعد شائیداسے
فوراً ہی ہاتھوں ہاتھ لیا جآئے گا۔۔۔

لیکن ایسا نہیں ہوا تھا۔۔۔یہ انڈسٹری۔۔۔اس سے زیادہ تجربہ کار۔۔۔
گلوکاروں سے بھری پڑی تھی۔۔۔اپنی جگہ بنانا اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔

آج دو ہفتے گزرنے کے بعد اظہر نے اسے ایک ڈرامہ کے ٹائٹل سونگ
کو پلے بیک کے طور پر گانے کے لیے بلوایا تھا۔۔۔

وہ سٹوڈیو۔۔میں کھڑا تھا۔۔۔اسے طرز۔۔تکلم۔۔لہجہ۔۔۔سب بتا کر ایک
کاغز پکڑا دیا گیا تھا۔۔۔

اس نے مائک کو اپنے منہ کے آگے سیٹ کیا تھا۔۔۔گلے کو تھوڑا سا
صاف کرنے کے بعد۔۔اس نے پہلا مصرہ شعر کا ادا کیا تھا۔۔۔

ششیے کے بنے اس کمرے میں اسے باہر بیٹھے سارے لوگ نظر آ رہے
تھے۔۔۔

ابھی اس نے دوسرا مصرہ شروع ہی کیا تھا جب۔۔۔کٹ کروا دیا گیا

تھا۔۔۔۔

پلیز۔۔۔طرز کو فولو کریں۔۔۔زرداد۔۔۔اسے بند کمرے میں آواز سنائی دی تھی۔۔۔

اوکے۔۔۔اس نے مسکراتے ہوئے۔۔۔انگوٹھے سے یس کا اشارہ کیا تھا۔۔۔ہیڈ فون پھر سے کان پہ چڑھآئے۔۔۔خشک ہوتے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔آنکھیں بند کر کے طرز کو فوکس کیا۔۔۔

نا۔۔جانے۔۔۔۔نا۔۔۔جانے۔۔۔دل۔۔۔کیا۔۔۔ہو۔۔۔گا۔۔۔

کیا۔۔۔ہو گا۔۔۔اب۔۔۔

اس نے اپنی طرف سے بلکل طرز کے مطابق مصرے میں جان ڈالی تھی۔۔۔لیکن پھر سے کٹ کی آواز ائی۔۔۔

نو۔۔نو۔۔۔زرداد۔۔۔آپ ٹریک سے ہٹ رہے ہیں۔۔۔اظہر کے ساتھ بیٹھے ڈائرکٹر نے اسے پھر سے گانے کو کہا۔۔۔

پر کٹ۔۔۔۔پھر۔۔۔کٹ۔۔۔۔کٹ۔۔۔کٹ۔۔۔۔وہ جھنجلا گیا۔۔۔وہ غصے

سے باہر آیا تھا۔۔۔رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔۔

وہ ایک دم سے باہر آیا تھا۔۔۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا پہلی دفعہ وہ یوں ریجیکٹ ہو رہا تھا۔۔۔

پھر ڈائریکٹر سے بات کر کے اظہر اس کے پاس آیا۔۔۔

زرداد ایک اور بھی جگہ ہے۔۔۔۔پر سوچ انداز میں اظہر نے کہا تھا۔۔۔

اظہر کی شکل سے صاف پتہ چل رہا تھا کہ ڈائرکٹر نے انکار کر دیا ہے۔۔۔اسے عجیب سا محسوس ہوا اتنی اچھی آواز تھی اس کی۔۔۔پورے پاکستان کے ٹاپ شو سے وہ جیت کر آیا تھا۔۔۔

اسے توہاتھوں ہاتھ لیا جانا چاہیے تھا۔۔۔لیکن ایسا بلکل نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

اس نے بڑے ضبط سے اپنی سخت ہوتی رگوں کو قابو کیا تھا۔۔۔ہاتھوں کو ڈھیلا چھوڑا۔۔۔اور اپنے جزبات کو قابو کیا جو ہر چیز کو تحس نحس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کر دینا چاہتے تھے۔۔۔

ایک اشتہار کے لیے پلے بیک سنگنگ کرنی ہے۔۔۔اظہر نے رک رک کر کہا۔۔۔کیونکہ وہ ایک دم سے بہت اونچے خواب دیکھ رہا تھا۔۔۔یا شو میں اس کی اتنی تعریف نے اسکا دماغ یوں خراب کر دیا تھا۔۔۔

اور اظہر اسے اشتہار پہ لے آیا تھے۔۔۔اس نے چونک کے اظہر کی شکل کو دیکھا۔۔۔

اظہر نے اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔لب بھینچ کے تسلی کے سے انداز میں سر ہلایا۔۔۔

وہ کچھ بولتے بولتے رک گیا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دروازے پہ ہوئی دستک۔۔۔پہ اس نے گردن اوپر اٹھائی تھی جو پریکٹیکل نوٹ بک پر جھکی ہوئی تھی۔۔۔وہ ڈائیگرام بنانے میں اتنی مگن تھی کہ باہر کی کوئی خبر نہیں تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرداد دروازے میں کھڑا تھا۔۔دانین کی نظر پہلے جوتوں پہ پڑی تھی۔۔
پھر اس سے ہوتی ہوئی اوپر۔۔۔

اس کے پیپر بہت اچھے ہوئے تھے۔۔۔اب پریکٹیکل ہو رہے تھے۔۔۔

اسے کسی نے کچھ نہیں بتایا تھا کہ اشعال اور زرداد گھر آ رہے
ہیں۔۔صرف وہ اور ہارون تھے جن کواس بات کا علم نہیں تھا۔۔۔

ہارون کو تو زرداد کی وجہ سے نہیں بتایا گیا تھا۔۔۔

پر دانین کو۔۔۔سدرہ نے نہیں بتایا تھا۔۔۔وہ دانین اور زرداد کے
حوالے سے اپنے دل میں بہت ساری باتیں سوچ بیٹھی تھیں۔۔۔

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔۔۔مخصوص انداز میں بازو فولڈ کیے
ہوئے۔۔۔شرٹ کے بٹن کھلے۔تھے۔پر ہونٹوں پہ وہ مسکراہٹ نہیں
تھی۔۔۔اور نا آنکھوں میں وہ چمک تھی۔۔۔

دانین اس دن کے بعد آج اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔جس کی بربادی کی
دعائیں وہ دن رات کرتی تھی وہ تو اور نکھر کر سامنے کھڑا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل کو جیسے مٹھی میں جکڑ لیا ہو کسی نے اسے گھٹن کا احساس ہونے لگا۔۔۔

مہنگے کپڑے۔۔۔مہنگے جوتے۔۔۔پر۔۔پر۔۔۔گندہ۔۔ستا۔۔۔کردار۔۔گھٹیا ۔۔گلا سڑا ذہن۔۔۔

دانین کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا اس کو دیکھ کر۔۔۔نظروں میں حقارت تھی۔۔۔آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔کتاب پر اس کی گرفت مظبوط ہو گئی تھی۔۔۔اور دانت ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے تھے۔۔۔

وہ اب پاس آرہا تھا۔۔۔دانین کا سانس معمول سے تیز ہو گیا تھا۔۔دماغ کی رگیں تن گئی تھیں۔۔۔

وہ خاموش کھڑا تھا لیکن اب اس کے سر پر کھڑا تھا۔۔۔بلکل ویسے ہی جیسے سال پہلے کھڑا تھا۔۔۔

خاموش۔۔۔

دانین ایک جھٹکے سے اٹھی تھی۔۔۔اور تیزی سے اس کے پاس سے

ہوتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔۔۔

دروازہ ایک دھماکے سے بند ہوا تھا۔۔۔

وہ سر جھکائے وہیں کھڑا تھا۔۔۔ناخن سے پاس پڑی لکڑی کی ٹیبل کو کھرچتا ہوا۔۔۔

آج تقریباً سال بعد وہ گھر اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔کمرہ صاف ستھرا پڑا تھا۔۔۔ہر چیز ترتیب سے پڑی تھی۔۔۔اسے یقین تھا ثمرہ تقریباً روز اسکا کمرہ صاف کرواتی ہو گی۔۔۔

وہ پلنگ پہ بنا جوتے اتارے ہی لیٹ گیا تھا۔۔۔آنکھیں اوپر آہستہ آہستہ چلتے ہوئے پنکھے پر مرکوز تھیں۔۔۔۔جیسے ہی وہ لوگ گھر پہنچے تھے۔۔۔ہارون گھر نہیں تھے۔۔۔

اشعال کے پوچھنے پہ سکندر نے۔۔دانین کے بیمار ہونے کا سارا قصہ سنا ڈالا تھا۔۔۔وہ پاس بیٹھا تھا۔۔۔

اس کو نیچا دکھانے کے لیے میں نے جو بھی کیا وہ بہت غلط تھا۔۔۔زرداد

نے دونوں ہاتھوں کا تکیا بنا کر سر کے نیچے رکھا۔۔

وہ تو اس کی شکل بھی دیکھنا گوارا نہیں کر رہی تھی۔۔۔تو وہ اس سے معافی کیسے مانگے۔۔۔اور کیا الفاظ ہوں جن کو وہ ادا کرے۔۔کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔

فون بجنا شروع ہو گیا۔۔۔تھا۔۔فون سکرین پہ منسا کا نام دمک رہا تھا۔۔۔

بنا دیکھے ہی اسے پتہ تھا کون ہوگا۔۔۔پر بات کرنے کو بلکل دل نہیں تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ فون بجتا چھوڑ کے باہر آ گیا تھا۔۔۔

چاند پوری آب وتاب سے چمک رہا تھا۔۔۔اس نے سگریٹ سلگا لی تھی۔۔۔اندھیرے میں ایک دم سے روشنی ہوئی اور پھر ختم ہوگئی۔۔

نیچے سے سکندر اور ہارون کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔

ہارون چاہتے تھے وہ چلا جآئے وہ اس کو ہر گز نہیں برداشت کر سکتے تھے یہاں۔۔وہ اونچا اونچا بول رہے تھے۔۔۔۔۔

سکندر ان کو رام کر رہے تھے۔۔۔وہ بی اے کے پیپر دینے آیا تھا۔۔۔

اظہر نے اسے کہا تھا اپنی تعلیم مت چھوڑو۔۔۔امتحان کے بعد جا کر اس نے اظہر کی مدد سے ایک البم بنانے کے بارے میں سوچا تھا۔۔۔لیکن اس کے لیے اسے پہلے کچھ بجٹ کی ضرورت تھی۔۔جس کے لیے ہارون بلکل راضی نہیں تھے۔۔۔

جلتی سگریٹ اس کی انگلیاں جلا گئی تھی۔۔۔وہ کان لگا کر نیچے ہونے والی گفتگو سننے میں اتنا مگن تھا۔۔۔

سی۔۔۔۔ی۔۔۔ی۔۔۔جلن کی تکلیف سے منہ سے آہ نکلی۔۔۔جلدی سے اس نے سگریٹ گرا کر انگلیوں کو اپنے منہ میں رکھ لیا تھا۔۔۔

کالج کے گیٹ کے باہر اسے دیکھ کر دانین کا خون تک جل کے رہ گیا تھا۔۔۔

ماتھے پہ سو بل ڈالے وہ پاس سے گزرنے لگی تو زرداد نے آواز دی۔۔

دانین۔۔۔دانین۔۔۔ایک منٹ کہاں جا رہی ہو۔۔۔

اس کے لہجے میں التجا اور شرمندگی کا گھلا ملا عنصر تھا۔۔کار ادھر کھڑی ہے۔۔۔وہ اسکے تیز تیز چلتے قدموں کے ساتھ قدم ملاتا ہوا اسے کہہ رہا تھا۔۔۔

میری بات تو سنو۔۔ایک منٹ۔۔۔کار میں بیٹھو۔۔۔وہ اسکے بلکل سامنے آ گیا تھا۔۔۔

دانین ایک دم سے رکی تھی۔۔دل کیا اس کی اس حرکت پہ آج پھر اس کے مکروہ چہرے پہ ایک چماٹ جڑ دے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانین نے منہ کا رخ دوسری طرف کیا اور پاس کھڑے رکشے کو ہاتھ سے اشارہ کیا۔۔۔

دانین یہ کیا بیوقوفی ہے میں لینے آیا ہوں نا۔۔۔زرداد نے دانین کو بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔۔وہ کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئی۔۔۔

خبردار۔۔۔اگر مجھے ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔میں خود جا سکتی ہوں۔۔۔اور کوئی

ضرورت نہیں۔۔مجھے یوں لینے آنے کی۔۔۔دانین نے حقارت سے دیکھتے ہوئے سختی سے کہا۔۔۔

اچھا چلو کوئی بات نا کرنا پر چلو تو سہی۔۔۔آٹو کیوں کروا رہی ہو۔۔۔ زرداد نے کار کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

نہیں۔۔مجھے نہیں جانا تمھارے ساتھ تمہیں بات کیوں نہیں سمجھ آتی۔۔۔دانین کی آواز اونچی ہو گئی تھی لہجہ تھوڑا سخت ہو گیا لیکن آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ بھی تھی۔۔

اوئے۔۔۔اوئے۔۔کیوں تنگ کر رہا اے بچی کو۔۔۔رکشہ والے نے منہ باہر نکال کر کہا۔۔۔منہ سے پان کے چھینٹے باہر کو نکل پڑے۔۔۔جس کو اس نے اپنے گلے پر لٹکتے کپڑے سے صاف کیا اور خونخوار نظروں سے زرداد کی طرف دیکھا۔۔

دانین تیزی سے رکشے میں بیٹھی تھی۔۔۔چلیں بھائی۔۔۔اس نے اپنی پھولی سانسوں کو بحال کرتے ہوئے کہا۔۔۔

رکشہ دھول اڑتا ہوا پاس سے گزر گیا۔۔۔

زرداد نے زور سے کک کی شکل میں زمین پہ پاوں مارا۔۔۔اور مٹی اڑ کر اسی کے جوتے گندے کر گئی تھی۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کیا بات کر رہے ہو زرداد وہ بہت اونچے لوگ ہیں۔۔۔اور تمہیں پتہ ہے نا تمھارے ابا کا۔۔۔ثمرہ نے اپنی گود میں پڑے اس کے سر کو ہٹاتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔۔

اماں ایک دفعہ کرو تو نیلی آنٹی سے بات۔۔۔وہ مان جائیں گے منسا راضی کر لے گی ان کو۔۔زرداد نے اٹھ کے بیٹھتے ہوئے منت کے انداز میں کہا۔۔۔

کیوں۔۔۔کیوں۔۔تو ہر وہ کام کرتا۔۔جس پر تیرے ابا نا خوش ہوتے۔۔۔بخش دے مجھے۔۔۔ثمرہ کی آواز روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔وہ تنگ آ گئی تھیں اس سے۔۔۔رو رو کہ اس عمر میں ان کی آنکھیں درد کرنے لگ جاتی تھیں۔۔۔اور وہ جب بھی روئی زرداد کی وجہ سے ہی روئی

تھیں۔۔۔

اچھا اماں اب رونا نہ شروع ہو جانا۔۔میں کہہ رہا ہوں نا ایک دفعہ بات کر کے تو دیکھ۔۔

ابھی تو کچھ کرتا بھی نہیں ہے تو۔۔۔

ثمرہ نے اپنا اگلا دکھڑا رویا تھا۔۔۔

اس کی وجہ بھی ابا ہی ہیں اماں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تھوڑا سا اور قریب ہوا تھا ثمرہ کے۔۔۔

اگر مجھے کچھ پیسے دے دیں تو میں اپنا ایک البم بنا سکتا ہوں۔۔۔بس البم بننے کی دیر ہے۔۔۔پھر سب فٹ سے ہو جآئے گا۔۔۔وہ ثمرہ کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر بولا۔۔۔تھا۔۔۔

ثمرہ نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔نا تیرے ابا تجھے پیسے دیں اور نا بنے یہ تیری البم۔۔۔وہ اٹھ کر وہاں سے چلی گئی تھیں۔۔۔

محترم اب ایک نئ مشکل میں ڈال رہے ہم سب کو۔۔۔منال نے۔۔کینو چھیلتے ہوئے دانین سے کہا۔۔۔۔

دانین نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔لیکن منہ سے کچھ نہیں بولا۔۔۔

وہ یاد ہے پیاری سی لڑکی۔۔۔جو اشعال آپی کی شادی پر ائی تھی۔۔۔

منال نے راز کی بات کرنے والے انداز میں تھوڑا سا قریب ہو کر کہا۔۔۔اور کینو کا سلائس منہ میں رکھا۔۔۔

وہی۔۔منسا۔۔دانین کے کچھ بھی نا بولنے پہ۔۔اس نے خود ہی بتا دیا۔۔۔

جناب کہہ رہے۔۔۔اس کے ساتھ میری رشتے کی بات چلائیں۔۔۔لو پوچھو بھلا۔۔۔یہ کام بھی ابا کی مرضی کے خلاف ہی کر چھوڑا۔۔۔منال واقعی پریشان تھی یا صرف پوز ہی کر رہی تھی۔۔۔

لیکن دانین کے دل میں ضرور ایک چبھن سی ہوئی تھی۔۔۔

اسکا اب یہاں بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔وہ اپنی کتابیں سمیٹنے لگی۔۔۔

کہتا ہے۔۔آنٹی سے بات کریں۔۔۔وہ نیلم آنٹی سے۔۔۔منال۔۔دانین

کے تاثرات سے یکسر بے نیاز بولے جا رہی تھی۔۔۔

ارے بھئی۔۔۔کہتا منسا خود راضی کر لے گی۔۔۔اپنے گھر والوں کو۔۔۔ ٹھاٹھ دیکھے تھے تم نے شادی پہ اس لڑکی۔۔۔کے۔۔وہ کیا گزارا کر لے گی۔۔ہمارے گھر میں۔۔۔منال اب سوالیہ انداز میں دانین سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

پتہ نہیں میں کیا کہہ سکتی ہوں۔۔دانین نے خود پہ قابو پا کر کندھے اچکائے۔۔۔جب کہ اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

اچھا میں جا رہی ہوں پڑھنا ہے۔۔مجھے۔۔۔دانین نے بے زاری سے کتابیں اٹھائی۔۔۔اور منال کو دیکھے بنا آگے چل دی۔۔۔

منال نے عجیب سا منہ بنایا۔۔وہ ابھی اس کے ساتھ اور گپیں لگانا چاہتی تھی پر دانین نے کوئی ساتھ نا دیا۔۔۔

جیسے ہی اپنے کمرے میں قدم رکھا۔۔ایک دم رکی تھی۔۔۔وہ اس کے کمرے میں دروازے کے بلکل پاس ہی کھڑا تھا۔۔۔ایسے جیسے اسی کا

انتظار کرر رہا تھا۔۔۔

دانین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔تیزی سے پلٹنے لگی تو زرداد نے اس کی کلائی پکڑ لی تھی۔۔۔

پلیز میری بات سنو۔۔۔التجا والا انداز تھا۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔دانین نے خونخوار نظروں سے زرداد کی طرف دیکھا۔۔۔

پہلے میری بات تو سن لو۔۔۔اس نے دانین کو کھینچ کے کمرے کے اندر کیا اور دروازہ بند کر دیا۔۔۔

کیا بدتمیزی ہے یہ۔۔۔چھوڑو مجھے۔۔۔اور اسی وقت نکلو میرے کمرے سے۔۔۔میں تم سے بات کیا تمھاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتی۔۔۔

دانین کی سانس اب ضبط کرتے کرتے تیز ہو گئی تھی۔۔۔ناک پھولی ہوئی تھی۔۔۔اور آواز غصے اور رونے کے ملے جلے تاثر سے کانپ رہی تھی۔۔۔

دانی میں بہت شرمندہ ہوں۔۔یار۔۔۔زرداد نے دھیرے سے اس کی

کلائی کو چھوڑا تھا۔۔۔جسے اب وہ سہلا رہی تھی۔۔۔اتنے فولاد جیسے ہاتھ تھے۔۔۔اس کے۔۔۔

پہلی بات تو یہ۔۔۔۔میں۔۔۔۔۔۔۔تمہاری۔۔۔۔یار۔۔۔نہیں۔۔۔سنا تم نے دوبارہ میرے لیے یہ الفاظ۔ہر گز استعمال نہ کرنا۔

دانین نے انگشت انگلی اس کی آنکھوں کے سمنے لہرا کر اسے خبردار کیا۔۔۔۔۔۔۔دوسرا رہوتم شرمندہ۔۔۔میری بلا سے۔۔۔میں تمھاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔۔نکلو ابھی اور اسی وقت میرے کمر سے۔۔۔دانین نے سخت شکل بناتے ہوئے کہا۔۔۔

پلیز۔۔دانی۔۔۔وہ تھوڑا سا بولا تھا۔۔۔

نکلو۔۔۔۔۔باہر۔۔۔۔دانین نے چیخنے کے سے انداز میں کہا۔۔۔

وہ ایک دم چپ ہوا تھا۔۔۔چہرہ تھوڑا سخت ہوا۔۔۔اور تیزی سے دروازہ پوارا کھول کر دیوار میں مارتا ہوا وہ وہاں سے چلا گیا۔۔۔

تو کوئی بات نہیں۔۔۔البم کو ابھی چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔تم چھوٹے موٹے۔۔ کام پکڑو ذرا۔۔اظہر نے کرسی کو دائیں بائیں گھماتے ہوئے۔۔۔سامنے پڑی میز پر ہاتھ رکھ کے کہا۔۔۔

زرداد پریشان سی شکل بنآئے اس کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

ہارون نے اسے ایک بھی پیسہ دینے سے منع کر دیا تھا۔۔۔اور سکندر کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔انھوں نے بہت کوشش کہ وہ کچھ نا کچھ کر دیں لیکن اتنے پیسوں کا انتظام اکھٹے کرنا ممکن نہیں تھا۔۔۔

دیکھو ایک ٹاک شو کے لیے میں نے تمھاری بات کی ہے۔۔۔وہاں انھیں ایک سنگر کی ضرورت ہے۔۔۔اظہر نے۔۔۔اپنی تھوڑی پہ انگلیاں پھیرتے ہوئے زرداد کو کہا۔۔

زرداد نے بے یقینی سے دیکھا۔۔۔

دیکھو زرداد۔۔۔یار۔۔۔یہ جو انڈسٹری ہے نا ٹیلنٹ سے بھری پڑی ہے۔۔۔ہر نیا آنے والا بندہ چاہتا بس وہ ہی وہ ہو۔۔۔

لیکن یار یہاں آگے بڑھنا بہت مشکل ہے۔۔۔ایک دم سے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔تمہیں اپنی پہچان بنانی ہے پہلے یہاں۔۔۔اظہر کو اس کی اتری شکل دیکھ کر پتا چل گیا تھا۔۔کہ وہ ٹاک شو والی بات سے اتنا خوش نہیں ہوا۔۔۔

اچھا چلو ابھی تو۔۔۔کوک سٹوڈیو چلتے ہیں۔۔۔ایک نیا گانا بنانے لگے ہیں وہ لوگ میں نے تمھاری بات کی ہے۔۔۔ان سے۔۔آڈیشن کے لیے بلایا ہے ان لوگوں نے۔۔۔اظہر نے کورٹ پہنتے ہوئے اسے کہا۔۔۔

جبکہ وہ بے دلی سے گھومتی کرسی کی پر نظر جمائے بیٹھا تھا۔۔۔

میں ہوں نا تمھارے ساتھ۔۔اظہر نے اس کے قریب آ کر اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھا تھا۔۔۔اپنے اگلے گانے میں۔۔میں تمھارے ساتھ کو میں کام کروں گا۔۔۔سوچتے ہیں۔۔لکھتے ہیں کچھ ایسا۔۔۔وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

چلو اب اٹھو۔۔۔اس نے کار کی چابیاں اٹھاتے ہوئے زرداد سے کہا۔۔۔

وہ بے دلی سے اظہر کے پیچھے قدم اٹھاتا اتر گیا تھا۔۔۔

یار میں سمجھ رہا ہوں تمھاری بات۔۔۔پر دیکھو نا۔۔۔دم ہے لڑکے کی آواز میں۔۔۔لیکن سوز اور۔۔۔درد۔۔۔۔ سمجھ رہے ہو نہ۔۔درد۔۔سامنے بیٹھے الطاف نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔۔۔

یار وہ چاہیے مجھے۔۔۔وہ نہیں آ رہا اس کی آواز میں۔۔۔

یار کیا بات کرتے ہوئے۔۔۔وِن کر کے آیا ہے۔۔۔بیسٹ سنگر شو سے۔۔۔اظہر نے اسے قائل کرنے کہ کوشش کی

اوہ بس کر یار۔۔۔وہاں۔۔چار جج بیٹھے ہوتے۔۔۔الطاف نے ہوا میں ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔۔۔

اور یار میں نے۔۔۔فہد کی جگہ اسے لے کر پھنسنا ہے کیا۔۔۔ سمجھا کر نا۔۔اسے ابھی چھوٹے موٹے پروگرامز کروا۔۔۔ہاں۔۔البم بنا نہ یار اس کی۔۔۔الطاف نے چآئے کا کپ ہونٹوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔۔۔

اچھا چلو پھر ہم چلتے ہیں۔۔۔کوئی اور مطلب کہیں اور ضرورت ہوئی تو

بتانا۔۔۔

اظہر نے اس سے ہاتھ ملایا۔۔۔

تھوڑا سا دور بیٹھا تھا وہ لیکن ساری گفتگو۔۔۔باآسانی سن سکتا تھا۔۔۔

چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔پیچھے ہٹو۔۔۔نرمل۔۔ان لڑکیوں کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھی۔۔۔اور سامنے کرسی پر پریشان سی بیٹھی۔۔دانین کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھایا۔۔۔

کیا مسئلہ ہے تم سب کے ساتھ۔۔۔میں اور یہ لڑکی ہم جا رہے ہیں پرنسپل آفس میں کمپلین کرنے۔۔۔

میں ایک ہفتے سے دیکھ رہی ہوں۔۔۔تم لوگ اس لڑکی کو بلا وجہ تنگ کرتی ہو۔۔۔نرمل نے دھمکی کے انداز میں ان سب کو انگلی دیکھائی۔۔

آرام سے۔۔۔فری آگے ہوئی۔۔۔یہ ہماری جگہ ہے جس پہ یہ بیٹھی ہے

اسکو ہم نے اس دن بھی کہا تھا۔۔کہ یہاں کوئی نہیں بیٹھے گا۔۔۔وہ کوئی انتہائی بدتمیز لڑکی تھی۔۔۔

پتا ہے یہ کون ہے۔۔۔دانین سکندر۔۔۔فرسٹ پوزیشن لی ہے اس نے بورڈ میں۔۔۔نرمل نے فخر سے فری کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

اور اس میڈیکل کالج میں۔۔۔پہلی سیٹ پہ بیٹھنا اس کا حق ہے سمجھی تم۔۔۔نرمل بھی ترکی با ترکی جواب دے رہی تھی۔۔۔

چلو ہٹو اب۔۔۔تم لوگوں سے اب پرنسپل آفس میں ہی بات ہوگی۔۔۔

وہ تیزی سے دانین کا ہاتھ پکڑے اسے پرنسپل آفس لے جا رہی تھی۔۔۔

اس کا میڈیکل کالج میں ایڈمیشن ہو گیا تھا۔۔۔لیکن جس دن سے وہ آ رہی تھی۔۔۔یہ پانچ لڑکیوں کا گروپ اسے مسلسل تنگ کر رہا تھا۔۔۔وہ خاموشی سے صرف پڑھنا چاہتی تھی۔۔۔

لیکن آج نرمل نے فرشتہ بن کر اسے بچایا تھا۔۔۔

وہ مشکور شکل بنا کر اپنے ساتھ چلتی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تو لڑائی تو تم نے شروع کی ہوگی نہ۔۔۔اشعال۔۔۔نے اسے پانی کا گلاس پکڑایا۔۔۔

زرداد نے پانی پیتے پیتے آنکھیں اوپر کر کے اسے گھوری ڈالی۔۔۔کیا مطلب تمھارا۔۔۔میں دو سال سے وہ پروگرام کر رہا ہوں۔۔۔ان کی ریٹنگ کو اتنا اوپر لے کر گیا۔۔۔اور انھوں نے تبدیل کر دیا سنگر۔۔۔ تھکی ہوئی آواز۔۔۔شیو بڑھی۔۔ہوئی۔۔شرٹ کے کف چڑھے ہوئے۔۔۔ بوجھل سی آنکھیں۔۔۔

مجھے تو اب یہ فکر کھا رہی ہے کہ اب اپنی ایم۔۔اے کی فیس کیسے بھروں گا۔۔۔اپنے منہ کو دونوں ہاتھوں میں جکڑ کر پسینا صاف کیا۔۔۔

اظہر سے بات کرو نا۔۔۔اشعال۔۔۔نے رانیہ کو گود میں لیا۔۔۔

یار وہ کب تک میری مدد کرتا رہے گا۔۔۔ہر کام بگڑتا جا رہا ہے۔۔۔تم سے میں نے کہا تھا۔۔۔احمد سے کہو لون کا پوچھے۔۔۔میں اپنی البم تو

شروع کروں۔۔۔

کہا ہے میں نے اسے۔۔۔اشعال نظریں چرا گئی۔۔۔اچھا پریشان نا ہو۔۔۔
میں۔۔دعا کرتی ہوں نا۔۔۔

ہمم۔۔کیا کہا بدعا۔۔۔وہ جو اپنے سر کو نیچے گرا کے زمین پر نظریں جما
کے بیٹھا تھا۔۔۔اچانک چونک کے اوپر دیکھا۔۔۔

ارے پاگل دعا کہا ہے۔۔۔اللہ نہ کرے کوئی بدعا کرے۔۔۔اشعال نے
اس کے سر پہ تھپڑ لگایا۔۔۔

نہیں کوئی تو ایسا ہو سکتا ہے نہ۔۔۔دانین کا چہرہ چھم سے زرداد کی
نظروں کے سامنے تھا۔۔۔

اس نے تکیے پہ اپنا سر رکھ دیا۔۔۔سر میں شدید درد تھا۔۔۔ایسے جیسے
پھٹا ہی چاہتا ہو۔۔۔

ہاں۔۔۔دانین ہے وہ۔۔۔جسے اس نے بہت دکھ دیا۔۔۔دو سال پہلے کا
وہ دن اسے یاد آ گیا تھا جب وہ اس سے معافی مانگنے گیا تھا۔۔۔اس نے

معاف نہیں کیا تھا اسے۔۔۔زرداد کو عجیب سی گھبراہٹ ہوئی۔۔۔اس نے بہت جتن کیے۔۔پر ابھی تک وہ اپنی صیح جگہ نہیں بنا پایا تھا۔۔۔اس نے اظہر کے کہنے پہ ایم اے انگلش سٹارٹ کیا تھا۔۔۔اچھے سکولوں میں پڑھنے کی وجہ سے ایک انگلش ہی تو اچھی تھی اس کی۔۔۔

ہارون نے گھر میں اس کا داخلہ بلکل منع کر دیا تھا۔۔۔ایک ٹاک شو میں۔۔۔وہ ایک سنگر کے طور پر کام کر رہا تھا۔۔۔

اس کے ڈایرکٹر کے ساتھ پروگرام کی چینجز پر اس کی بحث ہو گئی تو ڈائریکٹر نے سنگر چینج کر لیا۔۔

وہ دل برداشتہ ہو کر گھر واپس آگیا۔۔۔لیکن اپنی عادت سے مجبور۔۔ان کے سٹوڈیو کے چار پانچ بندوں کے دانت توڑ آیا تھا۔۔۔مطلب واپسی کا کوئی چانس نہیں۔۔۔

منسا سے بات ہوئی پھر۔۔۔اشعال نے اپنی سوئی ہوئی بیٹی کو اس کے پاس بیڈ پہ لیٹایا۔۔۔

ہمم۔وہ اپنے خیالوں میں گم تھا۔۔نہیں۔۔۔وہ ناراض ہے۔۔۔بات ہی نہیں کر رہی کچھ دن سے۔۔۔اس نے پاس پڑی رانیہ کے نرم نرم ھاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ان پر اپنی انگلیاں پھیرنا شروع کردی۔۔۔

تو اماں نے کیا کہا۔۔۔اشعال اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھی۔۔۔

وہی۔۔۔نیلم آنٹی کہہ رہی ہیں اس کے فادر نہیں مان رہے۔۔۔اور ادھر ایک عدد میرے ابا جی ہیں وہ نہیں مان رہے۔۔۔وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔۔ایک لمبا سانس لیا

اچھا میں کچھ دیر سونے جا رہا ہوں۔۔اس نے پیار سے سوئی پڑی رانیہ کے گال پر بوسہ دیا جھک کر۔۔

۔بلکل دانین جیسی ہے۔۔نہ۔۔اشعال نے اپنی بات کی تصدیق کے لیے مسکرا کے اس کی طرف دیکھا۔وہ ایک دم چپ سا ہو گیا۔

اسی کی طرح معصوم سا فیس کٹ۔۔۔بڑی بڑی آنکھیں۔ہونٹوں کی شیپ۔ہے نا۔مجھے تو دانین ہی لگتی رہتی۔۔۔اشعال ہنس رہی تھی اور محبت سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

ہاں معصوم تو واقعی ہے اس کی شکل اس نے دل میں سوچا۔۔۔پھر عجیب سا بوجھ سا محسوس ہوا۔۔اس کی معصومیت کا بہت غلط فائدہ اٹھایا تھا میں نے۔۔آج اسے اپنی تین سال پہلے کی کی ہوئی اس حماقت پر انتہائی افسوس ہو رہا تھا۔۔۔

وہ تھکے قدموں سے اپنے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نرمل تم تو پاگل ہو قسم سے۔۔۔وہ پیٹ پہ ہاتھ رکھ کے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔۔۔

ہاں تو اور کیا۔۔۔میں نے بھی جتنے آم توڑے تھے۔۔۔ایک دم سے نیچے گرا دیے۔۔۔سارے جا کر ٹھک ٹھک کرتے ان کے سر پر۔۔۔لگے۔۔۔ نرمل لہک لہک کر اسے اپنے بچپن کا کوئی واقع سنا رہی تھی۔۔۔اور

دانین کا ہنس ہنس کے برا حال تھا۔۔۔

نرمل ایسی ہی تھی۔۔۔زندہ دل۔۔۔ہنس مکھ۔۔۔اس نے دانین کے اندر بہت سی مثبت تبدیلیاں پیدا کر دی تھی۔۔۔ان دو سالوں میں۔۔۔وہ بہت اچھی اور مخلص دوست ثابت ہوئی تھی۔۔۔

اس نے دانین کی شخصیت ہی بدل ڈالی تھی۔۔۔

نرمل بہت اچھے گھرانے سے تعلق رکھتی۔۔۔اور کافی لبرل فیملی سے تھی۔۔۔اس نے دانین کا حلیہ ہی سنوار کے رکھ دیا تھا۔۔۔اس کو اپنے ساتھ پارلر لے جا جا کر۔۔۔اس نے دانین کو پر اعتماد۔۔۔اپنا خیال رکھنے والی۔۔۔اور ایک وِیل ڈریسڈ لڑکی میں تبدیل کر دیا تھا۔۔۔

گردن سے نیچے آتے بال اب کمر تک آنے لگے تھے۔۔۔بھنویں سیلقے سے کیا بنیں کہ اس کا ماتھا اور آنکھیں۔۔۔اور واضح ہو گئی تھی۔۔۔

پہلے تو کبھی اچھی طرح سے منہ نہ دھوتی تھی۔۔۔اب نرمل اپنے ساتھ شاپنگ پر لے کر جاتی تو پتہ نہیں کیا کیا اسے بھی لے دیتی۔۔۔

وہ ارے نہیں۔۔۔ارے نہیں۔۔ہی کرتی رہ جاتی۔۔۔قد تو اس کا پہلے ہی لمبا تھا۔۔۔اب جسم بھی تھوڑا بھرا بھرا ہو گیا تھا۔۔۔

وہ خوش رہتی تھی۔۔۔نرمل کھانے کی بہت شوقین تھی۔۔۔تو آئے دن دونوں کہیں نا کہیں ہوتی۔۔۔

نرمل کو دانین سے جو فائدہ تھا وہ اس کی ذہانت تھی۔۔۔وہ نرمل کی سٹڈی میں بہت مدد کرتی تھی۔۔۔

وہ دیکھ آ رہا ادھر۔۔۔تیرا دیوانہ۔۔۔نرمل نے شرارت سے آنکھ دبا کر دانین کی طرف دیکھا۔۔۔

زین مسکراتا ہوا ان دونوں کی طرف ہی آ رہا تھا۔۔۔۔

کیا مصیبت ہے۔۔۔اٹھو چلو یہاں سے۔۔۔دانین جلدی جلدی اپنی کتابیں اٹھا رہی تھی۔۔۔

کتنی ظالم ہو نا تم بے چارہ دو سال سے تمھارے پیچھے ہے مجال ہو جو کبھی لفٹ کرائی ہو تم نے اسے۔۔۔

مجھے پتا ہے وہ کتنا دیوانہ ہے میرا۔۔۔مجھے ان سب چیزوں میں بلکل انٹرسٹ نہیں تم جانتی ہو۔۔۔اب اٹھو۔۔۔نہیں تو آکے وہ صاحب دماغ چاٹنے لگیں گے۔۔۔

دانین کے ماتھے پہ بل آ گئے تھے۔۔۔زین ان کا کلاس فیلو تھا۔۔بہت ہی ذہین طالبعلم۔۔۔وہ اور دانین پوری یونیورسٹی میں اپنی ذہانت کی وجہ سے مشہور تھے۔۔۔

اور وہ دو سال سے دانین کے ساتھ دوستی کے چکروں میں تھا۔۔دانین نے ان دو سالوں میں۔۔۔صرف نرمل کو اپنے اتنا قریب کیا تھا۔۔۔

جب تک زین وہاں پہنچا وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی تھیں۔۔۔

میں کروں گی ابا سے بات تم پاگل ہو جو کہہ رہے ہو نہیں جاوں گا۔۔۔ان کی شادی کوئی روز روز آنی۔۔۔شرافت سے چلو میرے ساتھ احمد انتظار کر ہے تمھارا۔۔۔اشعال اس کے سر پر کھڑی تھی اور وہ

مزے سے ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔۔۔

ان ڈھائی سالوں میں ایک دفعہ بھی نہیں گیا میں تو اب جا کر کیا کروں گا میں۔۔۔ماتھے پہ بل ڈال کے اشعال کی طرف دیکھا۔۔

اچھا تمھارے بہن بھائی کی شادی ہے اور تم نا جاو۔۔واہ۔۔۔اشعال نے ہاتھ ہوا میں لہرایا۔۔۔

اور یہ حالت دیکھو اپنی۔۔۔کیا بن گئے ہو۔۔۔اشعال اسے زبردستی اٹھا رہی تھی۔۔۔

شیو بڑھی ہوئی۔۔ تھی۔۔۔رف سی ٹی شرٹ کے نیچے ٹراؤزر پہنے وہ صدیوں کا تھکا مسافر لگ رہا تھا۔۔۔

چلتا ہوں لیکن ایک شرطِ پہ۔۔زرداد نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔

کیا شرط۔۔۔اشعال نے دونوں ہاتھ کمر پہ رکھے۔۔۔

ابا نے اگر کچھ بھی ایسا ویسا کہا مجھے۔۔۔میں واپس آ جاؤں گا کراچی۔۔۔

وہ دو ٹوک الفاظ میں کہتا ہوا اٹھا۔۔۔

اچھا بابا اٹھ بھی جا اب۔۔۔منال اور امی کے بار بار فون آ رہے۔۔۔آج تیل لگانا دونوں کو۔۔۔

شازر اور منال کی شادی ایک ہی دفعہ میں کرنے لگے تھے۔۔ہارون۔۔۔ شازر کے ولیمے کے روز منال کی رخصتی تھی۔۔

میں منہ تو دھو لوں۔۔۔وہ چپل پاؤں میں اڑا کے بولا۔۔۔

ارے چلو اب۔۔۔اپنے گھر ہی تو جانا ہے۔۔۔احمد کا پارہ چڑھ جآئے گا۔۔اشعال اسے کھینچتی ہوئی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔۔۔

ایک تو تمھارا شوہر بھی ابا جیسا ہی ہے۔۔۔زرداد نے اشعال کو چھیڑا۔۔۔

اب دونوں ہنس رہے تھے۔۔۔

پانی کا ایک گلاس دینا ذرا۔۔کرتے کے بٹن لگاتا ہوا وہ سامنے سامنے کھڑی منال سے کہہ رہا تھا۔۔۔

تمھیں دکھائی نہیں دے رہا۔۔۔میں تیار ہونے لگی۔۔۔خود پی لو جا کر

کچن سے۔۔۔منال اپنے تیل کے جوڑے کو استری کر ری تھی۔۔۔تھوڑا چڑ کر بولی۔۔۔

وہ کچن میں آیا تو کوئی پشت کر کے کھڑی تھی۔۔۔لمبے کمر تک آتے بال۔۔وہ ٹھٹک کے روکا تھا۔۔۔شائید کوئی مہمان ہے۔۔

اس کے قدموں کی چاپ سن کر دانین پلٹی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر ایک دم سے اس کا رنگ پہلے زرد پڑا اور پھر اپنے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ویسے تو یہ ڈھائی سال پر لگا کر اڑ گئے تھے لیکن آج دانین کو دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وقت بہت کچھ بدل گیا تھا۔۔۔

وہ پانی کا گلاس منہ کو لگاتا باہر آیا تھا۔۔۔گھر کے ہی افراد تھے ایک دو۔۔۔یا محلے کے دو تین عورتیں تھی۔۔۔صحن میں لگی کرسیوں پہ براجمان۔۔۔

وہ بے دلی سے کھڑا۔۔سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

گھر پہنچتے ہی وہ اوپر اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔شام کو ثمرہ نے ہی آ کر اٹھایا تھا اور تیار ہونے کا کہا تھا۔۔۔

وہ بڑے اعتماد کے ساتھ سارے کام کرتی پھر رہی تھی۔۔۔کبھی ادھر جاتی کبھی ادھر۔۔۔سب کے ساتھ ٹھیک تھی۔۔۔لیکن اس کی طرف ایک نظر ڈالنا بھی اسکو گوارا نہیں تھا۔۔۔

دل تو چاہ رہا تھا اس کے منہ کو اور آنکھوں کو جا کر نوچ لوں جن سے وہ اسے مسلسل دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

شیو بڑھی ہوئی بال بھی ؟لمبے کیے ہوئے۔۔۔عجیب سے حلیے میں تھا وہ۔۔۔تھوڑا اور مظبوط اور چوڑا ہو گیا تھا۔۔۔

سب کچھ بدلا تھا لیکن دانین کے دل کے اندر زرداد کے لیے نفرت آج بھی وہی تھی۔۔۔

اسے پکڑو زرا دانی۔۔۔ابو بلا رہے ہے مجھے۔۔منال نے رانیہ دانین کو پکڑائی۔۔اور خود ہارون کے کمرے کی طرف چل دی تھی۔۔۔

اشعال ثمرہ اور سدرہ کے ساتھ بازار گئی تھی۔۔دل غلطی کر بیٹھا ہے۔۔۔

وہ رانیہ کو جھک کر پیار کر رہی تھی جب اسے اپنے سر پر کسی کے کھڑے ہونے کا احساس ہوا۔۔ابھی وہ جھکی ہی ہوئی تھی۔۔جب دل نے بول دیا تھا۔۔ایسے کون سر پر آ کر کھڑا ہوتا ہے۔۔۔۔

دانین نے سپاٹ چہرہ اوپر اٹھایا تھا۔۔۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔بھاری آواز میں کہا۔۔جبکہ دانین اسے دیکھے بنا رانیہ کو اٹھا کے وہاں سے جانے کی تیاری میں تھی۔۔

دانین نے کوئی جواب نہیں دیا۔اور رانیہ کو لے کر مڑی۔۔۔

ایک منٹ۔۔۔دانین۔۔۔وہ ایک دم سے اسکے سامنے آیا تھا۔۔دانین اس سے ٹکراتی۔۔ٹکراتی۔۔۔بچی تھی۔۔۔

تمہیں مجھے معاف کرنا ہو گا۔۔۔رعب تو نا گیا جناب کا۔۔۔دانین نے خونخوار نظر اس پہ ڈالی۔۔

چمکتی آنکھوں کے دئیے بجھے پڑے تھے۔۔۔ہونٹوں پر سے وہ قاتل مسکراہٹ بھی غائب تھی۔۔۔وہ ٹھاٹھ باٹھ بھی نا تھے۔۔۔کوئی بہت ہی لمبے سفر کا تھکا ہوا بھٹکا ہوا مسافر لگ رہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔نہیں۔۔۔کروں گی تمہیں معاف۔۔۔تمہیں تو میرا خدا بھی معاف نا کرے دعا ہے میری۔۔۔تم نے میری تزلیل کی۔۔۔جس خاندان کے سپوت تم ہو۔۔۔اسی کا خون میری رگوں میں بھی ہے۔۔۔تم کیا سمجھتے ہو ضدی۔۔ہٹ دھرم۔۔۔بد تمیز۔۔صرف تم ہی ہو اس خاندان ۔۔میں۔۔وہ سخت لہجے میں کہتی ہوئی تیز تیز قدم کمرے کی طرف اٹھا رہی تھی۔۔۔

وہ تیزی سے اسکے پیچھے آیا تھا۔۔۔

دیکھو میں جانتا ہوں تم میرے جیسی نہیں ہو۔۔۔تم اچھی ہو۔۔۔وہ دروازہ بند کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔لیکن زرداد نے بڑے آرام سے دروازے میں ہاتھ دے رکھا تھا۔۔۔

نہیں نہیں ہوں میں اچھی۔۔۔سمجھے تم۔۔۔اب جاؤ یہاں سے۔۔۔تمھاری

موجودگی مجھے اذیت دیتی ہے۔۔۔

دانین پلیز یار۔۔۔تین سال سے ایک پل نہیں دل کو سکون ملا۔۔۔نادان تھا۔۔۔شرمندہ ہوں۔۔۔نہیں کرنا چاہیے تھا ایسا۔۔۔پلیز چھوڑ دو اس بات کو۔۔۔پھر سے اچھے کزنز کی طرح رہتے ہیں۔۔۔وہ منت سماجت پر اتر آیا تھا۔۔۔

دانین ویسے ہی سخت چہرہ لیے کھڑی تھی۔۔۔اس کی ایک بھی بات اس کے دل پہ کوئی اثر نہیں کر رہی تھی۔۔۔

چلے جاو یہاں سے۔۔۔دانین نے لب بھینچ کے کہا۔۔۔

نہیں جاتا۔۔۔ڈھیٹ تو بچپن سے ہی تھا۔۔۔سینے پہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

تمہیں پتہ ہے تب سے لے کر آج تک دوبارہ کبھی میں بدر سے نہیں ملا۔۔لہجہ بہت اپنائیت بھرا تھا۔۔۔

تو احسان ہے کیا مجھ پہ۔۔۔ہٹو مجھے دروازہ بند کرنا ہے۔۔۔دانین نے

لب بھینچ کے زبردستی دروازہ بند کرنے کی کوشش کی۔۔لیکن وہ تو جیسے فولاد کا بنا تھا دروازہ ٹس سے مس نا ہوا۔۔۔

اچھا پھر مجھے کوئی سزا دے دو۔۔۔دھیمی سی آواز میں کہا۔۔۔

میں کون ہوتی ہوں سزا دینے والی۔۔۔اس نے سخت لہجے میں کہا۔۔۔دل تو کر رہا تھا ابھی اسی وقت یہاں سے چلی جائے پر وہ دروازے کے درمیان میں کھڑا تھا۔۔۔

صیح کہا تم نے۔۔۔تم کون ہوتی ہو۔۔۔اللہ دے تو رہا ہے مجھے سزا۔۔ تمہاری معصومیت کے ساتھ کھیلنے کی۔۔۔وہ ایک دم مایوس سا ہو گیا تھا۔۔۔

کھڑا کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔وہ ویسے ہی کھڑی تھی سپاٹ۔۔۔ ساکت۔۔۔

وہ خاموشی سے وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ کون ہے۔۔۔نرمل نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔۔۔اس نے نظروں کی سیدھ پہ دیکھا سٹیج پہ زرداد بیٹھا منال اور شازر کو مہندی لگا رہا تھا۔۔

منال کا بھائی ہے چھوٹے والا۔۔۔لہجہ خود با خود سخت ہو گیا تھا۔۔۔

ہیں۔۔۔پہلے تو کبھی نہیں دیکھا اس کو گھر میں۔۔۔یہ کہاں سے ٹپک پڑا۔۔۔بڑا ڈیشنگ۔۔۔۔نرمل نے اس کو آنکھ ماری۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی ہر لمحہ انجوآئے کرنے والی۔۔۔

تو۔۔تو نہ ایسی سے شادی کر لے۔۔۔نرمل تو رشتے بھی سیٹ کرنے پہ تل گئی تھی۔۔۔

دانین نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔۔۔پھر ارد گرد لوگوں پہ نظر دوڑائی۔۔۔

ہمم۔۔۔اب سمجھ میں آیا محترمہ آپ زین کو کسی کھاتے میں کیوں نہیں لاتی۔۔۔جس کے گھر میں ہی ایسامال ہو۔۔۔وہ قہقہ لگا رہی تھی اب اپنی

ہی کی ہوئی سرگوشی پہ۔۔۔

بکواس نا کرو ایسی کوئی بات نہیں۔۔۔دانین نے سختی سے اسے ڈانٹا۔۔۔

زرداد اب سٹیج سے نیچے اتر رہا تھا۔۔۔

ہآئے۔۔۔کیا انداز یار اس کے۔۔۔تم تو ایسی ہو کبھی ذکر نہ کیا اس کا دو سال ہو گئے۔۔۔نرمل اب مصنوعی خفگی دکھا رہی تھی۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی۔۔۔اور چلو اب مہندی لگانی ہے تم نے یا نہیں۔۔۔

دانین نے تھوڑے سخت لہجے میں کہا۔اور زور سے اسے بازو سے کھینچا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ صیح کہہ رہی تھی۔۔۔وہ اس سے ہر وقت ڈھیروں باتیں کرتی تھی۔۔۔ لیکن کبھی بھی اس نے زرداد کا ذکر تک نہیں کیا تھا اس سے۔۔۔اس کا یوں حیران ہونا بنتا تھا۔۔۔

ارے غصہ کیوں کرتی۔۔۔تمہیں پتہ ہے نا ہر خوبصورت چیز کی تعریف کیے بنا میں رہ نہیں سکتی۔۔۔وہ اپنا بازو سہلا رہی تھی جسے دانین نے

سختی سے پکڑا تھا تھوڑی دیر پہلے۔۔۔

دانین اسکو وہیں چھوڑ کے چل پڑی تھی مجبوراً نرمل کو بھی اس کے پیچھے آنا۔۔پڑا۔۔۔

روتے ہوئے وہ بری طرح اپنے ناک کو رگڑ رہی تھی۔۔ناک سرخ سا ہو گیا تھا۔۔

سرخ رنگ کے جوڑا اس کی گندمی رنگت پہ جچ رہا تھا۔۔۔بڑے سلیقے سے ہلکا سا کیا ہوا میک اپ۔۔کانوں میں جھمکی پہنے وہ بہت حد تک مختلف اور جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔۔۔

اتنی جو نرم دل کی ہو۔۔۔تو مجھے معاف کیوں نہیں کرتی۔۔۔اس کے کان کے بلکل پاس زرداد کی گرم سانسوں کے ہمراہ یہ الفاظ سنائی دیئے۔۔

دانین نے چونک کے دیکھا۔۔وہ کب اس کے اتنا قریب آ کر کھڑا ہوا تھا اسے خبر بھی نہ ہوئی تھی۔۔۔

اس نے بے دردی سے اپنے آنسو صاف کیے۔۔چبھتی ہوئی نظر زرداد پہ ڈالی۔۔اور کچھ کہے بنا وہاں سے چل دی۔۔۔

زرداد ہارون خود کے لیے تم نے اس نرم دل کو سخت بھی خود ہی کیا ہے۔۔۔دل میں سوچتی ہوئی وہ روتی ہوئی سدرہ کے پاس ائی جس نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔

سدرہ کے گلے لگے ہوئے اس کی نظر سامنے اسی جگہ پڑی تھی۔۔۔جہاں تھوڑی دیر پہلے۔۔۔وہ کھڑی تھی۔۔۔

زرداد ابھی بھی وہیں کھڑا تھا۔۔۔سینے پہ ہاتھ باندھے۔۔پریشان شکل بنائے۔۔

ایسے ہی تو دیکھنا چاہتی تھی تمہیں ایسے ہی۔۔۔دانین نے سکون سے آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔سدرہ کے جسم کی گرمائش اسے سکون دے رہی تھی۔۔۔

آنکھیں موندے۔۔۔وہ اپنی دھن میں گا رہا تھا۔۔۔سمندر کی ہوا اس کے

بال اڑا رہی تھی۔۔۔گٹار پہ چلتی انگلیاں۔۔۔ایک مدھر ساز بکھیر رہی تھی۔۔۔

آخر کو دانین سکندر تم مجھے معاف نہیں کرو گی۔۔۔اور میرے دل کے اس بوجھ کو یوں ہی رہنے دو گی۔۔۔

وہ خالی ہاتھ تھا۔۔احمد اور اشعال کی بند کمرے کی گفتگو نے اس کا دل دکھا دیا تھا۔۔۔احمد اس سے اب چڑ کھانے لگا تھا۔۔۔وہ نہیں چاہتا تھا۔۔ اب مزید زرداد ان کے گھر میں رکے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ابا نے اسے پوری شادی میں منہ نہیں لگایا تھا۔۔۔

منسا۔۔۔اس کے روکھے رویے۔۔۔سے چڑ کے اس سے بات کرنا چھوڑ چکی تھی۔۔اور زرداد نے اسے ایک دفعہ بھی راضی کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔۔۔

دل عجیب سا بجھا بجھا رہتا تھا۔۔۔اظہر سے ملنا بھی اس نے کم کر دیا تھا۔۔۔

یونورسٹی جاتا اور گھر آجاتا۔۔اشعال اور احمد کا قرض دار ہوا پڑا تھا۔۔

کسی نے کندھے پہ ہاتھ رکھا۔۔تو وہ اپنے خیالوں سے واپس آیا تھا۔۔۔
گردن موڑ کے دیکھا تو الطاف کھڑا تھا۔۔۔

زرداد۔۔زراد ہارون۔۔اس نے تصدیق کے لیے سوالیہ نظروں سے
زرداد کی طرف دیکھا۔۔۔

جی۔۔۔زرداد نے گٹار ایک طرف رکھا۔۔وہ اس سے ہاتھ ملا رہا تھا۔۔

گانا گاؤ گے ایک۔۔۔الطاف نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گانا تھا یا اس کی قسمت کا وہ سکہ جو کھوٹا نہیں نکلا تھا۔۔۔

ہر زبان پر اس کا گانا تھا۔۔۔سوشل میڈیا۔۔ٹی وی۔۔چینل۔۔ہر
جگہ۔۔۔زرداد ہارون چھا گیا تھا۔۔۔

آج چار سال بعد جا کر اسے اپنے خوابوں کی تعبیر ملی تھی۔۔۔

وہ آج کوک سٹوڈیو۔۔۔کے لیے دوسرا گانا کمپوز کروا رہا تھا۔۔۔

ریحا کے ساتھ۔۔۔اور یہ اس کا وہ دوسرا سکہ نکلا تھا۔۔۔جس نے راتوں رات اسے آسمانوں پہ چڑھا دیا تھا۔۔۔

اسے۔۔پاکستانی موی کے گانے کی پلے بیک رکارڈنگز کے فون آنے لگے تھے۔۔۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

لگتا ہے یہ تمہاری جان نہیں چھوڑنے والا۔۔۔نرمل نے سرگوشی کی تھی۔۔۔اس نے نظر اٹھا کر اوپر دیکھا تھا۔۔۔زین۔۔۔انھی کی طرف آ رہا تھا۔۔۔

نا یہ میری جان چھوڑے گا اور نا وہ لوگ۔۔اس کی نظریں اب فری لوگوں کے گروپ کی طرف تھی۔۔۔جو زین کو اس کی طرف آتا دیکھ کر۔۔۔ہاتھوں پہ ہاتھ مار کر قہقے لگا رہی تھیں۔۔۔

یہ تو جلتی ہیں تم سے۔۔۔نرمل نے منہ چڑھا کر کہا۔۔۔دفعہ کرو ان کو۔۔۔

اور مجھے یہ بتاؤ زرا۔۔۔وہ اپنے بیگ سے اپنا موبائل تلاش کر رہی

تھی۔۔۔زین کو آتا دیکھ کر وہ ہر بار کی طرح بے دلی سے وہاں سے اٹھ ائیں تھی۔۔۔

وہ نرمل کے ساتھ قدم سے قدم ملایے چل رہی تھی۔۔۔اور وہ تیزی سے اپنے موبائل کی سکرین پہ انگلیاں چلا رہی تھی۔۔۔

یہ دیکھو زرا۔۔۔نرمل نے موبائل اس کے سامنے کیا۔۔۔

یہ زرداد ہے۔۔۔نا۔۔۔تمھارا کزن۔۔۔۔وہ تصدیق چاہ رہی تھی۔۔۔کیونکہ اس دن جب اس نے شادی پہ زرداد کو دیکھا تھا۔۔تو اس کی شیو بڑھی ہوئی تھی۔۔۔

وہ گانا گا رہا تھا۔۔۔ہم۔م۔م۔م۔۔۔وہی ہے۔۔۔دانین نے فوراََ گانا بند کیا۔۔۔

ہا۔۔ا۔۔ا۔۔بند کیوں کیا۔۔۔کیا آواز ہے اس کی۔۔کیا۔۔پرسنلٹی ہے۔۔۔کرش بن گیا ہے سب کا پتہ ہے تمہیں۔۔۔نرمل جوش میں بول رہی تھی۔۔

دانین کو گھٹن محسوس ہونے لگی تھی۔

میں جا رہی ہوں گھر۔۔۔اچانک اس نے اونچی آواز میں کہا۔کیونکہ نرمل مسلسل زرداد کے متعلق بات کر رہی تھی۔۔۔جو اسے سننا ناگوار گزر رہا تھا۔۔۔

ارے اتنی جلدی۔۔۔ابھی تو وہ ہاوس جاب کے بارے میں بات کرنے جانا نہیں تھا ہم نے۔ایڈمن آفس۔۔۔نرمل اس کے اچانک بدلتے موڈ کو دیکھ کر پریشان سی ہوئی۔

میری طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔کل کریں گے یہ سارا کام۔۔اس کا لجہ آج سے پہلے کبھی نرمل کے ساتھ ایسا نہیں تھا۔۔۔

ٹھ۔ٹھیک ہے۔۔اتنا غصہ کیوں ہو رہی ہو۔۔۔نرمل اس کے رویے پہ حیران ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ خاموشی سے گیٹ کی طرف چل پڑی تھی۔۔۔

فون بار۔۔بار۔۔۔بج رہا تھا۔۔اس نے سر پر سے تکیہ اٹھایا تھا۔۔۔

منسا۔۔کا نمبر بلنک کر رہا تھا۔۔۔

ہم۔م۔م۔نیند کے خمار میں گھل کے آواز اور بھاری ہو رہی تھی۔۔۔

آنکھوں کو مسلتے ہوئے اس نے گھڑی کی طرف دیکھا۔۔رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔

بے بی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈیڈ مان گئے ہیں۔۔۔منسا کی چہکتی ہوئی آواز تھی۔۔۔

وہ پاکستان آنا چاہتے۔۔۔تمھارے گھر ابا سے ملنے۔۔۔میں کتنی خوش ہوں میں بتا نہیں سکتی۔۔۔وہ جوش میں بول رہی تھی۔۔۔

جیسے ہی اسکا تھوڑا نام ہوا تھا۔۔منسا نے اسے خود فون کیا تھا۔۔وہ چیخ چیخ کے اسے بتا رہی تھی۔۔۔

وہ بلکل خاموش تھا۔۔۔

منسا ایک دم کچھ محسوس کر کے بولتے بولتے رکی تھی۔۔

زرداد تمہیں خوشی نہیں ہوئی۔۔۔بہت دھیمی ہو گئی تھی ایک دم سے اس کی آواز۔۔۔چہک ایک دم ختم ہوئی تھی۔۔۔

ہمم۔۔ہاں۔۔۔ہاں۔۔نہیں۔۔خوش ہوں میں۔۔۔بہت خوش ہوں۔۔۔وہ اپنی آنکھ کے اوپر بھنوؤں پہ انگلی پھیرتا ہوا بولا تھا۔۔

وہ خود بھی اپنے اندر اس خوشی کو تلاش کر رہا تھا۔۔۔جو ہونی چاہیے تھی۔۔۔وہ۔۔نہیں تھی۔۔۔ہاں۔۔وہ خوشی۔۔۔کہیں بھی نہیں تھی۔۔۔

لیکن۔۔لگ نہیں رہے۔۔بے بی۔۔بڑے خفگی کے سے انداز میں۔۔منسا نے کہا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔۔وہ۔۔یہاں پاکستان میں۔۔دو بج رہے۔۔۔میں سو رہاتھا۔۔۔اس نے بوجھل ہوتی آواز میں کہا۔۔جو بوجھل دل کا ساتھ دے رہی تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔اوکے۔۔۔اوکے۔۔۔پھر سو جاو آپ۔۔۔لو۔۔یو۔۔۔۔اس کی آواز کی کھنک پھر سے لوٹ ائی تھی۔۔۔

لو۔۔یو۔۔۔ٹو۔۔۔اس نے فون بند کیا تھا اور سر کو زور سے تکیے پہ دے مارا تھا۔۔۔

وہ اب عام زرداد ہارون نہیں رہا تھا۔۔۔دنوں میں اس نے شہرت کی چوٹی تک کا سفر طے کیا تھا۔۔۔اس کے انٹرویوز ہو رہےتھے آئے دن۔۔۔ڈرامہ۔۔۔فلم۔۔۔کے گانوں کی کمپوزنگ۔۔۔وہ باہر نکلتا تو لڑکیوں کی چیخ و پکار۔۔۔لوگوں کی بھیڑ۔۔۔

سب کچھ تھا اس کے پاس آج۔۔۔منسا بھی لوٹ۔۔۔ائی تھی۔۔۔لیکن وہ اپنے اندر خوشی کی تلاش میں سر گرداں تھا۔۔۔

نیند اس کے آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔

گاڑی ایک سائیڈ پہ لگانے کا اشارہ کیا تھا اس نے ڈرائیور کو۔۔۔گاڑی سے اتر کر اب وہ سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔۔۔

فلیٹ کا دروازہ کھلا تھا۔۔۔کندھے اچکا کے اس نے دروازے کو ہاتھ

سے اندر کہ طرف دھکیلا۔۔۔

سامنے لاونچ میں صوفے پہ دانین بیٹھی تھی۔۔۔اس کو دیکھ کر وہ ایک دم فق ہوئی تھی۔۔فوراََ ٹانگیں صوفے سے نیچے اتاری۔۔جو وہ اوپر سمیٹ کے بیٹھی تھی۔۔۔اور گھٹنوں پہ تھوڑی ٹکا رکھی تھی۔۔جب کے نظریں سامنے لگے ٹی وی کی سکرین پر مرکوز تھی۔۔۔

وہ اشعال کو پیسے دینے آیا تھا۔۔۔

عجیب خوشگوار سی حیرت ہوئی تھی۔اسے دانین کو یوں کراچی میں دیکھ کے۔۔۔۔۔

تم۔۔۔کیسے۔۔۔یہاں۔۔۔وہ اپنے مخصوص انداز میں اس کے سر پر کھڑا تھا۔۔۔

دانین۔۔تھوڑا سے ہلی تھی۔۔لیکن جواب دینا گوارا نہیں کیا۔۔۔

دانین نے ٹی وی پہ ایسے نظریں مرکوز کی ہوئی تھیں۔۔۔اور ایسے بے نیاز بیٹھی تھی جیسے اسے زرداد کی موجودگی سے اسے کوئی فرق نہیں پڑ

رہا تھا۔۔۔

میں نے کچھ پوچھا ہے تم سے۔۔اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔تو زرداد نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے اسے بغور دیکھا۔۔۔ہلکے پھلکی قمیض شلوار میں بالوں کو فولڈ کر کے اوپر باندھا ہوا تھا۔۔۔

میں تمھارے کسی بھی سوال کا جواب دینے کی پابند نہیں ہوں۔۔۔روکھے سے انداز میں کہا جبکہ۔۔آنکھیں ہنوز۔۔ٹی وی پر مرکوز تھیں۔

ہم۔م۔م۔م۔یہ بھی صیح کہا ویسے۔۔۔تو پھر اشعال کے بارے میں تم سے نہیں پوچھنا چاہیے۔۔۔وہ اٹھ کے اشعال کو تلاش کرتے ہوئے کمرے میں گیا۔۔۔

وہ رانیہ کو سلا رہی تھی۔۔۔

اس کو دیکھ کر مسکرائی۔۔۔اور ہونٹوں پہ انگلی رکھ کے اسے چپ رہنے کا اشارا کیا پہلے پھر۔۔جھولے میں سوئی رانیہ کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

دانی ائی ہوئی۔۔۔خیریت۔۔۔اس نے دھیرے سے اشعال کے پاس جا کر

کہا۔۔جب کہ اس کے ھاتھ جیب سے چیک نکال رہے تھے۔۔۔

وہ اس کا کوئی یونیورسٹی کا فنکشن ہے شائید۔۔۔شام کو جانا اس نے۔۔۔

اشعال نے زرداد کے ھاتھ سے چیک پکڑا۔۔۔

۔۔منال بتا رہی تھی اس کی ہاوس جاب چل رہی اب۔۔۔پاس پڑی کرسی پہ بیٹھتے ہوئے زرداد نے اپنی بات جاری رکھی۔۔۔

ہاں۔۔۔یونیورسٹی نے پریویس سٹوڈنٹ کے لیے ہی ارینج کیا ہے شائید۔۔ کوئی سیمینار ہے شاید۔۔۔کوئی فنکشن۔۔وہ اب چیک الماری میں رکھ رہی تھی۔۔۔

اور ہاں شکر ہے تم آ گئے ہو۔۔۔اس کو اور اسکی فرینڈ کو چھوڑتے ہوئے جانا۔۔۔کوئی کام تو نہیں ہے نہ۔۔۔اشعال نے سوالیہ نظروں سے۔۔ زرداد کہ طرف دیکھا۔۔۔الماری کا پٹ آہستہ سے بند کیا۔۔

نہ۔۔۔نہ۔۔۔نہیں تو۔۔چھوڑ دوں گا میں۔۔۔بشرطیکہ وہ محترمہ چلی جائیں میرے ساتھ۔۔۔اس نے دل میں سوچا۔۔

۔۔اشعال نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا اپنے ساتھ وہ خود بھی اب باہر جا رہی تھی۔۔۔رانیہ سو چکی تھی۔۔

دانی مسئلہ ہی حل ہوگیا۔۔زرداد آ گیا ہے نا اب احمد کو آفس سے بلوانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔اشعال نے صوفے پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

زرداد بلکل سامنے آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔

نہیں۔۔۔نہیں۔۔کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔میں اور نرمل۔۔ٹیکسی کروا لیں گے۔۔۔زرداد کو تکلیف دینے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔دانین کا رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔

اوہ نہیں۔۔پاگل ہو گیا۔۔۔اس کے پاس گاڑی ہے ڈرائیور ہے۔۔۔چھوڑ آئے گا ڈرائیور۔۔۔چپ کرو بس۔۔۔اشعال نے تھوڑا ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا۔۔۔

ڈرائیور ہی جآئے گا۔۔۔دانین نے دل میں سوچا اور چپ رہنا ہی مناسب لگا۔۔۔

اور زری۔۔۔انڈیا کا کیسا رہا ٹور۔۔۔اشعال زرداد سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

بہت اچھا رہا۔۔۔مختصر جواب۔۔دیا

۔نظریں بار بار۔چوری چوری۔۔سپاٹ چہرہ لیے بیٹھی دانین کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

اچھا بیٹھو تم دونوں میں چآئے بناتی ہوں۔۔۔اشعال نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔۔۔

اشعال آپی بیٹھیں آپ میں بنا کر لاتی ہوں۔۔۔دانین فوراً اٹھی تھی۔۔

اسے زرداد کا بار بار دیکھنا زہر لگ رہا تھا۔۔۔

ارے۔۔۔یہ کیا بات ہوئی۔۔۔مہمان ہو تم۔۔۔پاگل مت بنو۔۔۔اشعال نے خفگی سے دانین کی طرف دیکھا۔۔۔

ایسے تو مت کہیں۔۔آپی۔۔بیٹھیں آپ۔۔میں لے کر آتی ہوں۔۔۔وہ تیزی سے کچن کی طرف بڑھی۔۔۔اس سے پہلے کے اشعال اسے دوبارہ روک لے۔۔۔

زرداد انڈین فلم کے لیے گانے کمپوز کروانے گیا ہوا تھا۔۔ابھی کچھ دن پہلے ہی وہ پاکستان لوٹا تھا۔۔۔اب وہ اشعال کو ہنس ہنس کے وہاں کے لوگوں کے بارے میں بتا رہا تھا۔۔۔

دانین کے کانوں میں اس کے قہقے پڑ رہے تھے۔۔۔دل کر رہا تھا یہاں سے بھاگ جائے۔۔۔

ان دونوں کے لیے چائے رکھ کے وہ تیار ہونے کے لیے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

نرمل کا فون پر پیغام آ گیا تھا وہ بس پہنچنے ہی والی تھی۔۔۔

تم چلو۔۔یہ پیسے رکھو ٹیکسی کروا کے گھر میں آتا ہوں۔۔۔زردد نے ڈرائیور کو پیسے پکڑاتے ہوئے کہا۔۔۔

گاڑی کے پاس کھڑی دانین کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔جب کے نرمل کے دانت باہر آ گیے تھے۔۔۔

نہ۔۔نہیں۔۔ہم ڈرائیور کے ساتھ چلے جائیں گے۔۔۔دانین نے دانت پیستے ہوئے تھوڑے سخت لہجے میں کہا۔۔۔

نہیں کیوں۔۔۔زرداد چھوڑ ائیں گے ہمیں۔۔۔نرمل تو چہک رہی تھی۔۔۔

اس نے نرمل کو گھور کے دیکھا۔۔۔نرمل نے اسی کے انداز میں اسے گھوری ڈالی۔۔۔اور گاڑی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔بیٹھو اب ٹائم نہیں بحث کا

نرمل نے گاڑی کی بیک سیٹ کا دروازہ کھولا۔دانین بھی اس کے پیچھے ایسے کھڑی تھی کہ یہ بیٹھے تو وہ بیٹھے گی۔۔۔

کیا مطلب۔۔پاگل تم آگے بیٹھو۔۔وہ کوئی ڈرائیور ہے ہمارا۔۔۔

نرمل نے دانت پیستے ہوئے اسے کہا۔

پھر فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔۔اس نے اوور ری ایکٹ کرنے سے تھوڑا سا پرہیز کیا کیونکہ اس کے انداز سے اگر نرمل نے کچھ محسوس کر لیا تو جان کھا جآئے گی وجہ پوچھ پوچھ

کے۔

زرداد نے اپنے کوٹ کو تھوڑا سا جھٹکا دیا تھا۔۔پھر گاڑی کو بیک کرتے ہوئے کن اکھیوں سے دانین کی طرف دیکھا۔۔۔اس کا چہرہ ضبط کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔۔

گاڑی میں بلکل خاموشی تھی۔۔

خاموشی۔۔نرمل نے ہی توڑی۔۔۔

دانین نے کبھی آپکا ذکر ہی نہیں کیا اتنا۔۔کیا آپ شروع سے کراچی رہتے تھے۔۔۔بڑے۔۔مہزب انداز میں نرمل نے زرداد سے بات شروع کی۔۔۔

نہیں۔۔۔میں ان کے ساتھ ہی رہتا تھا۔۔چار سال پہلے ہی آیا تھا۔۔ یہاں کراچی۔۔۔مہزب انداز میں ہی جواب دیا گیا۔۔۔

یہ پڑھتی رہتی۔۔۔تھی زیادہ کبھی بات ہی نہیں کرتی تھی۔۔۔اس لیے۔۔ ذکر نہیں کرتی ہو گی۔۔۔زرداد نے مسکراتے ہوئے دنیا کا سب سے بڑا

جھوٹ بولا۔۔۔

دانین نے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ایک دوسرے میں مضبوطی سے پیوست کیں۔۔۔

گاڑی۔۔۔پنڈال کے سامنے رکی تھی۔۔۔واپسی کا وقت بتا دیں۔۔۔زرداد نے آہستہ سے کہا۔۔انکھیں ساتھ بیٹھی۔۔۔دانین پر مرکوز تھیں۔۔۔

نہیں ہم آ جائیں گے۔۔۔بہت مشکل سے دانین اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

نہیں نہیں۔۔۔ہم آپکو کال کر لیں گے۔۔۔نرمل چہک رہی تھی۔۔۔

دانین نے گھور کے اسے دیکھا۔۔۔

میرا نمبر لے لیں آپ۔۔۔زرداد نے نرمل سے کہا۔۔۔

کون میں۔۔۔نرمل کے خوشی کی وجہ سے ہاتھ کانپ رہے تھے۔۔۔

دانین تیزی سے گاڑی سے اتری تھی اور دروازہ زور سے مارا۔۔۔

زرداد بھی گاڑی سے باہر آ گیا تھا۔۔۔وہ اور نرمل ہنس کر کوئی بات کر

رہے تھے۔۔۔جب لڑکیوں کا شور ابھرا تھا۔

وہ دیکھو زرداد ہارون۔۔۔لوگ تیز تیز قدم اٹھاتے اب زرداد کی طرف آ رہے تھے۔۔۔فری اور اس کا گروپ منہ کھولے دیکھ رہا تھا۔۔۔زرداد نے دانین کو اس کا موبائل پکڑایا تھا۔۔۔جو وہ غصے میں گاڑی میں چھوڑ ائی تھی۔۔۔۔

زرداد تیزی سے گاڑی میں بیٹھا

لوگ گاڑی کے شیشوں پہ ہاتھ مار رہے تھے۔۔۔زرداد تیزی سے گاڑی بیک کر رہا تھا۔۔۔اور پھر تیزی سے گاڑی وہاں سے نکل گئ تھی۔۔۔

لوگ اپنے اپنے موبائل اب واپس رکھ رہے تھے۔۔۔کچھ لوگ ابھی بھی اس کی کار کی ویڈیو بنا رہے تھے۔۔۔

وہ فری کے پاس سے گزر رہی تھیں۔۔۔وہ ابھی بھی حیران پریشان کھڑی تھی۔۔۔

دانین۔۔۔زرداد کو واپسی کا ٹائم بتا دیا نا۔۔۔نرمل نے بڑی ادا سے فری

کو سنانے کے لیے تھوڑا سا اونچا بول بولا۔۔۔

جبکہ دانین اسے گھور رہی تھی۔۔۔چلو تم اندر۔۔۔

یار تھوڑا اور تو جلانے دیتی۔۔۔تم نے شکلیں دیکھی تھی ان کی۔۔۔نرمل کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔۔۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

مجھے گھر جانا ہے یہاں کیوں لے کر آئے تم۔۔۔دانین سمندر کے کنارے پہ گاڑی رکتے دیکھ کر بولی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ نرمل کو اس کے ماموں کے گھر اتارنے کے بعد واپس اشعال کے فلیٹ کے لیے روانہ ہوئے تھے لیکن زرداد نے یہاں لا کر گاڑی روک دی تھی۔۔۔

تم سے بات کرنی ہے مجھے۔۔۔اترو گی۔۔۔وہ اس کی طرف کا دروازہ کھول کر کھڑا تھا۔۔۔

سیاہ رنگ کی ٹی شرٹ پہنے ہوئے۔۔۔ماتھے پہ پریشانی کی لکیریں

ڈالے۔۔وہ ہزاروں دلوں کی دھڑکنوں کو تیز کر دینے والا۔۔اس کے سامنے مجرم کی طرح کھڑا تھا۔۔۔زرداد ہارون۔۔۔جس کا گلٹ اندر ہی اندر اسے توڑ رہا تھا۔۔۔اسے لگتا تھا اس کے دل کو قرار تب تک نہیں ملے گا جب تک دانین اسے معاف نا کر دے۔۔۔

دنیا کی کوئی خوشی بھی اس کے دل کا بوجھ نہ ہٹا پائی تھی۔۔

نہیں تم مجھے اسی وقت واپس لے کر چلو۔۔گھر۔۔۔

دانین پلیز۔۔۔وہ تھوڑا سختی سے بولا تھا۔۔۔اور بازو پکڑ کے گاڑی سے باہر نکال کر کھڑا کر دیا تھا اسے۔۔۔

دانین نے آگ بگولہ ہو کر ہاتھ سینے پہ باندھے اور دوسری طرف دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔

دانین۔۔۔میرے دل پہ بہت بوجھ ہے۔۔گلٹ ہے۔۔بہت۔۔۔پلیز۔۔اپنا دل صاف کر لو میری طرف سے۔۔۔وہ ہاتھ ہوا میں اوپر نیچے کر کے الفاظ پہ زور دیتا ہوا ٹھہر ٹھہر کے بول رہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ خاموش۔۔۔ساکت۔کھڑی۔۔۔تھی۔ہوا اس کے بال اڑا کر کبھی اس کا چہرہ ڈھک دیتی تو وہ جھٹکے سے ان کو کانوں کے پیچھے کر لیتی تھی۔۔۔

دیکھو۔۔۔میں۔۔۔خوش نہیں رہ پا رہا ہوں۔۔۔مجھے سکون نہیں مل رہا۔۔میں ہلکا محسوس کرنا چاہتا ہوں۔۔۔میں آج اپنی غلطی کی تم سے معافی مانگتا ہوں۔۔۔اپنے دل سے نکال دو۔۔سب۔۔۔

اب وہ بھی خاموش کھڑا تھا اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

میں نے تمہیں معاف کیا۔۔۔کہیں دور سے آتی ہوئی آواز تھی۔۔

زرداد کے لب دھیرے سے مسکرائے تھے۔۔۔

پر تم اب میری جان چھوڑ دو۔۔۔میں نے تمہیں معاف کیا لیکن میرے دل میں جو تمھارے لیے نفرت ہے وہ میں ختم نہیں کرسکتی ہوں۔۔۔وہ میرے اختیار میں نہیں ہے۔۔۔دانین کا چہرہ سخت تھا۔۔۔وہی۔۔۔حقارت تھی اس کی نظر میں۔۔۔

زرداد کے چہرے پر ائی مسکراہٹ پھر سے غائب ہو چکی تھی۔۔۔

وہ گاڑی کی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔۔۔

زرداد کچھ دیر یوں ہی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا رہا۔۔۔

پھر آہستہ سے چلتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے گاڑی سے اتری تھی اور فلیٹ والی عمارت میں گم ہو گئی تھی۔۔

وہ وہیں گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔دل کو قرار ابھی بھی نا آیا تھا۔۔۔

کیسی ہے وہ لڑکی دانین تم نے تو دیکھی ہو گی نا۔۔۔اسما نے پر تجسس انداز میں سوال کیا۔۔۔

سلاد کاٹتی دانین نے چونک کر دیکھا۔۔۔

بہت خوبصورت ہے۔۔۔بہت سٹائلش ہے۔۔۔اس سے پہلے کہ دانین کوئی جواب دیتی۔۔۔شازر لہک لہک کر۔۔منسا کی تعریفوں کے پل باندھنے لگا۔۔۔

مقصد اپنی بیوی کو تنگ کرنا بھی تھا۔۔اسما نے تھوڑی خفگی سے شازر کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

آپ کو سوآئے میرے ہر لڑکی حسین لگتی ہے۔۔اسما نے ناک چڑھا کر ایسے کہا کہ دانین اور شازر کو ہنسی آ گئ تھی۔۔۔

میں دانین سے پوچھ رہی تھی۔۔آپ سے نہیں۔۔۔اسما نے پھر دانین کی طرف سوالیہ نظروں سے ایسے دیکھا جیسے تھوڑی دیر پہلے بولے گئے شازر کے الفاظ پر بلکل یقین نہ ہو۔۔۔

شازر بھائی ٹھیک کہہ رہے بھابھی ایسی ہی ہے وہ۔۔۔گھٹی سی آواز میں دانین نے کہا تھا۔۔۔

منسا کے ڈیڈ۔۔۔نیلم اور اسکے شوہر کے ساتھ آئے تھے۔۔ہارون سکندر۔۔ثمرہ سب اندر بیٹھے تھے۔۔۔

دانین اسما کے ساتھ ان کا کھانا تیار کروا رہی تھی۔۔۔

دیکھیں۔۔۔ہارون زندگی تو بچا بچی نے گزارنی ہے۔۔۔جب وہ دونوں

ایک دوسرے کے ساتھ خوش ہیں تو پھر۔۔ہمیں بھی ظالم سماج کا کردار ادا نہیں کرنا چاہیے۔۔۔

نیلم کے شوہر نے بہت آہستہ آہستہ بات کی۔۔

ہارون چپ سادھے بیٹھے تھے۔۔سر تھوڑا سا نیچے کیا ہوا تھا۔۔۔پھر آہستہ سے سر اوپر اٹھا کر سکندر کی طرف دیکھا۔۔۔

آپ لوگ سکندر کی مرضی جان لیں۔۔۔میرا بیٹا ہے۔۔۔لیکن میں اس کی کوئی ضمانت نہیں دے سکتا۔۔وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول رہے تھے۔۔

سکندر کا لاڈلا ہے۔۔۔یوں سمجھے کہ زرداد کی سرپرستی میں نے سکندر کو سونپ رکھی ہے۔۔۔اگر سکندر ہاں کہہ دیتا ہے تو۔۔۔مجھے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔

ہارون نے لب بھینچے۔۔۔

سکندر نے اٹھ کے ملسا کے والد کو گلے لگا لیا تھا سب لوگ مسکرا رہے

تھے۔۔۔اب۔۔۔

زرداد کو فون کرو نا ابھی پہنچا نہیں وہ کہاں رہ گیا ہے۔۔۔اور اسما سے کہو مٹھائی لے آئے۔۔۔سکندر نے جوش اور خوشی کے ملے جلے لہجے میں۔۔شازر سے کہا۔۔۔

جی چاچو۔۔۔ابھی کرتا ہوں۔۔۔شازر نے خوش ہو کر جیب سے موبائل نکالا۔۔۔

گھر میں ایک دم شور شرابا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بات کو سمجھا کرو نا۔۔۔بہت مصروف ہوں آجکل۔۔۔زرداد نے ایک ہاتھ سے جو گرز چڑھاتے ہوئے کہا۔۔۔جبکہ دوسرے ہاتھ سے وہ فون کان کو لگائے ہوئے تھا۔۔۔

منسا اس سے ناراض ہو رہی تھی۔۔۔ان کی بات پکی ہوئے کوئی دو مہینے ہو گئے تھے۔۔۔تب سے اب تک اس کی زرداد سے تفصیلی بات نہیں ہو پائی تھی۔۔۔یا تو وہ بہت مصروف ہوتا۔۔۔یا پھر تھکا ہوا۔۔۔

اسے زرداد بیزار سا لگنے لگا تھا۔اب بھی وہ اسی بات پر اس سے لڑ رہی تھی۔۔

اور اسے ابھی جوگنگ کے لیے نکلنا تھا۔۔

اوکے بابا رو تو نا۔۔۔منسا پلیز۔۔۔وہ تھوڑا چڑ سا گیا تھا۔۔۔ایک گھنٹے سے وہ اسے منانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔۔۔

اور وہ تھی کہ بات کو طول ہی دیے جا رہی تھی۔۔۔

تم بہت زیادہ وقت مانگنے لگی ہو۔۔۔جب سے ہماری بات پکی ہوئی ہے۔۔۔پہلے بھی تو پورا ایک سال تم مجھ سے بات کیے بنا رہ ہی رہی تھی نہ۔۔۔زرداد کا پارہ چڑھ گیا تھا۔۔۔

تب اور بات تھی زرداد۔۔۔وہ بھی ترکی بہ ترکی جواب دے رہی تھی۔۔۔

کیوں تب میں۔۔سپر سٹار نہیں تھا۔۔۔زرداد کے لہجے میں طنز تھا۔۔۔

منسا کی بولتی ایک دم بند ہوئی تھی۔۔۔

تم سے بات کرنا ہی فضول ہے۔۔۔اب جب تمھارا دل چاہے گا تبھی بات ہو گی میں اب تمہیں کال نہیں کروں گی۔۔۔

منسا غصے کی حالت میں بول رہی تھی۔۔۔اور اس کے بعد اس نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

زرداد نے غصے میں فون بیڈ پر اچھالا تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

زین۔۔پلیز مجھے اس طرح کی کوئی بھی بات پسند نہیں۔۔۔اس نے دانت پیستے ہوئے کہا تھا۔۔

زین آج اس کےہاسپٹل بھی پہنچ گیا تھا۔۔۔وہ گھر جانے کے لیے باہر نکل رہی تھی جب لابی میں وہ اس کے بلکل سامنے آ گیا تھا۔۔۔

میں کوئی بھی غلط بات نہیں کر رہا ہوں صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ میں اپنے گھر والوں کو آپ کے گھر بھیجنا چاہتا ہوں۔۔

وہ بہت اپنائت سے کہہ رہا تھا اس بات سے بلکل بے نیاز ہو کر۔۔کہ

وہ ضبط سے لال ہو رہی تھی۔۔۔

مجھے شادی نہیں کرنی سنا آپ نے۔۔۔آپ ایسی کوئی بھی حرکت نہیں کریں گے۔۔۔

اب میرا راستہ چھوڑیں۔۔۔انتہائی سخت لہجے میں کہا۔۔

زین مایوس شکل بنا کر پیچھے ہوا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکل گی تھی۔۔

جبکہ وہ اسے جاتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔۔کتنی سخت دل کی مالک تھی وہ اس کے پیچھے اس نے پانچ سال لگا چھوڑے تھے۔۔۔

پر وہ ویسی کی ویسی تھی۔۔

جی چاچو۔۔۔کیا حال ہے آپکا۔۔۔زرداد کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ تھی۔۔۔

کیسے یاد کیا مجھے آج۔۔۔اس نے فون کان کو لگا کر خوش دلی سے کہا۔۔۔

سکندر کا فون تھا۔۔وہ اپنی البم کی شوٹنگ سے ابھی واپس آیا تھا۔۔

جب ان کی کال ائی۔۔۔جی جی میں سن رہا ہوں آپ بات کریں۔۔۔

سکندر تھوڑے پریشان سے لگ رہے تھے۔۔

زرداد تمھارا وہ دوست تھا ایک بدر۔۔۔بدر زبیر۔۔۔سکندر نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔۔

جی تھا۔۔وہ تھوڑا تلخ ہوا تھا۔۔دانت اچانک ہونٹ چبانے لگے تھے۔۔۔

بیٹا۔۔اس۔۔۔۔کا۔۔رشتہ آیا ہے دانین کے لیے۔۔۔سکندر۔۔۔نے بوجھل سے دل سے کہا۔۔۔وہ دانین سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور اس کے حوالے سے ہر معاملے میں بہت حساس ہو جاتے تھے۔۔۔

زرداد پر تو جیسے منوں کے حساب سے کسی نے مٹی ڈال دی تھی۔۔۔

اسے گھٹن محسوس ہوئی سینے میں۔۔۔

میں نے تم سے یہ کہنا تھا۔۔۔کیسا ہے وہ۔۔ویسے تو میں یہ سوچا رہا کہ ایک ہی محلے کے ہیں۔۔۔لوگ بھی اچھے ہیں۔۔۔اس کی والدہ کل ائی

تھیں تمھاری چچی سے ملنے۔۔۔بدر کی بھی خواہش ہے۔۔۔وہ یہ کہہ رہی تھی۔۔۔

دانین کا تو تمہیں پتا ہے کتنی سلجھی ہوئی ہے۔۔۔جہاں میں چاہوں گا میری بچی۔۔میرا مان رکھے گی۔۔۔وہ بول رہے تھے۔۔اور زرداد کی دماغ کی نسیں پھول رہی تھیں۔۔۔بازوؤں کی رگیں واضح ہو گئی تھیں۔۔۔

اس کے تن بدن میں جیسے کسی نے انگارے رکھ دیے ہوں کچھ ایسا احساس تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاچومیں ابھی حیدر آباد آ رہا ہوں۔۔۔آکر بات کرتا ہوں آپ سے۔۔۔

زرداد نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے۔۔گاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔۔۔۔

بدر نے دروازہ کھولا تو سامنے زرداد کھڑا تھا سرخ چہرہ۔۔۔رگیں تنی ہوئی۔۔۔آج سے پانچ سال پہلے بھی وہ ایسے ہی اس کے سامنے کھڑا

تھا۔۔۔

تم نے کس حثیت سے دانین کے لیے رشتہ بھیجا۔۔۔زرداد غرانے کے سے انداز میں بولا۔۔۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

کیا مطلب کس حثیت سے۔۔۔بدر پہلے تھوڑا سا گھبرایا پھر بھنویں اچکا کر زرداد کو گھورا۔۔

تم نے دانین کے لیے رشتہ کیوں بھیجا۔زرداد اب دانت پیستا اس کے اور قریب آ گیا تھا۔۔

مجھے اچھی لگی وہ۔۔شازر کی شادی پہ دیکھا تھا میں نے۔۔۔

بدر کو اس کے غصے سے تھوڑا سا خوف آ رہا تھا پچھلی دفعہ تو ایک ہی دانت توڑ کر گیا تھا۔۔۔اس کی آواز میں ہلکی سی لڑ کھڑاہٹ تھی۔۔۔ لیکن وہ ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا یہ۔۔

امی کو رشتے کے لیے بھیج دیا کچھ غلط تو نہیں اس میں۔بدر نے زرداد کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈالی۔۔۔

کیا مطلب تجھے اچھی لگی۔۔۔زرداد نے اس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔۔۔تیری ہمت کیسے ہوئی اسے اس نظر سے دیکھنے کی۔۔۔گریبان کی گرفت اتنی مظبوط ہو گئی تھی۔۔کہ بدر کا سانس رکنے لگا تھا۔۔۔اس نے ایک جھٹکا دے کر خود کو چھڑایا۔۔۔

تمہیں کیا مسلہ کوئی بھی پسند کرے اسے رشتہ بھیجے۔۔۔بدر اپنے گلے کو سہلا رہا تھا۔۔۔

مجھے ہے مسلہ۔۔۔دھکا پڑا تھا۔۔بدر کو۔۔۔

کیوں تو کرے گا اس سے شادی۔۔۔ہاں بتا نہ

اس نے اپنے آپکو گرنے سے بچایا۔۔۔۔تکلیف کیا تجھے۔۔۔تیری تو ہو گئی ہے نہ بات پکی۔۔۔پھر تجھے کیا کوئی بھی کرے شادی اس سے۔۔۔ بدر کا غصہ بھی اب سوا نیزے پہ تھا۔۔۔

زرداد کی نسیں تن گئی تھیں۔۔۔بدر کو پکڑ کر ایک گھونسہ جڑا تھا۔۔۔

جبکہ زبان وہ الفاظ ادا کر رہی تھی جس سے شائید آج سے پہلے وہ خود بھی انجان تھا۔۔۔

ہاں کوئی نہیں کر سکتا اس شادی۔۔آنکھیں نوچ لوں گا اگر کسی نے اس نظر سے دیکھا بھی تو۔۔

بدر حیران ہو کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اسے مارتے مارتے ایک دم وہ رکا تھا۔۔۔وہ اب خجل سا ہو کر اٹھا تھا۔۔احساس اب ہوا تھا کہ وہ کیا کچھ بول گیا ہے۔۔

پریشان دل۔۔۔اور پریشان شکل لے کر وہ وہاں سے بھاری بھاری قدم اٹھاتا گھر کی طرف جا رہا تھا۔۔۔

اچھا کیا تم نے بتا دیا۔۔۔نہیں تو میں تو کافی غور کر رہا تھا۔۔۔اس رشتے پہ۔۔۔

اس نے سکندر کو کہا تھا کہ اسے پانچ سال ہو گئے ہیں بدر سے دوستی

چھوڑے ہوئے۔۔دوستی اس کی بری صحبت کی وجہ سے ہی چھوڑی تھی اس نے۔۔اب بھی باقی دوستوں سے پوچھ کر آ رہا ہوں۔۔۔کوئی خاص اچھی رپیوٹ نہیں ہے اس کی۔۔۔

تمہیں بھی سارا اپنا کام چھوڑ کے آنا پڑا۔۔۔سکندر اس کی طرف پیار سے دیکھ رہے تھے۔تمھارے سسر چلے گئے کہ ابھی پاکستان ہی ہیں۔۔۔ سکندر نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔

ہم۔مم۔مم جی پہ۔۔پہ۔۔پتا نہیں چا چو۔۔بات نہیں ہوئی کبھی ان سے میری۔۔۔پر سوچ انداز میں وہ اپنے دل کی حالت سمجھنے میں مصروف تھا۔۔۔

جو عجیب ہی خواہش کے لیے ہمک رہا تھا۔۔کہ دانین اسے نظر آ جائے۔۔۔

اسکا دماغ اور دل ایک سرد جنگ لڑ رہے تھے۔۔۔دماغ دل کو روک رہا تھا۔۔اور دل تھا کہ کچھ بھی سننے سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔

وہ انھی سوچوں میں الجھا ہوا تھا۔۔۔جب وہ اسما کے ساتھ ہنستی ہوئی اپنے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔ہلکے۔۔۔فیروزی رنگ کا لمبا پلین فراک پہنا ہوا تھا۔۔۔جس کے بازو آگے سے چوڑی دار تھے۔۔۔بالوں کو بڑی بے نیازی سے جوڑے کی شکل دے رکھی تھی کہ وہ ارد گرد سے نکل کر گردن پر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔گندمی رنگت کا شفاف چہرہ جس پر وہ بڑی پلکوں والی چمکتی۔۔۔کچھ بولتی ہوئی آنکھیں۔۔۔لیے کھڑی تھی۔۔۔

وہ عام سی شکل کی لڑکی آج اس کے دل کو دنیا کی سب سے دلکش لڑکی لگ رہی تھی۔۔۔

دانین کی ہنستے ہنستے اچانک اس پر نظر پڑی تو چہرہ سپاٹ ہو گیا تھا۔۔۔

دانی۔۔۔اؤ بیٹا اؤ۔۔۔میرے لیے اور زری کے لیے چآئے بنا دینا۔۔۔ سکندر نے ٹی وی کا ریموٹ پکڑتے ہوئے کہا۔۔۔دانین کچن کی طرف پلٹی تھی۔۔

زرداد کی نظریں اب اس کی کمر پر تھی۔۔۔اس کا لمبا قد اور پتلی سی کمر تھی۔۔۔چہرہ اور جسم تھوڑا بھرنے سے اس کا سراپا بہت حد تک پرکشش

ہو گیا تھا۔۔۔لڑکپن میں تو۔۔۔بہت ہی پتلی سی تھی وہ۔۔۔

یا شائید اس نظر سے وہ دیکھ ہی آج رہا تھا۔۔۔دل کے تار۔۔ہلکے ہلکے بجنے سے لگے تھے۔۔۔جیسے کوئی ہلکے سے گدگدا رہا ہوں۔۔۔ایک انوکھا سا کرنٹ۔۔۔جس میں سکون ہو۔۔۔

چاچو دانین کو کہیں میری چاۓ میرے کمرے میں دے جاۓ۔۔۔اس نے دھیرے سے سکندر کو کہا۔۔۔اور نا سمجھی کی حالت میں اوپر آ کر بے تابی سے اس کا انتظار کرنے لگا تھا۔۔۔

مجھے ہو کیا گیا ہے۔۔۔وہ عجیب کشمکش کا شکار تھا۔۔۔

ذہن کہہ رہا تھا وہ نہیں آۓ گی۔۔دل کہہ رہا تھا وہ آۓ گی۔۔۔انھی سوچوں میں گم تھا جب دروازے پہ دستک ہوئی۔۔۔اس کا منہ دوسری طرف تھا۔۔دل نے زور زور سے دھڑکنا شروع کر دیا تھا۔۔۔وہ چل کے پاس آ رہی تھی۔۔۔

اس میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی پلٹ کر اسے دیکھ پاتا۔۔۔اب وہ اس

کے پاس آ گئی تھی۔۔۔

دیور۔۔۔جی۔۔۔۔چائے۔۔آپکی۔۔۔اسما کی آواز۔۔پہ وہ بری طرح چونکا تھا۔۔۔

اسما ہاتھ میں چائے پکڑ کر کھڑی تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔بھابھی۔۔۔زرداد نے اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔

جی میں۔۔۔ہم بھی تو اپنے سپر سٹار کے ساتھ تھوڑا وقت گزار لیں۔۔۔

اسما بڑی خوش مزاج اور ہنس مکھ لڑکی تھی۔۔۔

جی۔۔۔جی۔۔کیوں نہیں بھابھی۔۔۔بیٹھیں۔۔۔اس نے سامنے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

بھابھی۔۔۔شادی کی البم کہاں ہے۔۔۔باتیں کرتے کرتے۔۔۔اس نے اسما سے پوچھا تھا۔۔۔

ہاں وہ۔۔۔میرے کمرے میں ہے۔۔۔اسما نے مسکراتے ہوئے کہا۔۔

اچھا اچھا میں لے آتا ہوں مجھے دیکھنی ہے اور ویڈیو۔۔۔وہ بھی تو آ گئی

ہو گی۔۔۔کان کے پیچھے خارش کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

جی جی بلکل۔۔اور آپکے تقریباً گانے ریکارڈ کروآئے ہیں شازر نے ویڈیو پر۔۔اسما ہنستے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

اچھا پھر تو آج ہی دیکھنی پڑے گی۔۔۔چآئے کا کپ پاس پڑے ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔

تم بھی کچھ دکھاؤ پہلے۔۔۔اسما نے شرارت آنکھوں میں بھر کر کہا۔۔۔

کیا۔۔۔وہ۔۔اسما کے انداز پہ ہنسا تھا۔۔۔شازر تو سنجیدہ سا تھا۔۔۔لیکن اسما کافی چلبلی سی تھی۔۔۔

جناب۔۔۔منسا کی فوٹو دیکھنی ہے۔۔۔مجھے۔۔۔وہ بھی ہنس رہی تھی۔۔۔

زرداد کے چہرے سے ایک دم ہنسی غائب ہوئی تھی۔۔۔

منسا۔۔۔منسا۔کو تو وہ بھول ہی گیا تھا۔۔۔ایک دم دماغ نے دل کو حقیقت کا ائینہ دکھایا تھا۔۔۔

زرداد ہارون۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمھیں۔۔۔۔تم تو منسا سے محبت کا دعوی

کرتے تھے۔۔۔وہ تو مل بھی گئی ہے تمہیں۔۔تمھارے دل کو تو قرار آنا چاہیے اب۔۔۔

بھابھی میں آپکو۔۔۔بھیجتا ہوں اس کی فوٹو۔۔۔موبائل پہ۔۔۔اسے اپنی ہی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

اوکے اب میں جاتی ہوں۔۔۔میں نکال کر رکھتی ہوں۔۔البم اور ویڈیو۔۔۔وہ خوش دلی سے کہتی ہوئی نیچے چلی گئی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور وہ دم سادھے بیٹھا تھا۔۔۔

اچھا تو۔۔۔یہ تھی وہ بے چینی۔۔۔بے سکونی۔۔۔جو مجھے اندر ہی اندر ڈس رہی تھی۔۔۔اور مجھے خبر بھی نہیں تھی۔۔۔منسا۔۔۔کے لیے دل تو کبھی یوں دھڑکا نہیں تھا۔۔۔بس محسوسات ہی تھیں۔۔۔اب وہ بھی ختم ہو گئی تھیں ان کی اس دن والی لڑائی کو۔۔۔پورا ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔۔۔اور اس نے اسے کال نہیں کی تھی۔۔۔وہ بھی ضد کی ایسی تھی ایک دفعہ بھی اس نے اسے کال نہیں کی تھی۔۔۔دل نے اکسایا ہی نہیں۔۔۔وہ آج یہ سب سوچ کے حیران ہوا تھا۔۔۔

آہستہ آہستہ۔۔۔اس اپنے اندر کی بے چینی کا سبب مل ہی گیا تھا۔۔۔

وہ زرداد ہارون۔۔۔جو خود کو شہزادہ تصور کرتا تھا۔۔۔آج بری طرح۔۔۔
ایک عام سی رنگ روپ کی لڑکی کی محبت میں گرفتار ہوا بیٹھا تھا۔۔۔
اس کا دماغ۔۔۔اس کے دل سے جنگ ہار گیا تھا۔۔۔

وہ گھٹنے ٹیک چکا تھا۔۔۔اس کا دل پر اب کوئی بس نہیں تھا۔۔۔منسا سے
محبت اس نے کی تھی۔۔۔وہ اس کی خود ساختہ محبت تھی۔۔۔لیکن دانین
سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔اور جو محبت بس ہو جاتی ہے۔۔۔وہ انسان کے
دل میں خدا کی ڈالی ہوئی محبت ہوتی ہے۔۔۔

ہاں۔۔۔اللہ نے آج اسے اسی لڑکی کی محبت میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔جس
کی معصوم اور مخلص محبت کو اس نے پانچ سال پہلے بری طرح پیروں
میں روند ڈالا تھا۔۔۔

صبح۔۔۔مشہود کے فون پر اس کی آنکھ کھلی تھی ساری رات جاگنے کی
وجہ سے سر بھاری ہو رہا تھا۔۔

سر آپ نے جانا تھا آج۔۔۔ساز فلم کے گانے کی کمپوزنگ ہے۔۔مشہود کی آواز اسکے سر پر ہتھوڑے کی طرح لگ رہی تھی۔۔۔۔

یار۔۔۔ہم۔م۔م۔

وہ ہاتھ کا سہارا لے کر اٹھا تھا۔۔۔ایک نظر گھڑی پہ ڈالی۔۔۔

تم ایسا کرو۔۔ان کو نیکسٹ ویک کا ٹائم دے دو۔۔۔اب وہ زور زور سے گردن کو دائیں بائیں گھما رہا تھا۔۔۔ہلکی ہلکی چٹخنے کی آواز پیدا ہوئی تھی۔۔۔ساری رات دانین کے بارے میں سوچتے سوچتے وہ ویسے ہی سو گیا تھا۔۔۔اب گردن میں بھی شدید درد تھا۔۔۔

اوکے سر۔۔۔اور۔۔۔وہ اظہر حسان کے ساتھ تھی آپکی میٹنگ شام کو۔۔۔ مشہود نے اگلی بات کی۔۔۔۔

ان سے میں خود پرسنلی بات کر لوں گا۔۔۔اور ہاں سنو۔۔۔مجھے اب پورا ویک کوئی کال فارورڈ نہیں ہونی چاہیے۔۔۔۔۔اور کوئی ڈسٹربنس نہیں چاہیے۔۔۔سارے کنٹریکٹ سب کچھ۔۔۔ایک ویک پینڈنگ کر دو۔۔۔وہ

مشہود کو تھوڑا سخت لہجے میں سمجھا رہا تھا۔۔۔

سر میم منسا اگر۔۔۔کال۔۔کریں۔۔۔مشہود نے ڈرتے ڈرتے اگلا سوال کیا۔۔۔کیونکہ پہلے بھی جب وہ اپنا پرسنل نمبر نہیں اٹھاتا تھا تو۔۔منسا مشہود کے ذریعے ہی اس کی رپوٹ لیتی تھی۔۔۔

نہیں۔۔اسکی کال بھی نہیں۔۔۔بلکہ ایک کام کرنا۔۔۔زرداد نے نچلا ہونٹوں دانتوں میں لے کر سوچا۔۔۔

منسا کی کال آئے تو اٹھانا مت۔۔۔اوکے۔۔اللہ حافظ۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایسے عجیب سا ہلکا ہلکا محسوس کر رہا تھا وہ خود کو کیونکہ دل نے رات فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔

کہ وہ دانین سکندر۔۔۔کو نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔چاہیے کچھ بی ہو جآئے۔۔۔ اس کے ہونٹوں پہ برسوں بعد زندگی سے بھرپور مسکراہٹ ائی تھی۔۔۔

وہ فریش ہونے کے بعد نیچے اتر رہا تھا جب دس بج رہے تھے۔۔۔دل

میں خیال آیا کہ وہ تو ہاسپٹل جا چکی ہو گی۔۔۔اسی خیال میں وہ برآمدے سے ہوتا ہوا لاونج میں آیا تھا۔۔۔اور ڈائنگ ٹیبل پر۔۔وہ ہاتھ میں اخبار پکڑے۔۔۔اور سامنے چآئے کا کپ رکھے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

ایک دم سے خشگوار۔۔۔حیرت اور خوشی نے زرداد کو اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

دانین نے منہ کو اوپر کیے بنا صرف پلکوں کی جھالر اٹھا کر ایک نظر اس پہ ڈالی تھی جو ساکت کھڑا تھا اس کے سامنے۔۔۔

اس کو کیا ہو گیا ہے۔۔۔دانین نے اس کی نظروں کی الجھن سے پورا اخبار کھول کر منہ کے آگے کر لیا تھا۔۔۔

زرداد کے لب مسکرا دیے تھے۔۔۔

آج۔۔گئی۔۔نہیں۔۔ہاسپٹل۔۔۔اب دانین کے سر پر کھڑا تھا وہ۔۔۔

دانین نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔

ہم۔م۔م۔م۔نائٹ شفٹ ہو گی۔۔۔وہ ساتھ رکھی کرسی پہ بیٹھ چکا

تھا۔۔۔اور خود ہی اپنے کیے ہوئے سوال کا جواب دے رہا تھا۔

پھر بھی دوسری طرف وہی خاموشی تھی۔۔۔وہ بے نیازی سے اخبار پڑھ رہی تھی۔۔۔منہ پورا اخبار کے پیچھے چھپا دیا تھا۔۔۔

زرداد اب دھیرے دھیرے سے کھانے کے میز کو بجا رہا تھا۔۔۔

وہ ایک دم سرخ چہرہ لے کر وہاں سے اٹھی تھی۔۔۔

اور تیز تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔۔جبکہ اس کی پشت پر کمر تک لہراتے اس کے بال زرداد کے دل پر بجلیاں گرا رہے تھے۔۔۔

وہ اب ہلکے ہلکے سے۔۔۔مکے دل پہ لگا رہا تھا جیسے کہ دل کو دھڑکنے سے باز رکھ رہا ہو۔۔۔

زرداد ہارون۔۔۔وہ تو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتی۔۔۔اس کا دل چاہا وقت واپس گھوم جائے اور کاش اس نے جو غلطی کی تھی وہ اس کو سدھار لے۔۔

سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔اس نے پہلے غلطی کی تھی۔۔۔یا دل اب غلطی

کر بیٹھا تھا۔۔۔

بار بار وہ اس کی منال کی رخصتی پر لی گئی وہ ویڈیو دیکھ رہا تھا۔۔جب وہ کھڑی رو رہی تھی۔۔۔سرخ جوڑا کیا جچ رہا تھا اسے۔۔۔پتہ نہیں۔۔۔ دل بھر نہیں رہا تھا۔۔آنکھیں۔۔۔اور دل بضد تھے۔۔۔اور دماغ کو کسی صندوق میں بند کر ڈالا تھا۔۔۔دونوں نے مل کر۔۔

پھر وہ کتنی دیر اس کی فوٹو کو دیکھتارہا تھا۔۔۔پھر اپنے موبائل میں ویڈیو اور البم سے اس کی تصاویر بنا ڈالی تھی اس نے۔۔۔

رات کو ٹی وی دیکھنے کے بہانے سے وہ لاونج میں بیٹھا ہوا تھا۔۔۔لیکن دل صرف اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ٹی وی تو بہانا تھا۔۔دیکھ تو وہ موبائل پر تصاویر رہا تھا۔۔۔

کبھی زوم کر کے تو کبھی اپنی آنکھوں کے قریب کر کے۔۔۔

اسے خبر ہی نا ہوئی کس وقت اس کی وہیں صوفے پر آنکھ لگ گئی تھی۔۔۔

جس کا وہ انتظار کر رہا تھا۔۔۔وہ پتہ نہیں کس لمحے ائی۔۔۔اور بے نیازی سے اس کے پاس سے گزر کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔۔۔

دو دن سے وہ مسلسل یہ بات نوٹ کر رہی تھی۔۔۔اسے محسوس ہوتا تھا زرداد اسے دیکھ رہا ہے۔۔جب وہ تنگ آ کر اسے گھورنے کے غرض سے دیکھتی تو وہ۔۔۔موبائل پر کچھ دیکھ رہا ہوتا تھا۔۔۔

آج بھی وہ سب ہارون کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔جب بار بار دانین کو یہ محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

آخر کو وہ الجھ کر وہاں سے اٹھ ائی تھی۔۔۔

ابھی وہ اپنے کمرے میں آ کر بیٹھی ہی تھی۔۔۔جب جناب وہاں آ دھمکے تھے۔۔۔

دانین نے خونخوار نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔۔۔

وہ مسکراتا ہوا اب اندر آ چکا تھا۔۔۔

میرے کمرے سے باہر نکلو۔۔۔دانین کو اس کی نظروں۔۔۔اس کے انداز سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

تم سے کچھ کہنا ہے۔۔۔بہت۔۔۔رک رک کر یہ الفاظ ادا کی ئے تھے۔۔۔زرداد نے۔۔۔

تمھیں معاف کر تو دیا اب کیا تکلیف ہے پھر۔۔۔وہ دانت پیستے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

وہ۔۔لفظوں کو ترتیب دے رہا تھا۔۔کہ کیسے کہے۔۔۔کیا کہے۔۔۔کیا مصیبت تھی۔۔۔اسے خود پر ہی غصہ آ گیا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔کہ۔۔کچھ نہیں۔۔۔زرداد نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے۔۔۔جب کہ انکھیں۔۔ابھی بھی اس پر ہی مرکوز تھیں۔۔۔

تو کچھ نہیں تو پھر۔۔۔یہاں کیوں کھڑے ہو۔۔۔زبان کی سختی اس کے اندر کی نفرت کو بیان کر رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر اپنے ہونٹ کو دانتوں کے نیچے دبا کر پر سوچ انداز میں وہ کھڑا

رہا۔۔۔پھر باہر نکل گیا۔۔۔

جب اس سے جھوٹ بولا تھا کہ اس سے محبت ہے تب زبان کس طرح آرام سے فقرے بنا لیتی تھی۔۔۔اب جب اس سے سچ میں محبت ہو گئی ہے تو۔۔۔زبان لفظوں کو ترتیب ہی دیتی رہ گئی بولا کچھ بھی نہیں گیا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تو دانین نے آنا ہے کچھ دیر میں۔۔میں گھر رہ جاتی ہوں۔۔۔سدرہ نے اپنے کپڑے واپس اٹھاتے ہوئے کہا۔۔۔

منال کے سسرال میں آج دعوت تھی سب کی۔۔دانین کو ہاسپٹل میں کام پڑ گیا تھا وہ وہاں رک گئی تھی۔۔۔اب سدرہ کو دانین کی وجہ سے رکنا پڑ رہا تھا۔۔۔

چچی۔۔۔آپ جائیں۔۔میں ہوں گھر۔۔۔ویسے بھی کل مجھے کراچی جانا ہے تو۔۔۔میں اپنی تیاری کر لیتا ہوں۔۔۔زرداد نے اپنے دل کی چوری کو چھپاتے ہوئے کہا۔۔۔

اس سے بات کرنے کی ہمت جما کرتے کرتے آج ہفتے کا آخری دن آ گیا تھا۔۔۔وہ اپنا بہت سا کام چھوڑ کر یہاں دل کے ھاتھوں مجبور ہو کر بیٹھا تھا۔۔۔

آج۔۔۔آخری کوشش کرنی تھی۔۔۔اسے۔۔۔دل کو ایک آس تھی۔۔کہ دانین اس بہت محبت کرتی تھی اس کی بات کو سمجھے گی۔۔۔

وہ سب لوگ جا چکے تھے۔۔۔اور وہ ٹی وی کے سامنے بیٹھا۔۔بس یہ سوچے جا رہا تھا اس سے بات کیسے کرے گا۔۔۔

گھر کی گھنٹی کی آواز نے اس کے خیالات میں خلل پیدا کیا تیزی سے دھڑکتے دل کے ساتھ وہ داخلی دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

دروازہ کھولا تو وہ بلکل سامنے کھڑی تھی۔۔۔اس کو دیکھتے ہی دانین کے چہرے پر ناگواری کے تاثرات ابھرے تھے۔۔۔

یہ جا۔۔۔کیوں نہیں رہا۔۔۔وہ تیزی سے اندر داخل ہوئی تھی۔۔۔

امی۔۔۔۔امی۔۔۔۔اماں۔۔۔۔وہ سدرہ کو آوازیں دے رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب چلے گئے ہیں کوئی نہیں ہے گھر۔۔۔دانین کو اپنے عقب سے زرداد کی آواز سنائی دی۔۔۔

وہ خاموشی سے آگے بڑھنے لگی تھی۔۔۔جب وہ ایک دم سے اس کے آگے آیا تھا۔۔۔

یہ۔۔یہ۔۔کیا بدتمیزی ہے۔۔۔وہ اب بہت پر اعتماد۔۔لڑکی تھی۔۔کوئی پرانی دانین نہیں تھی۔۔۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔زرداد کے لہجے میں۔۔۔التجا تھی۔۔۔محبت تھی۔۔۔راتوں کو جاگ جاگ کر اسے سوچنے کی خماری تھی۔۔۔

دانین کو اس کا انداز عجیب سا لگا۔۔۔اس نے ایک نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔

وہ تھکا ہوا سا۔۔بکھرا سا۔۔۔شیو بڑھی ہوئی۔۔۔بکھرے سے بال۔۔آنکھوں میں کتنے دن پوری نیند نہ لینے کا اثر تھا۔۔

اسے کیا ہو گیا۔۔۔ہے۔۔اس کے دل کے اندر اٹھنے والے محبت کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

طوفان سے بلکل انجان دانین نے سوچا۔۔۔

مجھے سکون چاہیے۔۔۔درد بھری آواز میں زرداد کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تھے۔۔۔

تو اس سلسلے میں۔۔میں کیا کر سکتی ہوں۔۔۔راستہ چھوڑو میرا۔۔۔وہ اس کی اس حالت کو سمجھنے سے بلکل قاصر تھی۔۔۔

میرا سکون۔۔صرف۔۔تمھارے پاس ہے۔۔۔مجھے پتہ چل گیا ہے۔۔۔
ایک تڑپ تھی زرداد کی آواز میں۔۔۔

دانین کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔

میں نے تمہیں کر تو دیا ہے معاف۔۔۔اب اور کیا کروں۔۔۔میں نے تمھیں اس دن بھی کہا تھا۔۔۔اس کے بعد تم مجھے بار بار تنگ نہیں کرو گے۔۔۔دانین نے اپنی طرف سے تو نظریں اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کے لیے اٹھائی تھیں۔۔۔

ایک لمحے کے لیے وہ ساکت ھو گئی تھی۔۔۔زرداد کی آنکھوں میں نمی

تھی۔۔۔

میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے زرداد۔۔اس کی آواز میں اس دفعہ سختی کا عنصر تھوڑا کم تھا۔۔۔

میں تم سے معافی نہیں۔۔۔سکون۔۔۔مانگ رہا ہوں۔۔۔وہی ٹوٹا ہوا لہجا۔۔۔

دانین نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔وہ کیوں اس کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گیا تھا۔۔۔سب کچھ تو پرفیکٹ تھا اس کی زندگی میں ۔۔جو۔۔۔جو۔۔وہ چاہتا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کی تو کوئی۔۔۔آہ۔۔کوئی۔۔بد دعا تک نہ لگی تھی اسے۔۔۔

پھر اب وہ اس سے کون سے سکون کا طلبگار تھا۔۔۔

دانین۔۔۔مجھے۔۔۔مجھے۔۔۔تم سے۔۔۔محبت۔ہو گئی۔ہے۔۔وہ سر جھکائے اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

بہت زور کا دھکا تھا۔۔۔جو اسے پڑا تھا۔۔۔وہ جو اس کے جواب کا منتظر

کھڑا تھا ایک دم سے لڑ کھڑا کر سامنے پڑے شیشے کے میز پر گرا تھا۔۔۔

ایک دھماکے سے میزے کے اندر پیوست شیشہ ٹوٹا تھا اور زرداد کا بازو چیرتا ہوا ایک ٹکڑا اپنا کام دکھا گیا تھا۔۔۔

دانین تیزی سے اپنے کمرے میں جا چکی تھی۔۔۔

وہ اپنے بازو سے نکلتے خون کی پرواہ کیے بنا اس کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

دانین پلیز۔۔۔پلیز میرا یقین کرو۔۔۔میں سچ بول رہا ھوں۔۔۔

دانین کے کمرے کے سامنے کھڑا وہ دروازہ پیٹ رہا تھا۔۔خون کے قطرے۔۔۔اسکے جوتوں اور فرش پر گر رہے تھے۔۔۔

دانین کوئی جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔

پلیز دانین۔۔۔درد سے بھری آواز تھی۔۔۔

گھنٹی کا شور گھر کے سناٹے کو چیر گیا تھا۔۔۔وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا دروازے تک پہنچا تھا۔۔۔جہاں جہاں سے وہ گزر رہا تھا۔۔۔خون کے

قطرے فرش پہ نشان چھوڑ رہے تھے۔۔۔

دروازہ کھولا تو سب لوگ سامنے کھڑے تھے۔۔۔

پاگل ہو تم۔۔۔دانین کہاں ہے۔۔۔اسے بلاؤ۔۔۔سکندر اسکا بازو پکڑ کر کھڑا تھا۔۔اچھا گہرا کٹ تھا۔۔۔

چاچو۔۔۔وہ پتہ نہیں سو رہی شائید۔۔۔اسکا دروازہ بجایا تھا میں نے۔۔۔

سدرہ جاؤاٹھاؤ۔۔۔دانی کو کہو آ کر دیکھے پٹی کرے یا پھر ہاسپٹل لے کر چلیں اگر زیادہ ہے کٹ تو۔۔

زرداد نے سب کو کہا تھا کہ وہ گر گیا تھا چلتے چلتے شیشے کے میز پہ۔۔ نیچے پڑے رگ میں پھنس کے۔۔۔۔

دانین اس کے بلکل سامنے فرسٹ ایڈ باکس لے کر کھڑی تھی۔۔۔

دانین پٹی کرو اس کی۔۔زرداد بیٹھو ادھر۔۔۔انھوں نے زرداد کو بیڈ پہ بیٹھایا تھا۔۔

دانین پاس بیٹھ کر اسکے ہاتھ کو روئی سے صاف کر رہی تھی۔۔۔وہ محبت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

خود ہی پہلے زخم دیتی ہو۔۔۔پھر خود ہی مرہم رکھتی ہو۔۔بھاری آواز میں سرگوشی کی۔۔۔

دانین کا چہرہ کرب سے پہلے زرد ہوا پھر اذیت اور غصے سے لال۔۔۔

اس نے روئی کو زور سے۔۔اس کے زخم پر رکھا۔۔۔

آہ۔۔ایک دم زرداد تھوڑا سا اوپر ہوا۔۔۔پھر اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔۔

وہ اب نظریں جھکائے۔۔۔پٹی اسکے بازو کر گرد گھما رہی تھی۔۔۔

دل تو چاہ رہا تھا یہ قینچی اٹھا کر۔۔۔اس کی آنکھوں میں گھسا دے۔۔۔ دانین نے۔۔۔اس کی اپنے اوپر گڑی ہوئی نظروں۔۔۔سے جھنجلا کر سوچا۔۔۔

وہ جان بوجھ کر زور زور سے پٹی کو گھما رہی تھی۔۔۔تاکہ اس کی توجہ

اس پر سے ہٹ جآئے اور اپنے درد کی طرف ہو جآئے۔۔۔پر وہ تو ایسے مسکرا رہا تھا جیسے کوئی تکلیف ہی نا ہو اسے۔۔۔پتا نہیں کس مٹی سے بنا ہے۔۔۔

دل تو چاہ رہا ہو گا یہ قینچی میری آنکھوں میں گھسا دو۔۔۔زرداد نے دھیرے سے پھر سر گوشی کی جبکہ اس کے ہونٹ ہنسی کو دبانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔۔۔

دانین نے اضافی پٹی کاٹ کے قینچی ایک طرف رکھ دی۔۔

میرے دل نے کچھ بھی چاہنا چھوڑ دیا ہے۔۔۔دانین نے سر گوشی میں پر سخت لہجے سے کہا۔۔۔اور چیزیں سمیٹتی وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔

زرداد کے ہونٹوں سے مسکراہٹ ایک دم غائب ہوئی تھی۔۔۔

ہوں۔۔۔کیسی ہو۔۔۔سگریٹ کو منہ سے لگایا۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے فون کو کان سے لگا کر وہ بولا تھا۔۔۔

نہ کوئی سلام نہ کوئی دعا عجیب کوئی بدتمیز انسان ہو تم۔۔۔منال کی خفا

سی آواز فون سے ابھری۔۔۔

ایسا ہی ہوں میں۔۔۔مجھے دانین کا نمبر سنڈ کرنا ذرا۔۔۔سگریٹ کے دھویں کو ہوا میں۔۔خارج کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ہا۔۔ہآئے۔۔۔تمھارے پاس اسکا نمبر ہی نہیں ہے۔۔۔منال کو حیرانی ہو رہی تھی۔۔۔

ہاں۔۔۔نہیں تھا۔۔کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔۔۔کان کے پیچھے خارش کی۔۔۔

اس نے اپنے دل کو بہت سمجھایا تھا۔۔۔لیکن اسے کسی پل چین نہیں تھا۔۔۔اسے کراچی آئے تین دن ہو چکے تھے۔۔۔اور وہ ایسے ذہن پہ سوار ہوئی تھی کہ بس۔۔۔

اچھا میں بھیجتی ہوں تمہیں۔۔۔اور میری طرف کیوں نہیں آئے تم۔۔۔ اب وہ خفگی دکھا رہی تھی۔۔۔۔

اب تو حیدر آباد چکر لگتے رہیں گے۔۔۔اؤں گا اگلی دفعہ۔۔۔سگریٹ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھینک کے وہ ٹیرس سے واپس اپنے کمرے میں آ گیا۔۔۔

کیوں۔۔۔کیا ابا۔۔۔بات کرنا شروع ہوگئے تم سے۔۔۔منال کی تشویش والی آواز ابھری۔۔۔

نہیں جی۔۔۔ہم دونوں کے مزاج ایک جیسے ہیں۔۔یہ شکر ہے اب گھر گھسنے دیتے ہیں مجھے۔۔۔تکیہ سر کے نیچے رکھ کے وہ بیڈ پہ لیٹ گیا تھا۔۔۔

اچھا تم فکر نا کرو۔۔مان جائیں گے آہستہ۔۔۔آہستہ۔۔منال نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔۔۔

اچھا چلو اب کیا سر کھا رہی ہو۔۔۔دانین کا نمبر سنڈ کرو کام ہے اس سے مجھے۔۔۔

جاہل ہی رہنا۔۔بنے پھرتے ہو۔۔۔سپر سٹار۔۔۔اچھا وہ کچھ اور فرینڈز ہیں۔۔۔ان کو بھی ملنا تم سے۔۔۔التجا والے انداز میں منال نے کہا۔۔۔

اوہ یار۔۔۔بہت سر کھاتی ہیں۔۔۔اچھا چلو بآئے اب۔۔اب وہ واقعی چڑ

گیا تھا۔۔

اچھا دفعہ ہو۔۔۔بآئے۔۔۔منال نے خفگی سے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

منال کا مسیج سکرین پہ چمک رہا تھا۔۔۔

زرداد نے دھڑکتے دل کے ساتھ مسیج کو کھولا تھا۔۔۔

وہ نماز کے بعد دعا مانگ رہی تھی۔۔۔جب فون کی رِنگ سنائی دی۔۔۔

ایک دفعہ تو فون بج بج کر بند ہو گیا تھا۔۔۔اب دوسری دفعہ بج رہا تھا۔۔۔جب وہ جآئے نماز سمیٹ رہی تھی۔۔۔

آگے بڑھ کر اس نے فون اٹھا کر کان کو لگایا تھا۔۔۔

ہیلو۔۔۔دانین کی۔مدھر سی آواز ابھری۔۔۔

زرداد کے دل کو جیسے تسکین ملی۔تھی۔۔۔اس نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔۔۔

ہیلو۔۔۔جی کون۔۔۔پھر سے بڑے پریم سے بولی تھی۔۔۔

نمبر اگر اس کے پاس دانین کا نہیں تھا۔۔تو نمبر دانین کے پاس بھی اس کا نہیں تھا۔۔۔

دانین۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بھاری چاہت کے خمار سے رندھی ہوئی آواز میں زرداد نے اس کا نام لیا تھا۔۔۔

وہ اس کی آواز کو کڑوڑوں میں پہچان سکتی تھی۔۔۔دانین نے فوراً کال کاٹ دی تھی۔۔۔آخر کو یہ اب چاہتا کیا ہے۔۔۔دانین کو اس کی محبت پر ایک پل کو بھی یقین نہیں آیا تھا۔۔۔

بلکہ زرداد کی ایسی حرکتوں کی وجہ سے اس کے سارے پرانے زخم تازہ ہو رہے تھے۔۔۔

یہ وہ شخص تھا۔۔جس کے لیے راتوں کو اٹھ اٹھ کے اس نے بد دعائیں مانگی تھیں۔۔۔جس نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔وہ اپنی ہی نظروں میں خود گر گئی تھی۔۔۔جس کی وجہ سے وہ پل پل ازیت کو سہتی رہی۔۔۔آج وہ کتنی آسانی سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس کی جھوٹی روز روز بدلتی۔۔۔محبت پر یقین کر لے۔۔۔

دانین سکندر اب کوئی کچی عمر کی وہ بیوقوف دانین نہیں تھی۔۔جو اس کی اوچھی باتوں میں آ کر پھر سے اس کا شکار ہو جاتی۔۔۔

اور جو شخص۔۔۔ہر خوبصورت چیز کا دیوانہ ہو۔۔۔اسے بھلا میری جیسی ۔۔معمولی شکل وصورت کی لڑکی سے محبت ہو بھی کیسے سکتی۔۔۔وہ ساکت بیڈ پہ بیٹھی سوچے جا رہی تھی۔۔۔۔

فون کتنی بار پھر سے بج چکا تھا اس نے فون اٹھایا کال کاٹی اور اس نمبر کو بلیک لسٹ میں ڈال کے فون کو ایک طرف بیڈ پر اچھال دیا۔۔۔

بار بار۔۔۔فون لگا لگا کر پاگل ہو گیا تھا۔۔۔وہ فون اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

پھر کچھ ذہن میں آتے ہی۔۔دوسرے نمبر سے کال ملائی تھی۔۔۔

دوسری ہی پل پر اس کی آواز ابھری تھی۔۔۔

دانین پلیز کال مت کاٹنا۔۔۔تمہیں چاچو کی قسم۔۔۔بڑی تیزی سے اس

نے الفاظ ادا کیے تھے۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ پھر سے کال کاٹ دیتی۔۔۔

اس نے کال نہیں کاٹی تھی۔۔۔پر دوسری طرف بلکل خاموشی تھی۔۔۔

دانین۔۔۔میری بات سنو۔۔۔وہ اب بول رہا تھا۔۔۔

مجھے خود نہیں پتا یہ کیسے ہو گیا۔۔۔پر میں۔۔۔۔مجھے۔۔۔یار۔۔۔۔وہ جھنجلا کے بولا۔۔

دانین مجھے تم سے شادی کرنی ہے۔۔۔بڑی ہی۔۔۔ہمت ہاری ہوئی آواز تھی۔۔۔

دیکھو۔۔مجھے پتہ ہے۔۔تم مجھ سے بہت محبت کرتی تھی۔۔۔اب بھی کرتی ہو۔۔۔بس۔۔۔۔تمھارا دل صاف نہیں ہو پا رہا میری طرف سے۔۔۔وہ ٹیرس پر ٹہل رہا تھا۔۔۔

دیکھو۔۔۔میں سب سنبھال لوں گا۔۔۔میں۔۔سب کو راضی کروں گا۔۔۔

تین انگلیوں کو جوڑ کر اپنے ہونٹوں پہ رکھتے ہوئے اس نے کہا۔۔میں

تمہیں کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا۔۔۔دانین میری محبت پر اعتبار کرو۔۔۔مجھے بس ایک چانس اور دے کر دیکھو۔۔۔اس نے آسمان کی طرف ایسے دیکھا جیسے التجا۔۔۔خدا سے بھی ہو۔۔

کچھ تو بولو۔۔۔دانین۔۔۔دانین۔۔۔۔ہیلو۔۔۔ہیلو۔۔۔کال تو نہیں کٹ گئی تھی۔۔۔وہ کبھی فون کو کان سے ہٹا کر دیکھ رہا تھا۔۔۔تو کبھی کان سے لگا کر ہیلو ہیلو کہہ رہا تھا۔۔۔

فون بیڈ پر پڑا تھا۔۔۔اور دانین بیڈ پر کروٹ لیے سوئی پڑی تھی۔۔۔

جی۔۔۔تو یاد آ ہی گئی میری۔۔۔نرمل نے ہینڈ بیگ۔۔۔سامنے پڑے میز پر رکھا۔۔۔

وہ تھوڑا سا مسکرائی تھی۔۔۔لیکن چہرے پر پریشانی کے آثار واضح تھے۔۔۔زرداد کی فون کالز نے اس کا جینا حرام کر رکھا تھا۔۔۔ایک ہفتے سے اوپر ہو گیا تھا وہ نمبر بدل بدل کر اس سے بات کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔کبھی پیغامات۔۔۔

پہلے کچھ آرڈر کر لیں بہت بھوک لگی ہے۔۔۔یار میری جاب اپنے والے ہاسپٹل میں کرواؤ پلیز۔۔۔میں تو تنگ آ گئی ہوں قسم سے۔۔۔

وہ ویٹر کو اشارہ کرتے ہوئے۔۔۔اپنے مخصوص انداز میں بولے جا رہی تھی۔۔۔پھر اچانک دانین کے پریشان چہرے کو نوٹس کیا اس نے۔۔۔

تمہیں کیا ہوا خیریت ہے۔۔اس نے میز پر رکھے دانین کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔۔۔۔

ہم۔م۔م۔خیریت ہے۔۔۔بس ایک کام کر دو گی میرا۔۔۔دانین نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر۔۔۔پرسوچ انداز میں نرمل کی طرف دیکھا۔۔۔

بولو۔۔۔وہ بغور۔۔۔دانین کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

تم۔۔۔زین سے کہو۔۔۔میرے گھر رشتہ بھیجے۔۔۔وہ اپنے ھاتھوں سے کھیلتے ہوئے دھیرے سے بولی۔۔۔

نرمل کی باچھیں کھل گئی تھیں۔۔۔آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔

تو۔۔۔یہ بات ہے۔۔۔جناب۔۔۔زین کی تو لاٹری نکل ائی۔۔۔تم فکر نا کرو۔۔۔میری شہزادی۔۔۔سب۔۔۔مجھ پہ چھوڑ دو۔۔۔

وہ اپنے مخصوص شوخ پن میں کہہ رہی تھی۔۔۔

زرداد۔۔۔ایک تو تمھاری کبھی سمجھ نا ائی ہمیں۔۔۔تم کیا چیز ہو۔۔۔

اشعال نے غصے سے جھنجلاتے ہوئے زرداد کی طرف دیکھا۔۔۔

کیا۔۔۔ایسا کیا کہہ دیا میں نے۔۔۔وہ خود اس سے بھی زیادہ پریشان حال لگ رہا تھا۔۔۔

زری۔۔۔دانین کی منگنی ہے آج شام کو۔۔۔اور تم یہاں کھڑے ہو کر مجھ کہہ رہے ہو چلو۔۔اس سے میرے رشتے کی بات کرو۔۔۔

تمہارے نزدیک یہ کوئی بات ہی نہیں ہے۔۔اشعال ماتھے میں سو بل ڈالے اس پر چیخ رہی تھی۔۔۔۔

اور وہ جو۔۔۔جس سے تمھاری بات پکی ہوئی ہے۔۔۔منسا۔۔اس

کا کیا۔۔۔۔ہاں۔۔۔بولو۔۔۔اشعال اس کا نیچے کو جھکا چہرہ اوپر کو اٹھا کر بولی۔۔۔

بھاڑ میں۔۔جائے وہ۔۔۔میری طرف سے۔۔۔وہ دھاڑنے کے سے انداز میں بولا تھا۔۔۔آنکھوں میں لالی تھی۔۔۔جو بہت سی شب کی بیداری کا واضح ثبوت تھی۔۔۔

تم یوں۔۔۔ہی فضول میں بحث کرتی رہو گی۔۔۔اور ادھر اس کی منگنی ہو جائے گی۔۔۔زرداد کو اب غصہ آ رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج سکندر کے فون پر اسے اس بات کا پتہ لگا تھا۔۔۔کہ دانین کا رشتہ آیا تھا۔۔۔اور دانین کی کی ہی مرضی شامل تھی۔۔۔آج ان کی منگنی ہو رہی تھی۔۔۔

وہ یونیورسٹی میں اس کے ساتھ تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔۔۔تم پاگل مت بنو۔۔۔اشعال نے آواز کو دھیما رکھ کے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

نہیں کرتی وہ اسے پسند مجھے پتا ہے۔۔۔تم مجھے بتاو تم نے میرا ساتھ دینا ہے یا نہیں۔۔۔وہ دو ٹوک الفاظ میں کہہ کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

زری۔۔۔کیا۔۔۔چیز ہو۔۔۔تم۔۔۔جینے دو سب کو ان کے حال میں۔۔۔ جب بھی میں تمھاری طرف سے بے فکر ہوتی ہوں۔۔۔ایک نیا تماشا شروع کر دیتے ہو تم۔۔۔پہلے منسا کے لیے ان سب کو اتنی مشکل سے راضی کیا اور اب جب اس کے ساتھ سب بات ہو چکی ہےتوتم کہہ رہے ہو تمہیں اس سے محبت نہیں تھی۔۔۔دانی سے ہے محبت۔۔۔اشعال نے نا سمجھ آنے والے انداز میں سر پر ہاتھ رکھا۔۔۔

کل کو تمہیں دانی سے بھی محبت نہیں ہو گی۔۔۔اشعال کا لہجہ اب سخت تھا۔۔۔

میں جا رہا ہوں۔۔۔میں خود ہی بات کر لوں گا۔۔۔تم میں سے کسی نے کبھی میرا ساتھ دیا بھی ہے۔۔۔وہ دھاڑتا ہوا آگے بڑھا تھا۔۔۔

رکو۔۔۔میں چلتی ہوں۔۔۔اچانک آنے والے خیال سے وہ اٹھی اور کمرے کی طرف چل پڑی۔۔۔

زرداد نے منسا کی دفعہ ایسے بلکل ری ایکٹ نہیں کیا تھا جیسے اب کر رہا تھا۔۔۔اشعال کو اس کے دل کی سچائی پہ یقین آ رہا تھا۔۔۔وہ رانیہ کی چند چیزیں بیگ میں ڈالتی ہوئی اس کے ساتھ حیدرآباد کے لیے نکل پڑی تھی۔۔۔

راستے میں زرداد اسے پوری طرح قائل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔

✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽✽

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Article|Books|Poetry|Interviews

اس سے کہو۔۔۔اپنی محبت سنبھال کر رکھے۔۔۔ہارون کا غصے سے برا حال تھا۔۔۔

میں تو پہلے ہی کہہ چکا تھا۔۔۔میں اس لڑکے کی بلکل ضمانت نہیں دیتا۔۔۔خبیث ہے یہ پورا۔۔۔وہ سکندر کی طرف منہ کر کے بول رہے تھے۔۔۔ان کو غصے سے سانس چڑھا ہوا تھا۔۔۔

اشعال کو آگے کر کے وہ خود اوپر چلا گیا تھا۔۔۔

سکندر خاموشی سے پرسوچ انداز میں بیٹھے تھے۔۔۔

اب کیا ہم اپنے خاندان کا تماشہ بنا لیں اس خبیث کے لے۔۔۔سب ہکا بکا کھڑے تھے زرداد کی اس فرمائش پر۔۔۔

ہارون کا بول بول کر برا حال تھا ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سر توڑ دیں۔۔۔زرداد کا۔۔۔

دانین پارلر گئی ہوئی تھی۔۔۔

بھائی صاحب۔۔۔ایک منٹ۔۔آپ بیٹھیں۔۔۔سکندر نے ہارون کو صوفے پر کندھا پکڑ کر بیٹھایا تھا۔۔۔

زرداد نے جو بھی کہا ہے۔۔۔اس پر سوچا جا سکتا ہے۔۔۔اتنی بھی کوئی غلط بات نہیں کی ہے اس نے۔۔۔سکندر نے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔ہر دفعہ کی طرح اس دفعہ بھی انھیں رتی بھر بھی زرداد پر غصہ نہیں آیا تھا۔۔۔

زین باہر کا لڑکا۔۔۔ہے۔۔۔جو بھی ہے۔۔۔دل میں ایک ڈر ہے اسے بیٹی دیتے ہوئے۔۔۔اگر زرداد سے دانین کی شادی ہو جاتی ہے تو میرے

لیے اس سے بڑھ کر اور کیا خوشی کی بات ہو سکتی ہے۔۔۔

ہارون اب سکندر کی بات تھوڑا تحمل سے سن رہے تھے۔۔۔

اور وہ نیلم کا کزن جو اتنے مان سے رشتہ لے کر گیا وہ۔۔۔ثمرہ ہر گز اس بات سے خوش نہیں تھی۔۔۔ماتھے پر سو بل ڈال کر بولی۔۔۔

اماں وہ کہہ رہا اتنا عرصہ ہو گیا ہے اس کی منسا سے بات نہیں ہوئی۔۔۔ انتہائی بدتمیز لڑکی ہے۔۔اور اس کا تو اس سے تب ہی من کھٹا ہو گیا تھا جب وہ اسے برے حال میں چھوڑ کر چل دی تھی۔۔۔اشعال سب کو قائل کر رہی تھی۔۔۔

شازر۔۔تم دانین کو پارلر سے لے کر آو۔۔۔میں اس سے بات کروں گا۔۔۔تب ہی کوئی فیصلہ ہو گا۔۔ہارون نے دو ٹوک بات کر کے سب کو خاموش کروا دیا تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تو پھر بات ہی نہیں بنتی۔۔۔بچی خود کہہ رہی کہ وہ نہیں کر سکتی کسی بھی صورت میں زرداد سے شادی۔۔

دانین ہلکے سے پیچ پنک رنگ کے سوٹ میں سلیقے سے کیے ہوئے میک اپ اور جولیری زیب تن کیے۔۔۔بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔سر جھکا کر وہ سامنے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔اورچہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔ضبط سے۔۔۔دل کر رہا تھا جآئے اور منہ نوچ لے زرداد کا۔۔۔خود کو سمجھتا کیا ہے۔۔۔

بیٹا۔۔۔مجھے تم سے بات کرنی ہے اکیلے میں سکندر دانین کے سر پر کھڑے کہہ رہے تھے۔۔۔

وہ دھیرے سے اٹھی تھی اور سکندر کے ساتھ چلتی ہوئی اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔۔۔

دانین۔۔۔سکندر نے دانین کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

دیکھو بیٹا۔۔۔میں جو بھی کہوں اسے سمجھنا۔۔۔

انھوں دھیمے لہجے میں ٹھہر کر بات شروع کی۔۔۔

زرداد مجھے بہت عزیز ہے۔۔۔بہت ہی پیارا بچہ ہے۔۔۔دل کا بہت اچھا

ہے۔۔۔ہاں کچھ غلطیاں پہلے جوانی میں کرتا رہا۔۔پر۔اب ایک سلجھا ہوا پڑھا لکھا اور ہر لحاظ سے تمھارے مستقبل کی روشن ہونے کی ضمانت دے سکتا ہے۔۔۔میں چاہتا ہوں دل سے کہہ تمہاری شادی اس سے۔۔ہو۔۔سکندر کا ہاتھ ابھی بھی دانین کے سر پر تھا۔۔۔

زین اچھا ہو گا۔۔۔میں یہ نہیں کہتا وہ اچھا نہیں ہے۔۔۔پر مجھے عجیب سا ڈر ہے بیٹا۔۔۔وہ کانپتے ہوئے لہجے میں۔۔بولے۔۔۔۔بیٹی کی محبت ایسی ہی ہوتی ہے۔۔۔

اب تم بولو۔۔۔تم کیا کہتی ہو۔۔۔میری خواہش جاننے کے بعد۔۔۔

وہ سوالیہ نظروں سے دانین کی طرف دیکھ رہے تھے۔۔۔

بابا میں زین سے ہی شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔مجھے زرداد سے شادی نہیں کرنی ہے۔۔۔گھٹی سی دھیمی سی آواز میں دانین نے کہا تھا۔۔۔بابا پلیز۔۔۔مجھے زرداد کے لیے قائل مت کریں۔۔۔میں اس کے ساتھ ہر گز خوش نہیں رہ سکوں گی۔۔۔

ہم۔م۔م۔م۔م۔سکندر نے دانین کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔خوش رہو میری گڑیا۔۔۔تمھاری خوشی میں ہی میری خوشی ہے۔۔

وہ سر جھکا کر کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔۔۔

وہ چھت پر انگاروں میں لوٹ رہا تھا۔۔۔نیچے صحن میں زین دانین کو انگوٹھی پہنا رہا تھا۔۔۔

یہ اس کی کوئی پانچویں سگریٹ تھی۔۔۔آنکھوں میں درد۔۔۔تھا۔۔کرب تھا۔۔۔تکلیف تھی۔۔۔اشعال نے بتایا تھا۔۔کہ سب مان گئے تھے۔۔۔ لیکن دانین نہیں مانی تھی۔۔۔

دانین ہنس رہی تھی۔۔۔زین اور اس کے گھر والے ایک دوسرے کے گلے مل رہے تھے۔۔۔

زین ایک کوئی بہت ہی شریف و النفس قسم کا سادہ سا لڑکا تھا۔۔آنکھوں پہ چشمہ تھا۔۔۔۔۔دانین سے زیادہ وہ شرما رہا تھا۔۔۔

زرداد کا بس نہیں چل رہا تھا جا کر گلا دبا دے زین کا جس کے پہلو میں اس کی محبت بیٹھی تھی۔۔۔

اس نے دیوار میں زور سے ہاتھ مارا تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دروازہ بند ہونے کی آواز پر دانین نے چونک کر دیکھا تھا۔۔۔

زرداد آنکھوں میں خون بھر کر اجڑی ہوئی حالت میں کھڑا تھا۔۔۔وہ ڈریسنگ میز کے سامنے بیٹھی اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی جب وہ کمرے میں آیا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی۔۔۔زرداد تیزی سے دانین کی طرف بڑھا تھا۔۔۔اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کے اسے پیچھے دھکیلتا ہوا جا رہا تھا۔۔

پھر زور سے اس کا وجود دیوار کے ساتھ لگا دیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کا ہاتھ ہنوز دانین کے ہونٹوں پر تھا۔۔۔

زرداد نے اسے دیوار کے ساتھ لگا کر خود کو اس کے ساتھ یوں لگایا تھا کہ وہ ہل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔

زرادد کی سانسوں کی آواز تک اسے سنائی دے رہی تھی۔۔۔

جو غصے سے تیز تیز چل رہی تھیں۔۔۔

وہ تڑپنے کے سے انداز میں اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔لیکن اس کے فولادی جسم کے آگے سب کوشش ناکام تھی۔۔۔

دانین سکندر۔۔شادی تو۔۔۔تمھاری مجھ سے ہی ہو گی۔۔۔

اس کے کان کے قریب وہ غرایا تھا۔۔۔

پھر دوسرے ہاتھ سے اسکے ہاتھ میں سے انگوٹھی کو اتار رہا تھا۔۔۔

دانین مسلسل اپنے ہاتھ کو جھٹکے دے رہی تھی۔۔۔تکلیف سے آنکھوں میں پانی تھا۔۔۔زرداد نے بری طرح اس کی انگلی سے انگوٹھی کو نوچا تھا اور اسے ایک جھٹکے سے چھوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

بے آواز قدموں سے۔۔۔وہ اوپر ائی تھی۔۔۔زور کے دھکے سے اس کے کمرے کا دروازہ کھولا۔۔۔

زرداد بیڈ پر دونوں ہاتھوں کا تکیہ بنا کر سیدھا لیٹا ہوا تھا۔۔۔جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا۔۔۔اپنے مخصوص انداز میں مسکرایا تھا۔۔۔چہرہ پہ ایسے سکون تھا۔۔۔کہ اس کے آنے کی خبر جیسے پہلے سے ہو اسے۔۔

دانین کا خون جل کے رہ گیا تھا۔۔۔

سگریٹ کا دھواں پورے کمرے میں پھیلا ہوا تھا۔۔۔دانین کو اپنا سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔۔اسے کھانسی آنے لگی تھی۔۔۔ایک ہاتھ کو وہ ہوا میں مار رہی تھی دائیں بائیں۔۔۔اور دوسرے ہاتھ کو ناک پر رکھا ہوا تھا۔۔۔

میری رِنگ واپس دو زری۔۔۔انتہائی سخت لہجے میں کہا۔۔۔

دے دوں گا۔۔۔بے فکر رہو۔۔۔بڑے انداز سے کہتا ہوا وہ اٹھا تھا۔۔۔

اور اب اسے محبت پاش نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

زری۔۔۔میں اسی وقت جا کر تایا ابا کو بتاؤں گی۔۔۔میری رنگ واپس دو۔۔اس کو اپنے پاس آتا دیکھ کر قدم پیچھے جا رہے تھے۔۔۔

جاؤ ابھی جاو۔۔۔ویسے بھی۔۔۔یہاں۔۔۔میری شرافت۔۔۔اور محبت پر کسے اعتبار ہے۔۔۔سینے پہ ہاتھ باندھے بلکل اس کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

تو ایسا کرنے سے کیا تم پر اعتبار کر بیٹھوں گی میں بھول ہے تمہاری۔۔۔ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی۔۔۔

پر اس نے تو آج جیسے۔۔۔شرافت بلآئے تاک۔۔رکھ چھوڑی تھی۔۔۔

دانین نے جیسے ہی نظر اس سے ملائی اس نے شرارت سے اپنی دائیں آنکھ دبائی تھی۔۔چہرے پر بھی۔۔ مسکراہٹ تھی۔۔۔نچلے ہونٹ کا ایک کونا دانتوں کے نیچے دبایا ہوا تھا۔۔۔۔

دانین ایک دم گڑ بڑا گئی تھی۔۔۔

رِنگ صیح وقت پر صیح جگہ جآئے گی۔۔۔تمہیں ابھی بلکل نہیں ملے گی۔۔۔اس کے چہرے پر گری اس کے بالوں کی لٹ کو دھیرے سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوا۔۔دانین نے زور سے اپنے ہاتھ سے اس کا ہاتھ جھٹکنا چاہا تو زرداد نے اسی ہاتھ کو دبوچ لیا۔۔۔

شرافت تو تمھیں سمجھ نہیں ائی تھی دانین سکندر۔۔۔بڑے پیار سے اس کے قریب ہوا تھا۔۔۔۔

اب ایسے تو پھر ایسے ہی صبح۔۔۔۔۔ایک دم اس کا ہاتھ چھوڑا تھا اور پیچھے ہوا۔۔جاؤ جا کر آرام سے سو جاؤ۔۔۔آواز درد دکھ۔۔۔اور ضد پہ آنے کی وجہ سے بھاری اور کھردری سی ہو گئی تھی۔۔۔

میں بھی کراچی جا رہا ہوں۔۔۔یہ رنگ تمہاری امانت ہے۔۔میں خود تمہیں پہناوں گا فکر نا کرو۔۔۔

لیکن ابھی نہیں۔۔۔جاؤ اب۔۔۔شاباش۔۔۔واپس جا کر اپنے بیڈ پر لیٹ گیا تھا پھر سے۔۔۔

اگر تم یہ سمجھ رہے ہو۔۔۔تمھارے ایسے کرنے سے میں پھر سے تمھاری گھٹیا محبت پر یقین کر بیٹھوں گی تو زرداد یہ بھول ہے

تمھاری۔۔۔سمجھے تم۔

انگشت انگلی کی اکڑ دانین کے پختہ ارادے اور زرداد کے لیے نفرت کا واضح ثبوت تھی۔۔۔۔اور۔۔۔میری۔۔اور میرے زین کی سچی محبت پر ایسی ہزاروں۔۔۔انگوٹھیاں قربان۔۔۔بڑی حقارت سے ناک اوپر چڑھائی۔۔۔رکھو شوق سے اپنے پاس۔۔۔سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ وہ جاتے ہوئے دروازہ زور سے مار کر گئی تھی۔۔۔

زرداد نے زور کا قہقہ لگایا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میری اور میرے زین۔۔۔اس نے زیرِلب دانین کے الفاظ کو دہرایا تھا۔۔۔اور پھر سے قہقہ لگایا تھا۔۔۔قہقہ اتنا جاندار تھا۔۔۔کہ اس کی آنکھوں کے کونے بھیگ گئے تھے۔۔۔

پھر بیڈ سے اٹھا تھا۔۔۔اور ارد گرد تلاش شروع کر دی تھی۔۔۔۔۔

کہاں رکھ چھوڑی تھی۔۔۔وہ سرخ ڈائری۔۔۔۔وہ کمر پر ہاتھ باندھے کھڑا سوچ رہا تھا۔۔۔

سانولی۔۔۔سلونی سی محبوبہ۔۔۔تیری چوڑیاں۔۔۔شڑنگ۔۔۔کر کے۔۔۔ جانے۔۔۔کیسی۔۔۔آس۔۔۔دلائیں۔۔۔ہائے۔۔ہائے۔۔۔کریں سب لڑکے۔۔۔

زرداد کی آواز۔۔۔گونج رہی تھی۔۔۔وہ سٹیج پہ۔۔۔لاکھوں لوگوں کی دل کی دھڑکن بنا گا رہا تھا۔۔۔لڑکیاں۔۔۔لڑکے۔۔۔سب اس کے ساتھ جھوم رہے تھے۔۔۔گا رہے تھے۔۔۔

زرداد نے اس گانے کا ری میک کیا تھا۔۔اور اس کی آواز میں یہ گانا ۔۔۔سب لوگوں کی۔۔۔دل کی دھڑکن بن کر دھڑکنے لگا۔۔۔

ہر جگہ۔۔۔یہی گانا سنائی دینے لگا۔۔۔زرداد اب ہر طرح سے۔۔اپنی دھاک بٹھا چکا تھا۔۔۔آئے دن انٹرویوز۔۔۔۔سب سے بڑے اشتہار کا برینڈ ایمبسیڈر وہ تھا۔۔۔زری کے نام سے اس نے کپڑوں کا ایک برینڈ لانچ کیا تھا۔۔۔

اور اب ان کی حیدر آباد والی کپڑوں کی دوکان۔۔۔زری۔۔۔برینڈ۔۔۔کے نام میں تبدیل ہو چکی تھی۔۔۔سکندر اور شازر نے اس معاملے میں اس

کا بھر پور ساتھ دیا تھا۔۔دنوں میں سب حالات بدل کے رکھ دیے تھے۔۔۔سات ماہ کے اس پورے عرصے میں۔۔۔اس نے دانین سے کوئی بات نہیں کی تھی۔۔۔

یہ نہیں تھا کہ اس کی محبت کی شدت میں کوئی کمی ائی تھی۔۔۔محبت کا رنگ تو گہرے سے گہرا ہوتا جا رہا تھا۔۔دانین کے نام سے اس نے ایک البم بنا ڈالی تھی۔۔۔دانی۔۔۔۔۔

جس کا مین گانا۔۔یہ ہی تھا۔۔۔جس پر پوری دنیا جھوم رہی تھی۔۔۔ آج اس کے ساتھ۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منسا۔۔کی دوبارہ۔۔کبھی اس نے کال تک نہیں اٹھائی تھی۔۔۔لیکن وہ ابھی بھی۔۔اپنی پوری کوشش میں لگی تھی کہ کسی طرح پھر سے پیچ اپ ہو جآئے۔۔۔وہ سٹیج سے نیچے اتر رہا تھا۔شورو غل،چیخ و پکار،سکیورٹی کے بیچ میں سے گزرتا ہوا وہ اپنی کار میں بیٹھا تھا۔۔جس کے بند شیشوں کو ہاتھ لگانے کو بھی لڑکیاں اپنی خوش قسمتی تصور کر رہی تھیں۔۔۔

نہیں۔۔۔ٹھیک ہوں۔۔آپ کیسے ہیں۔۔۔دانین نے صوفے کی پشت کے ساتھ سر ٹکایا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔نائٹ شفٹ کی وجہ سے بہت تھکاوٹ ہو رہی تھی۔۔۔

زین سے بہت کم بات ہوتی تھی۔۔۔اس کی۔۔۔وہ کبھی کبھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر ڈرتے ڈرتے دانین کو کال کرتا تھا۔۔۔

آج بھی۔۔۔زرداد کا گانا سننے پر اس کا دل مچل سا گیا تھا۔۔۔

اچھا سنو۔۔ایک گانا بھیج رہا ہوں۔۔جب بھی سنتا ہوں۔۔۔تمھارا چہرہ لہرا جاتا آنکھوں کے۔۔اگے۔۔۔

زین کی ملتان کے کسی ہاسپٹل میں جاب ہو گئی تھی۔۔۔اس کا اپنا ابائی گھر بھی وہیں تھا۔۔۔ان دونوں کی شادی کی تاریخ رکھی جا چکی تھی۔۔۔

ہم۔م۔م۔بھیجیں آپ میں سنتی ہوں۔۔۔سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔

فون کو ایک طرف رکھ کر آنکھوں کو ہاتھوں کی ہتھلیوں سے دبایا تھا۔۔۔

پیغام کی بیپ کے ساتھ ہی اس نے فون اٹھایا تھا۔۔۔تھوڑی دیر پروسیسنگ کے بعد ویڈیو زرداد کی آواز کے ساتھ گونج رہی تھی۔۔۔

سانولی۔۔۔سلونی۔۔سی محبوبہ۔۔۔۔تیری چوڑیاں شٹرنگ کر کے۔۔۔جانے کیسی آس دلائیں۔۔۔ہائے۔۔ہائے۔۔۔کریں سب لڑکے۔۔۔

دانین نے فوراً ویڈیو بند کر دی تھی۔۔۔

چہرہ تپنے لگا تھا۔۔۔اس گانے سے تو اسے نفرت سی ہو گئی تھی۔۔۔

ہر جگہ یہ ہی بجتا سنائی دیتا تھا۔۔۔آجکل

اس نے کچھ بھی تو ایسا نہیں کیا تھا۔۔ہاں بس اسکی منگنی کی رِنگ آج بھی اسی کے پاس تھی۔۔۔اس کے بعد نا کبھی کال کر کے تنگ کیا نا کبھی حیدر آباد آیا تھا۔۔۔اگر آیا بھی تو گھر نہیں آیا تھا۔۔۔۔

جھوٹی محبت کا خمار بس اتنا سا ہی ہوتا ہے زرداد ہارون۔۔۔اس نے آنکھیں موند لی تھیں لیکن کانوں میں ابھی بھی۔۔۔اس کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔

سانولی۔۔سلونی۔۔۔سی محبوبہ۔۔۔۔

تمہیں۔۔۔میں نے تو نہیں کہا تھا۔۔کہ تم پاکستان اؤ۔۔سامنے پڑے جوس کے گلاس کے کناروں پر اپنی انگلی کو آہستہ آہستہ پھیرتے ہوئے زرداد نے سامنے بیٹھی منسا کی طرف دیکھا۔۔۔

منسا نے تڑپ کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔زرداد چھ سال کا ریلیشن یوں نہیں ختم ہوا کرتا۔۔۔۔منسا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔۔۔

صیح کہہ رہی ہو۔۔۔رشتہ چاہے چھ سال کا ہو یا دو سال کا یوں ختم نہیں ہوا کرتا۔۔پر تمہارا اور میرا یوں ہی ختم ہوا کرتا ہے۔۔۔یہ رسم تم نے ہی شروع کی تھی پہلے۔۔

۔سپاٹ لہجے میں جواب ملا۔۔۔

وہ اس بات پہ تھوڑی جزبز سی ہوئی تھی۔۔

منسا زرداد کے چہرے پر اپنے لیے محبت کا کوئی ایک بھی آثار دیکھنے میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بری طرح ناکام ہو رہی تھی۔۔۔

زرداد تمہیں کیا ہو گیا ہے۔۔۔وہ روہانسی ہو گئی تھی۔۔۔

عشق۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرب میں لپٹی ہوئی۔۔۔بھاری آواز میں جواب ملا۔۔۔

کس سے۔۔۔ملسا کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔

ہے کوئی۔۔۔ظالم۔۔۔جوس کا گلاس منہ سے ہٹاتے ہوئے۔۔چہرے پہ۔۔ قاتل مسکراہٹ لاتے ہوئے اس نے کہا۔۔۔

تو جو مجھ سے تھا وہ کیا تھا۔۔۔زرداد۔۔۔ملسا نے آنسو میں رندھی ہوئی آواز سے کہا

خود ساختہ۔۔۔محبت۔۔۔جس میں میرے دل سے زیادہ۔۔کردار میرے دماغ کا تھا۔۔۔وہ رک رک کر بول رہا تھا۔۔۔

اب میرے اندر کا سارا انتظام اس کمبخت دل نے سنبھال رکھا ہے۔۔۔وہ قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔

ملسا حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ملسا کی آنکھوں کی نمی صاف واضح

تھی۔۔۔

دیکھو۔۔۔دماغ۔۔ابھی بھی کبھی کبھی۔۔۔قید خانے۔۔کی چھوٹی سی کھڑکی سے چیخ چیخ کے دل کو سمجھانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔یہ ٹھیک نہیں ہے۔۔۔یہ۔۔ نہیں۔۔ٹھیک۔۔۔وہ تھوڑا سا آگے ہوا تھا۔۔۔

آنکھوں میں نمی اس کے بھی تھی۔۔۔مرد مضبوط جسم کا مالک ضرور ہوتا ہے۔۔۔لیکن دل اس کا بھی اسی مٹی سے سینچا گیا تھا۔۔۔جس سے عورت کا۔۔۔

یہ الگ بات ہے کہ۔۔۔عورت آنسو گال پر گرا کر سکون پا جاتی ہے۔۔۔لیکن مرد کو اپنے آنسو بھی پی کر دل پر ہی گرانے پڑتے ہیں۔۔۔اسی لیے تو دل کا دورہ پڑنے کی شرح میں مردوں کی تعداد زیادہ ہے۔۔۔

منسا ایک دم ساکت ہو گئی تھی۔۔۔اس کے بعد کوئی بات کرنے کو تھی ہی نہیں۔۔۔

وہ ایسے ہی لاش کی طرح اٹھی تھی۔۔۔اور چل دی تھی۔۔۔جبکہ زرداد اپنے سر کو جھکائے۔۔۔زمین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم۔۔میرے ساتھ جاؤ گی یا۔۔احمد کے ساتھ نکلو گی۔۔۔حیدر آباد کے لیے۔۔۔کار میں بیٹھا وہ اپنے کوٹ کے آگے والے بٹن کو کھول رہا تھا۔۔۔ڈرائیور اس کے حکم کے انتظار میں۔۔سٹیرنگ پرہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔تم جا رہے ہو دانین کی شادی۔۔پہ۔۔۔حیرت کے سمندر میں غوطے لگاتی ہوئی اشعال کی کی آواز ابھری تھی۔۔

میں نہیں جاؤں گا تو شادی کیسے ہو گی۔۔۔قہقہ لگایا تھا۔۔۔

بکواس مت کرو۔۔۔دیکھو تم مت جاؤ۔۔۔میں تمہیں ایسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی۔۔۔

روہانسی آواز میں۔۔اشعال نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔۔۔

تم اپنے مشورے اپنے پاس رکھو۔۔۔بولو آوں تمہیں لینے۔۔۔سن گلاسز لگاتے ہوئے پوچھا۔۔۔

شام کو دانین کی مہندی تھی۔۔۔ابھی چار بج رہے تھے۔۔۔

نہیں تم جاؤ میں آ جاوں گی۔۔۔احمد ابھی آتے ہوں گے آفس سے۔۔۔
اشعال کی آواز میں بھائی کی محبت کی نمی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔پھر آو۔۔۔میں جا رہا ہوں۔۔اس نے ڈرائیور کو حیدر آباد نکلنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

اور خود سیٹ سے ٹیک لگا کر مسکرا رہا تھا۔۔۔

وہ۔۔جناب بھی۔۔پہنچ گئے ہیں۔۔۔منال نے اس کے سر پر دوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

کون۔۔۔زری۔۔۔بہت گھٹی سی آواز نکلی تھی۔۔۔دانین کا رنگ ایک دفعہ زرد پڑا تھا۔۔۔

جی جناب۔۔وہی۔۔اشعال نے تو بہت روکا۔۔اسکو۔۔۔پر تمہیں تو پتہ ہے۔۔۔ہر وہ کام کرتا جس سے کوئی روک دے اسے۔۔۔

منال اب پیچھے ہو کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

خیر تم پریشان کیوں ہو رہی۔۔بہت پیاری لگ رہی ہو قسم سے۔۔۔منال نے محبت بھری نظروں سے دیکھا۔۔۔

نہیں۔۔تو۔۔۔پریشان کیوں ہوں گی میں۔۔۔وہ منال کے ساتھ ساتھ خود کو بھی سنا رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

منال کمرے سے چلی گئی تھی۔۔۔وہ اپنے آپ کو سامنے ائینے میں دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ بہت حد تک مختلف لگ رہی تھی۔۔نکھرا ہوا گندمی چہرہ ہلکا سا میک اپ۔۔پھولوں کا زیور۔۔۔

پر آنکھیں۔۔چہرہ۔۔۔ساکت۔۔۔جزبات۔۔احسات سے خالی۔۔۔

زرداد نے سب کچھ نوچ ڈالا تھا۔۔۔کھرچ ڈالا تھا اس کے دماغ سے۔۔

محبت کے جزبے سے ایسے اعتبار اٹھا تھا۔۔کہ ایک پل کو کبھی اسے زین کی محبت پر بھی یقین نہ آیا تھا۔۔

اس نے دوپٹہ سیٹ کرنے کے لیے بازو اوپر کیے تھے۔۔۔

بہت کچھ زرداد کی وجہ سے بدل گیا تھا سوآئے اس گھر کے۔۔۔جو ہارون کسی صورت نہیں چھوڑنا چاہتے تھے۔۔۔

اسی گھر کے صحن میں ہر بار کی طرح اس دفعہ اس کی مہندی کے لیے سٹیج سجا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پر اس دفعہ انتظام اتنا شاندار تھا۔۔کہ سب حیران تھے۔۔۔زرداد نے کسی چیز کی کمی نہ رکھی تھی۔۔۔

باہر ساونڈ سسٹم پر پھر اونچی آواز میں وہی گانا بج رہا تھا۔۔۔

دانین نے انگلیاں اپنے کانوں میں گھسا دی تھیں۔۔۔

وہ مہندی لگانے کے لیے سٹیج پر آیا۔۔۔تو سب لوگ۔۔۔بے یقینی کے

عالم میں اسکا یہ عمل دیکھ رہے تھے۔۔۔

زرداد نے مہندی اپنی انگلی کی پور سے اٹھا کر اس کی ہتھیلی پہ سجے پتے پر لگا دی تھی۔۔۔پھر تھوڑا سا اس کے قریب ہوا تھا۔۔

یہ پہلی شادی ہو گی جس میں دلہے نے اپنی دلہن کو۔۔مہندی لگائی ہے۔۔۔بھاری آواز میں اس نے دانین کے کان کے قریب سرگوشی کی۔۔

دانین نے چونک کے اس کی طرف دیکھا تو اپنے مخصوص انداز میں آنکھ دبائی۔۔۔اور وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

دانین نا سمجھی کی حالت میں اسے جاتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہے اس کے ذہن میں۔۔۔کیا کرنا چاہتا ہے۔۔۔وہ اپنی سوچوں میں الجھ کر رہی گئی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد۔۔۔۔

سب کی فرمائش پر وہ گٹار تھامے اپنا وہی گانا گا رہا تھا۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سانولی سلونی سی محبوبہ۔۔۔گانے کے بول دانین کو زہر لگ رہے تھے۔۔۔

آنکھیں۔۔محبت سے بھر کے۔۔وہ بار بار کن اکھیوں سے دانین کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔

جس کے لیے اب یہاں بیٹھنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔۔

بہت اچھی لگ رہی ہو۔۔۔اس کی آواز پر دانین نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔

وہ ابھی اندر ائی ہی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے۔۔۔اس کے گانے سے گھبرا کر۔۔۔

تم تم۔۔نکلو ابھی اسی وقت۔۔۔وہ ہڑ بڑا گئی تھی۔۔۔اس کے ایسے کمرے میں آنے پر۔۔۔اور اس دن کا سارا منظر آنکھوں کے آگے گھوم گیا تھا۔۔۔

کیا ہوا۔۔۔گھبرا کیوں رہی ہو۔۔۔جاتا ہوں۔۔ابھی۔۔۔

ویسے بھی کل تم میرے پاس ہی ہو گی۔۔۔تو آج بے تابی نہیں دکھانی چاہیے۔۔۔وہ شرارت سے ہنس رہا تھا۔۔۔

بکواس مت کرو اور نکلو یہاں سے نہیں تو میں تایا ابا کو آواز دے دوں گی۔۔۔

کوئی نہیں سنے گا۔۔۔سب۔۔باہر صحن میں ہیں۔۔۔

میں بھی جا رہا ہوں۔۔تمہیں کہنے آیا تھا رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔تم سو جاؤ۔۔۔کل نہیں سونے دوں گا۔۔۔وہ قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔دانین کا ضبط سے رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔نکلو۔۔۔میرے کمرے سے باہر اسی وقت۔۔۔۔وہ چیخنے کے سے انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔

جا رہا ہوں۔۔۔مسکراتا ہوا وہ باہر چلا گیا تھا۔۔۔

اور دانین نوچ نوچ کر اپنا زیور اتار رہی تھی۔۔۔

کیا مزاق ہے یہ۔۔۔زین اپنے سامنے پڑی ڈائیری اور انگوٹھی کو دیکھ رہا

تھا۔۔۔

مذاق نہیں یہ حقیقت ہے۔۔۔

بڑے انداز سے مسکرایا تھا زرداد۔۔

تم نے ڈائری پڑھ لی ہے۔۔۔پتہ تو چل گیا ہو گا کہ کتنی محبت ہے اسے مجھ سے۔۔۔گھمبیر۔۔۔۔بھاری آواز۔۔۔میں کہا۔۔۔

رات کے تین بجے وہ زین کے گھر اس کے ڈرائنگ روم میں اس کے سامنے موجود تھا۔۔۔

زین کی اس سے پہلی دفعہ ملاقات ہو رہی تھی۔۔۔دانین کیا کبھی کسی گھر والے نے بھی ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھا تھا۔۔۔ہاں صرف اتنا پتہ تھا اس کو کہ شازر کا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے۔۔۔جو کراچی ہوتا ہے۔۔۔

اس کو یہی لگا کہ میں شائید اب اسے نا اپناؤں۔۔۔اسی لیے خاموشی سے تمھارے پرپوزل کی ایکسپٹ کر بیٹھی تھی۔۔۔

کرسی کے دونوں بازوؤں پر اپنے بازو ٹکا کر وہ آگے کو جھک کر کہہ رہا

تھا۔۔۔

زین کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا۔۔ایک رنگ جا رہا تھا۔۔۔

لیکن درحقیقت۔۔۔وہ صرف اور صرف مجھ سے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں کرتا رہوں گا۔۔۔اور وہ بھی کرتی رہے گی۔۔۔چاہے آپ اس حقیقت کے بعد بھی اسے اپنا لیں۔۔اب زرداد کندھے اچکاتا ہوا پیچھے ہوا تھا۔۔۔

زین کیسے نا یقین کرتا۔۔۔اس حقیقت کی نا صرف ڈائری ہی ثبوت تھی بلکہ۔۔دانین کا اس کے ساتھ رویہ بھی ثبوت تھا۔۔۔

زین کو کبھی اپنے لیے اپنائیت کا احساس نہیں ہوا تھا اس کی طرف سے۔۔۔

آپ ابھی کال کریں گے۔۔۔چاچو کو اور منع کر دیں۔۔۔۔میری اور دانین کی یہ ہمبل ریکوسٹ ہے آپ سے۔۔۔بڑے التجا کے انداز میں زرداد نے کہا تھا۔۔زین نےایک نظر انگوٹھی کیطرف ڈالی۔۔۔

اور اس کی نظروں کے سامنے دانین انگوٹھی اتار کر زرداد کو پکڑاتی ہوئی نظر ائی۔۔۔

تو تم دونوں نے میرے ساتھ آج ہی یہ کیوں کیا۔۔پہلے بھی تو بتا سکتے تھے۔۔۔زین نے سرخ چہرے کے ساتھ کہا۔۔۔

یہ تم دانین سے ہی پوچھنا۔۔مجھے تو اس نے جیسا کہا میں نے کیا۔۔۔پہلے وہ چپ چاپ۔۔محبت قربان کر رہی تھی۔۔میں بھی اس کی خوشی میں خوش ہو گیا۔لیکن۔۔۔اب برداشت نہیں ہوتا۔۔۔لیکن ابھی بھی اگر آپ صبح بارات لے کر آجاتے ہیں تو وہ چپ چاپ شادی کر لے گی۔۔ پر۔۔۔خوش نہیں رہے گی۔۔۔زرداد بڑے دکھ کو ظاہر کرتے ہوئے بولا

مجھے بات کرنی ہے دانین سے۔۔۔زین نے لب بھینچے۔۔۔۔

ہاں تو کریں نہ۔زرداد نے انگلی اپنے ہونٹوں پہ رکھتے ہوئے کہا۔۔۔

زین نے اپنے فون سے دانین کو کال ملائی تھی۔۔۔بِل جاتی رہی پر اس نے فون نہیں اٹھایا تھا۔۔۔

www.neweramagazine.com

پھر ملائی۔۔۔پر وہ کال رسیو نہیں کر رہی تھی۔۔

کال نہیں اٹھآئے گی تمھاری۔۔زرداد دھیرے سے بولا۔۔۔

اب زرداد کال ملا رہا تھا۔۔۔ہاں۔۔۔دانین نے کال اٹھا لی تھی۔۔۔

زین نے چونک کر دیکھا۔۔۔

ہاں۔۔۔مان گیا ہے۔۔۔تم کیوں رو رہی ہو۔۔۔نہیں لے کر آئے گا وہ بارات۔۔۔زرداد دانین کو چپ کروا رہا تھا۔۔۔بات کرو گی۔۔زین سے۔۔۔اچھا ٹھیک ہے۔۔۔زرداد نے کال کاٹی۔۔زین کی طرف دیکھا۔۔۔

نہیں کرنا چاہتی بات۔۔۔زرداد نے کندھے اچکآئے۔۔ڈائری میں۔۔۔ زرداد کے لیے۔۔۔دانین نے اتنا کچھ لکھا ہوا تھا۔۔کہ وہ جان لینے کے بعد۔۔زین جیسا شریف انسان کبھی بھی اس شادی کے لیے راضی نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔زین کے موبائل سے زرداد نے اسے سکندر کا نمبر ملا کر دیا تھا۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو یہ تم۔۔۔سکندر کو جیسے دھکا لگا تھا۔۔۔زین کی بات پر وہ کہہ رہا تھا کہ وہ دانین سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔وہ صبح بارات نہیں لآئے گا۔۔

لیکن کیوں ایسا کر رہے تم۔۔۔سکندر کی آواز لڑ کھڑا گئی تھی۔۔۔

آپ دانین کی شادی زرداد سے کر دیں۔۔زین نے کال کاٹ دی تھی۔۔۔

زین دونوں ہاتھوں میں سر تھام کر بیٹھا ہوا تھا۔۔۔

اچھا سنو۔۔۔یار۔۔رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔کیا یہ رنگ میں خرید سکتا ہوں۔۔۔

زین نے بے یقینی سے دیکھا۔۔۔کمینگی کی انتہا تھی ویسے۔۔۔

وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔پھر ایک بھاری رقم کا چیک اسے پکڑا کر وہ انگوٹھی کو اپنی جیب میں رکھ رہا تھا۔۔۔

اپنے کوٹ کو اٹھ کر بڑے انداز میں جھٹکا دیا۔۔۔اور گاڑی کی چابی اٹھاتا

باہر نکل گیا تھا۔۔۔

موبائل کی بل بج رہی تھی۔۔۔زین کا نمبر دانین کے فون پر چمک رہا تھا۔۔۔اور وہ ساتھ والی سیٹ پر پڑے موبائل کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔

فون اٹھایا اور کال کاٹ دی۔۔۔

وہی مسکراہٹ۔۔ہونٹوں پہ تھی۔۔۔

دانین کو مہندی لگانے کے بعد وہ اس کے کمرے میں گیا تھا۔۔۔اور تکیے کے پاس پڑے اس کو موبائل کو آف کر کے اپنی جیب میں رکھنے میں

صرف چند سکینڈ ہی لگے تھے۔۔۔

اسی لیے۔۔۔اسی۔۔۔لیے میرا دل شروع سے اس رشتے پر آمادہ نہیں تھا۔۔۔سکندر کندھے گرا کر بیٹھے تھے۔۔۔۔

ہارون کا چہرہ اس سے بھی زیادہ پریشان حال تھا۔۔۔

زرداد نے کن اکھیوں سے سب کے چہروں کا جائزہ لیا۔۔۔۔۔۔سدرہ کا رو رو کر برا حال تھا۔۔۔

وہ۔۔۔خبیث۔۔۔کہتا۔۔۔دانین کی شادی زرداد سے کر دیں۔۔۔کوئی وجہ بھی نا بتائی۔۔۔سکندر نے زرداد کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔

زرداد ایک دم سیدھا ہوا اور ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔

دانین ابھی سو رہی تھی۔۔۔اسے کسی نے نہیں بتایا تھا۔۔۔

تو۔۔چاچو۔۔۔آپ۔۔پھر کیوں۔۔۔ہو رہے پریشان۔۔۔میں حاضر ہوں۔۔۔زرداد نے دھیمے لہجے میں۔۔۔مگر رک رک کر کہا۔۔۔

سکندر نے زرداد کی طرف مشکور ہوتے ہوئے دیکھا۔۔۔

اوہ۔۔۔تو۔۔چپ۔۔بیٹھ۔۔گلوکار۔۔۔صاحب۔۔یہ ہمارے گھر کا معاملا ہے ہم دیکھ لیں گے سب۔

ہارون کو زرداد کا یوں بولنا۔۔۔اچھا نہیں لگا تھا

۔۔چلو۔۔۔چلتے ہیں۔۔۔سورج نکلنے سے پہلے۔۔۔ان کی طرف۔۔۔پتہ تو

چلیے۔۔۔آخر کو مسئلہ کیا ہے۔۔۔ہارون شازر کی طرف دیکھتے ہوئے اٹھے تھے۔۔۔

زرداد نے سکندر کی طرف ایسے دیکھا۔۔۔جیسے وہ بچپن میں کھلونا مانگنے کے لیے دیکھتا تھا۔۔۔اسے پتہ تھا سکندر دل ؤ جان سے چاہتے کے دانین کی شادی زرداد سے ہو۔۔۔وہ اپنی اکلوتی بیٹی کو اپنے گھر میں ہی رکھنا چاہتے تھے۔۔اور زرداد ان کا لاڈلا تھا۔۔۔۔

نہیں۔۔۔میں کہیں نہیں جاوں گا۔۔۔سکندر نے دو ٹوک انداز میں کہا۔۔۔دانین کا نکاح زرداد سے ہی ہو گا۔۔۔سکندر نے دو ٹوک بات کی۔۔۔وہ آج ایسا کر رہا۔۔۔کل اگر شادی کے بعد میری بیٹی کو چھوڑ دے تو کیا کروں گا میں۔۔۔

بس کل دانین۔۔زرداد کی ہی دلہن بنے گی۔۔۔سکندر اب غصے میں تھے۔۔۔

ہارون بھی چپ سے ہو گئے تھے۔۔۔

وہ چھت پر آ گیا تھا۔۔۔دانین کے فون پر ابھی بھی۔۔۔زین کی کال آ رہی تھیں۔۔۔

اس نے ایک دو دفعہ کال کاٹی تھی۔۔۔اب بجتے فون کو بند کر دیا تھا۔۔۔

سگریٹ۔۔۔ہاتھوں میں سلگ رہی تھی۔۔۔آنکھوں میں۔۔۔نیند نہیں تھی۔۔۔ویسے بھی ایسے عالم میں نیند کس کمبخت کو آنی تھی۔۔۔

سویا۔۔۔اگر تو سب پلٹ نا جائے کہیں۔۔۔اس خوف نے ہی جگا رکھا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

بابا۔۔۔بابا۔۔۔زین ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔میں جانتی ہوں اسے۔۔۔آپ رکیں۔۔۔رکیں۔۔۔میں اس سے بات کرتی ہوں۔۔۔وہ بوکھلائی سی لگ رہی تھی۔۔۔سو کر کیا اٹھی یہاں تو دنیا ہی بدل گئی تھی۔۔۔

سدرہ ماتھا چوم چوم کے بلائیں لے رہی تھی۔۔۔اور بابا نے آ کر سر پر بم پھوڑ دیا کہ زرداد سے ہوگا نکاح۔۔۔

بابا اپنا موبائل دیں۔۔۔جلدی۔۔۔میرا موبائل کل رات سے نہیں مل رہا مجھے۔۔۔اس کی معصوم سی شکل پریشان حال لگ رہی تھی۔۔۔

تم نہیں کرو گی اس سے بات سمجھی تم۔۔۔زرداد سے ہی ہو گی شادی۔۔۔پہلی دفعہ وہ اتنی سختی سے بات کر رہے تھے۔۔۔

وہ غصے میں باہر نکلے تھے۔۔۔دانین اب پاس کھڑی سدرہ کی طرف پلٹی تھی۔۔۔

امی مجھے موبائل دیں۔۔۔اپنا وہ کمر پر ہاتھ رکھے پریشان حال کھڑی تھی۔۔۔ہونٹوں پر بار بار زبان پھیر رہی تھی۔۔۔

سدرہ نے اپنا موبائل آگے کیا تو اس نے جھپٹ کر موبائل پکڑا تھا۔۔۔

کانپتے۔۔ہاتھوں سے زین کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔۔۔۔

ہیلو۔۔۔۔تڑپ کے وہ بولی تھی۔۔۔زین۔۔۔یہ بابا کیا کہہ رہے

ہاں۔۔۔۔سانس اکھڑا ہوا تھا۔۔۔وہ کہہ رہے۔۔۔کہ۔۔کہ۔۔۔تم آج بارات لے کر نہیں آ رہے ہو۔۔۔۔وہ اب پریشانی سے اپنے ہونٹوں کو

کچل رہی تھی۔۔۔

تو۔۔یہ ہی تو تم اور زرداد چاہتے تھے۔۔۔دھماکا ہی تو کر ڈالا تھا۔۔۔

کیا۔۔۔کیا۔۔کہا تم نے۔۔۔میں۔۔۔مجھے سمجھ نہیں ائی۔۔۔دانین نے پریشانی سے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

تمھاری ساری ڈائری پڑھ چکا ہوں میں۔۔۔۔جو تم نے زرداد کی محبت میں لکھی ہے۔۔۔تمہارے ساتھ چار سال پڑھا ہوں۔۔۔ایک نظر میں۔۔۔پہچان لی تمھاری رائٹنگ۔۔۔وہ دکھ بھری آواز میں بول رہا تھا۔۔۔

ماتھے پہ ٹھنڈا پسینا آ گیا تھا۔۔۔۔تو زرداد ہارون۔۔۔تم وہ کر جاتے ہو۔۔ جو کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا۔۔۔

وہ ڈائری۔۔۔میں نے ہی لکھی۔۔۔تھی۔۔۔پر۔۔۔۔وہ میری زندگی کی بہت بڑی۔۔۔غلطی تھی۔۔۔زین۔۔۔پلیز۔۔۔میں ایسا کچھ نہیں چاہتی۔۔۔میں تمہیں سب بتا دوں گی۔۔۔پہلے تم بارات لے کر آو۔۔۔۔

www.neweramagazine.com

نہیں دانین ویسے بھی بہت دیر ہو گئی ہے۔۔۔اب۔۔۔اور غلطی۔۔۔
تھی۔۔۔یا محبت۔۔۔میں تم سے شادی نہیں کر سکتا اب۔۔۔

تو تمہیں مجھ پر اتنا سا بھی اعتبار نہیں رہا۔۔۔تم میری بات تو سنو۔۔۔
پہلے۔۔۔یہ سب سارا کچھ زرداد کا۔۔۔وہ گھوم گھوم کر اسے بتانے کی
کوشش کر رہی تھی۔۔۔

پر اس کی بات ابھی پوری نہیں ہوئی تھی کے زین نے فون بند کر دیا
تھا۔۔۔

وہ دوبارہ کال ملا رہی تھی۔۔۔اس دفعہ چہرہ سرخ تھا۔۔۔

اس نے فون بند کر دیا تھا۔۔۔وہ ایک دم کرب سے مڑی تھی۔۔۔تب
اس کی نظر پاس ساکت کھڑی سدرہ پر پڑی۔۔۔

دانین۔۔۔تم۔۔۔مان کیوں نہیں لیتی۔۔کہ تم۔۔صرف زرداد سے پیار
کرتی ہو۔۔۔سدرہ کا لہجہ اور چہرہ دونوں سپاٹ تھے۔۔۔

امی۔۔۔یہ۔کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔اس نے جھنجلا کے سدرہ کی طرف دیکھا

میں بہت پہلے سے جانتی۔۔۔جب اس کے جانے پہ تم بیمار ہوئی تھی۔۔۔رات رات بھر اسی کا نام پکارتی تھی۔۔۔سدرہ کے ماتھے پہ بل تھے۔۔۔

اب جب ہو رہی شادی تو کیا مسئلہ تمہیں۔۔۔بخش دے ہماری عزت کو۔۔۔گھر مہمانوں سے بھرا پڑا ہے۔۔۔سدرہ۔۔اس کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔۔۔

اس نے سر پر ہاتھ رکھا اور بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی۔۔۔تو آخر۔۔کار۔۔تم نے کر دکھایا۔۔۔زرداد۔۔میری راہ فرار کے سارے راستے بند کر دیے۔۔۔میں تمہیں زندگی بھر معاف نہیں کروں گی۔۔۔

تم سے کی گئی محبت کا خمازہ مجھے آج تک بھگتنا پڑ رہا ہے۔۔۔وہ ہاتھوں میں چہرہ دے کر رو دی تھی۔۔

جس شادی ہال میں۔۔۔اس نے آج زین کے ساتھ بیٹھنا تھا۔۔۔آج

زرداد کے پہلو میں بیٹھی تھی۔۔۔زرداد سمیت۔۔۔سب لوگ ایسے خوش تھے جیسے سب کی دلی مراد پوری ہو گئی ہو۔۔۔

نرمل پاس بیٹھی اس کا ویسے ہی بنا کچھ معلومات کے دماغ چاٹے جا رہی تھی۔۔۔

میں سمجھی تھی شکل کا ہی اتنا اچھا ہے یار۔۔۔یہ تو دل کا بھی بہت زبردست نکلا۔۔۔

دانین نے اسے گھور کر دیکھا۔۔۔تمہیں کیا ہوا ہے۔۔تم کون سا زین سے محبت کرتی تھی۔۔۔اس کو دیکھو تو۔۔۔ہائے۔۔اس کو تو سچ میں سانولی سلونی مل گئی۔۔۔نرمل اس کے گھر والوں سے بھی زیادہ خوش تھی۔۔۔ہر شخص خوش تھا۔۔۔

اسے سب اپنے دشمن لگ رہے تھے۔۔۔وہ تو پاس ایسے سینہ چوڑا کر کے بیٹھا۔۔۔تھا۔۔۔ہر میدان فتح کر چکا ہو جیسے۔۔۔

سکندر نے سر پر کھڑے ہو کر اس سے سائن لیے تھے۔۔۔

اس نے سب کو قابو کر لیا تھا۔۔۔کیا چیز تھا وہ۔۔۔جو چاہتا پا لیتا تھا۔۔۔ہر چیز جو اسے چاہیے ہوتی تھی اس کی ضد بن جاتی تھی۔۔۔میں بھی اس کی ضد بن گئی تھی۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔دل نا جانے کیا کیا سوچے جا رہا تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اس سے پہلے کہ وہ کمرے میں آتا۔۔۔وہ جلدی جلدی سب کچھ بدل چکی تھی۔۔۔منہ کو رگڑ رگڑ کے دھو ڈالا تھا۔۔آنسو اب بار بار دھونے کا کام کر رہے تھے۔۔۔باہر نکل کر۔۔۔اس کے کمرے کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔کمرہ ایسے پھولوں سے لیس تھا۔۔۔

ہر پھول اس پر ہنس رہا تھا۔۔۔زور زور سے۔۔

بیڈ پر بیٹھنے کو بھی دل نہیں تھا۔۔۔سامنے لگے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔ سکندر کی باتیں ذہن میں گونج رہی تھیں۔۔۔

مجھے اور دکھ مت دے دائنین۔۔۔لوگوں کو جواب دیتے دیتے تھک گیا ہوں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دروازہ پہ دستک ہوئی تھی۔۔۔اس نے جلدی سے صوفے پر رکھیں ٹانگیں نیچے کی تھیں۔۔۔

آنکھوں میں شرارت۔۔۔لبوں پہ مسکراہٹ لیے۔۔۔وہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔۔۔

دانین نے اپنے پیروں کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔ضبط۔۔۔کا احساس اس کے چہرے سے صاف واضح تھا۔۔۔

اسکے ساتھ آ کر صوفے پر جیسے ہی بیٹھنے لگا تو دانین تیزی سے اٹھنے لگی۔۔۔

پر بازو زرداد کے ہاتھ میں تھا۔۔۔بیٹھو۔۔۔یہاں۔۔۔ایک جھٹکا دیا اسکا نازک وجود صوفے پر ڈھے گیا تھا۔۔۔

دانین نے غصے میں بھری نظر ڈالی۔۔۔اس پر کوئی اثر نہیں تھا۔۔مسکرا رہا تھا۔۔۔

ہاتھ دو اپنا۔۔۔اپنی ہنسی کو دباتے ہوئے زرداد نے کہا۔۔۔وہ ساکت بیٹھی

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہی۔۔۔

میں۔۔۔کہہ۔۔۔رہا۔۔ہوں۔۔۔ہاتھ دو۔۔اپنا۔۔۔وہ اس کا ہاتھ زبردستی پکڑ رہا تھا۔۔۔

ہم۔م۔م۔گڈ۔۔۔اس کے ہاتھ کو پکڑ کر اب اس کی ہتھیلی کھول دی تھی۔۔۔اور دوسرے ہاتھ سے جیب میں سےکچھ تلاش کیا۔۔۔

کہاں ہے۔۔۔ہاں مل گئی۔۔۔شرارت سے ہنسا۔۔۔

کہا تھا نا۔۔۔یہ امانت ہے میرے پاس۔۔۔ صحیح وقت پر۔۔اپنے ہی ہاتھوں سے پہناؤں گا۔۔۔آنکھ دبائی۔۔۔

دانین نے حقارت اور نفرت سے اس کی طرف دیکھا اور ایک جھٹکے سے انگوٹھی اتار کر پھینک دی۔۔۔تم میری سوچ سے بھی زیادہ گھٹیا ہو۔۔۔ دانین غصے سے اٹھی تھی۔۔۔

اور۔۔۔کچھ۔۔۔اپنے سینے پر ہاتھ باندھے۔۔ٹانگ پر ٹانگ رکھے۔۔۔بڑی پر شوق نظروں سے دانین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ایسے جیسے ایک ایک لمحہ

اپنے اندر اتار رہا ہو۔۔۔

خود غرض ہو۔۔ظالم۔۔۔ہو۔۔۔جھوٹے۔۔۔دھوکے باز ہو۔۔۔۔دانین دانت پیس کر سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہہ رہی تھی۔۔۔

اور کچھ۔۔۔ہنوز وہی انداز تھا۔۔۔

یہ مت سمجھنا۔۔۔تم جیت گئے ہو۔۔۔میں کبھی۔۔۔تمھارے ساتھ خوش نہیں رہوں گی۔۔۔اور نا رہنے دوں گی تمہیں۔۔۔دانین اب چیخنے کے سے انداز میں۔۔کہہ رہی تھی۔۔۔

اور کچھ۔۔۔وہ پھر سے بولا تھا۔۔۔دانین کو دیکھنے کی دلچسپی ہنوز وہی تھی۔۔۔وہ اب خاموش ناک اور منہ پھلآئے کھڑی تھی۔۔۔

بس اور کچھ تو نہیں کہنا تمہیں۔۔۔دونوں ہتھیلیوں کو۔۔۔بند کر کے ہونٹوں پہ رکھ کر وہ بس اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔۔

نیلے رنگ کے ڈھیلا سا کرتا پہن رلکھا تھا۔۔اور ہم رنگ دوپٹہ گلے میں جھول رہا تھا۔۔۔

آنکھوں میں ابھی بھی کاجل تھا۔۔۔شفاف بچوں جیسی جلد تھی۔۔۔

وہ زرداد کے دل کو بے تاب کر دینے کی حد تک حسین لگ رہی تھی۔۔۔

دانین کو اس کے ایسے دیکھنے سے الجھن ہونے لگی تھی۔۔۔کیا ہے اب کچھ بول کیوں نہیں رہا۔۔۔

پھر وہ صوفے سے اٹھا تھا۔۔۔وہ اپنے آپ کو مضبوط ظاہر کر رہی تھی۔۔۔زرداد کو ہنسی آ رہی تھی۔۔۔کیونکہ جیسے ہی وہ صوفے سے اٹھا تھا۔۔۔وہ ایک دم سے تھوڑا سا کانپی تھی۔۔۔پھر اپنے چہرے پر سختی کے آثار اتنی جلدی لے کر ائی۔۔کہ زرداد کو یہ نا لگے وہ ڈر گئی ہے۔۔۔

دانین تم نے جو بھی کہا۔۔۔میں نے ناصرف سنا۔۔۔بلکہ قبول بھی کیا۔۔۔اس کے بلکل سامنےاپنے مخصوص انداز میں ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔۔

دانین نے نظریں دوسری طرف پھیر لی تھیں۔۔۔

میں کیا کروں۔۔۔دل کے ہاتھوں مجبور ہو گیا۔۔۔تھا۔۔کسی اور کا ہوتے کیسے دیکھ لوں۔۔۔جب کہ یہ جانتا ہوں تم صرف اور صرف مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔۔تھوڑا سا قریب ہو ا تو

وہ ایک دم سے پیچھے ہوئی۔۔۔آنکھوں۔۔۔میں اپنی دوسری دفعہ کی تزلیل کے بھی آثار تھے۔۔۔

غلط۔۔غلط۔۔۔لگتا ہے تمہیں۔۔۔زری۔۔۔انفیکٹ۔۔۔تمہیں غلط لگتا ہی نہیں۔۔۔تم ہر کام کرتے بھی غلط ہو۔۔۔وہ دانت پیس کر کہہ رہی تھی۔۔۔

تم نے پہلے مجھے اپنے جھوٹے پیار میں پھنسایا۔۔۔وہ غلط۔۔پھر۔۔۔مجھے دھتکارا۔۔۔وہ غلط۔۔۔غم اور غصے سے ملی جلی آواز تھی۔۔۔

پھر دوبارہ میرے ساتھ جھوٹا پیارا جتلایا وہ بھی غلط۔۔۔اور اب مجھے جس طرح۔۔۔اپنایا۔۔۔وہ بھی غلط۔۔۔وہ اب چیخ رہی تھی۔۔۔

تو تم میری محبت پر کب اعتبار کرو گی۔۔۔تھکی سی آواز تھی۔۔۔اب وہ پاس بیڈ پر ڈھے سا گیا تھا۔۔۔لیکن چہرے پر سب کچھ پا لینے کے بعد اس کا پیار نا پانے کا کرب تھا۔۔۔

دانین نے کچھ بھی بولنا گوارا نہیں کیا۔۔۔

اچھا ادھر پاس تو بیٹھو۔۔۔ہاتھ پکڑ کے بیڈ پر بیٹھانا چاہا تو۔۔۔دانین نے زور سے ہاتھ جھٹکا تھا۔۔۔

مجھے ہاتھ مت لگانا زری۔۔۔غصے سے کہا۔۔۔

بات سنو میری۔۔۔پیار سے دانین کے ہاتھ کو پکڑا۔۔۔

چھوڑو۔۔۔ابھی چھوڑو۔۔۔وہ بری طرح۔۔۔اس سے اپنا ہاتھ چھڑوا رہی تھی۔۔۔

کیا مسئلہ۔۔کیا ہے۔۔۔تمھارے ساتھ۔۔۔زرداد کو ایک دم چڑ ہوئی تھی۔۔۔ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا تھا۔۔۔

پورے۔۔۔چھ سال ہو گئے۔۔۔تمھارے پیچھے خوار ہو رہا ہوں۔۔۔آواز

میں سختی در ائی تھی۔۔۔

زرداد ہارون تمھاری یہ چھ سال کی خواری۔۔۔میرے ایک آنسو۔۔کی قیمت بھی ادا نہیں کر سکتی۔۔۔آواز غصے سے اکنپ رہی

تو پھر تم بتاؤ۔۔۔خود ہی بتاؤ۔۔۔کہ میں کیا ایسا کروں۔۔۔میں۔۔۔تم سے بہت محبت کرنے لگا ہوں۔۔۔اب آواز میں پھر سے التجا تھی۔۔۔کیا چیز ہو گئی تھی وہ اس کے لیے۔۔۔کہ وہ ساری دنیا سے لڑ جانے والا اس ایک لڑکی کے آگے بس کیوں ہو جاتی تھی اس کی۔۔۔

تم۔۔۔تم۔۔۔محبت کرو گے۔۔۔اگر تم مجھ سے محبت کرتے تو میرا میری خواہش کا احترام کرتے۔۔۔یوں۔۔۔میری۔۔۔نادان محبت کو زریعہ بنا کر سب کو دھوکا نا دیتے۔۔۔

تم نے دوسری دفعہ۔۔۔مجھے۔۔میری ہی نظروں میں گرا دیا ہے زرداد۔۔۔میں شائید اب کبھی تمھارے لیے میرے دل میں بھری نفرت کو بدل نہیں پاؤں گی۔۔۔

مجھے کیا کرنا ہو گا۔۔۔تمھارا دل جیتنے کے لیے۔۔آنکھیں۔۔۔بہت دن نہ سونے۔۔۔اس کے اتنا قریب ہونے۔۔۔اور اس کی نفرت کی تپش کے خمار سے بھری پڑی تھیں۔۔۔اس کے بلکل سامنے اور قریب ہو کر ٹوٹے سے لہجے میں پوچھا۔۔۔

مجھے چھوڑ دو۔۔۔اور سب کو جا کر بتاؤ۔۔۔زین ایسا نہیں تھا۔۔۔یہ سب تم نے کیا۔۔۔وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ کہہ رہی تھی۔۔۔اور اس کا چہرہ اتنا قریب ہونے کی وجہ سے تھوڑی سی پیچھے ہوئی۔۔۔

دونوں شرطیں نا منظور۔۔۔زرداس کا لہجہ پھر سے سخت ہو گیا تھا۔۔۔بڑے رعب سے کہا۔۔۔

دراصل بات یہ ہے کہ۔۔زرداد نے اپنا کان کھجایا۔۔۔

۔۔۔شروع سے کرتا۔۔۔اپنے دل کی ہوں میں۔۔۔ایک دم سے دانین کو کمر سے پکڑ کر ساتھ لگایا تھا۔۔۔دانین کا اس افتاد پر جو اچانک ہوئی منہ کھولے کا کھولا رہ گیا۔۔۔۔

کب سے تمھاری بک بک سن رہا ہوں۔۔۔اب بس چپ۔۔۔دانین کے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ کر کہا۔۔۔جب کے نظریں۔۔۔اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔

زری۔۔۔چھوڑو مجھے اسی وقت۔۔۔دانین کا رنگ سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔ ماتھے پہ بل پڑ گیے۔۔۔کمر پر سے اس کے ہاتھ کو جھونجوڑتی تو کبھی اس کے سینے پہ ہاتھ رکھ پیچھے کو دھکیلتے ہوئی وہ بول رہی تھی۔۔۔ چھوڑنے کے لیے اتنے گیم کھیلے بھلا میں نے۔۔۔وہ اب واقعی ہوش کھو رہا تھا۔۔۔اس کی آواز اس کےاندر کا حال بتا رہی تھی۔۔۔دانین کے اتنے دھکے مکوں کا کوئی اثر ہی نہیں تھا۔۔۔

لِیو می۔۔۔وہ چیخنے کے انداز میں زور سے بولی۔۔۔آنکھیں زور سے بند تھِی۔۔۔زرداد نے غور سے اس کے چہرے کو دیکھا۔۔۔سوآئے نفرت کے کچھ نہیں تھا۔۔۔اس نے تو یہ سوچا تھا جب اتنا قریب کرے گا اسے تو اس کی قربت اس کی کھوئی ہوئی محبت لٹا دے گی۔۔۔لیکن وہ تو۔۔۔بری طرح دھکے دینے لگی تھی اسے۔۔۔دانین پر تو اس کی قربت

کا کیا ہی اثر ہونا تھا۔۔ہاں البتہ اس کی اپنی حالت اس کے اتنا قریب ہونے سے غیر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔اپنی تیز ہوتی سانسوں۔۔۔کے ڈر سے۔۔۔زرداد ایک دم اسے چھوڑ کر باہر نکل گیا تھا۔۔۔ابھی اگر ایسا نا کرتا۔۔۔تو پھر سے غلطی ہی کرتا۔۔۔جو ہمیشہ سے کرتا ہی آ رہا تھا۔۔۔

دانین اپنے بازو سہلا رہی تھی۔۔۔آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔۔۔زرداد کو شائید اندازہ بھی نہیں تھا اپنے خمار میں کتنی بے دردی سے پکڑ رکھا تھا اسے۔۔

تم کیا جانو۔۔۔دوسروں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔۔۔صرف تمھارے پاس ہی دل نہیں دوسرے بھی رکھتے ہیں۔۔۔دانین نے نفرت سے دروازے کی طرف دیکھ کر سوچا جہاں سے۔۔۔محترم۔۔اتنے رعب سے گئے تھے۔۔۔اتنا کچھ غلط کردینے کے بعد چاہتا کہ میں اپنا دل صاف کر کوں۔۔۔

تم تو مجھے عزت تک نہیں دیتے تو سچی محبت کیا دو گے۔۔۔

صوفے پر سمٹ کر لیٹ گئی تھی۔۔۔ارد گرد۔۔۔چادر کو لپیٹ کر۔۔۔

سگریٹ کو پھونک کر وہ تقریباً سورج کی کرنوں کے ساتھ ہی کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

اس کو سامنے صوفے پر سوئے دیکھتے کب اس کی آنکھ لگی پتہ ہی نا چلا۔۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

صبح جب آنکھ کھلی تو۔۔۔گیارہ بج رہے تھے۔۔۔کمرہ بلکل خالی تھا۔۔۔پھولوں کی ڈھیروں پتیاں۔۔۔اس کا منہ چڑا رہی تھیں۔۔۔کچھ دیر۔۔۔لیٹا کچھ سوچتا رہا۔۔۔پھر اتر کر نیچے آ گیا۔۔۔۔

سامنے سب کے ساتھ سر جھکائے بیٹھی تھی۔۔۔اور سب اسے سمجھا رہے تھے۔۔۔جیسے ہی زرداد آیا۔۔۔سب نے مسکرا کر اس کا استقبال کیا۔۔۔بڑے مزے سے جا کر دانین کے بلکل ساتھ بیٹھ گیا تھا۔۔۔

دانین نے حیران ہو کر اس کی بے شرمی کی انتہا دیکھی۔۔۔

کیا ہے۔۔۔حق رکھتا ہوں۔۔۔اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

سب کو بتاؤ۔۔کہ تم نے کیا سب۔۔دانین نے دانت پیستے ہوئے۔۔۔
اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔۔۔

مجھے آپ سب سے بات کرنی ہے۔۔۔زرداد نے اونچی آواز میں کہا۔۔۔
سب لوگ متوجہ ہوئے تھے۔۔۔دانین نے چونک کر حیران سی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

دیکھیں۔۔۔چاچو۔۔۔اکیلا رہ رہ کر اب تھکا پڑا ہوں۔۔۔دانین کو اپنے ساتھ کراچی لے کر جانا چاہتا ہوں۔۔۔زبان ہونٹوں پہ پھیری۔۔۔

دانین نے گھور کے دیکھا۔۔۔لیکن اس نے کوئی پرواہ نہیں کی۔۔۔

تو آپ سےاجازت لینی تھی۔۔۔اور جاب یہ کرا چی میں شروع کرے گی۔۔۔پیار سے دانین کی طرف دیکھا۔۔۔

مہ۔۔۔مہ۔۔۔میں نے۔۔میں ایسا کچھ نہیں چاہتی۔۔۔سب لوگ دانین کی بات پورے ہونے سے پہلے ہی قہقہ لگا رہے تھے۔۔۔

ظاہر سی بات ہے برخوردار۔۔۔اب تمھارے ساتھ ہی جآئے گی۔۔۔

تمہیں ہم سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔سکندر خوش دلی سے کہہ رہے تھے۔۔۔۔۔۔دانین کو زرداد کے ساتھ یوں بیٹھے دیکھ کر وہ بلائیں ہی لیتے جا رہے تھے۔۔۔

ٹی وی۔۔۔تو چلاؤ ذرا۔۔۔شازر باہر سے کہیں سے آیا تھا۔۔۔آتے ہی جلدی سے۔۔۔ٹی وی آن کیا۔۔۔

تو آخر کار۔۔۔ہمارے۔۔۔زرداد۔۔۔کو۔۔۔ان کی۔۔۔محبوبہ۔۔۔مل ہی گئیں۔۔۔اینکر بڑے شوخ انداز میں۔۔۔اس کی شادی کی خبر دے رہی تھی۔۔۔اور ساتھ ہی ان کی شادی کی تصاویر تھی۔۔۔

سب لوگ ٹی وی پر متوجہ ہو گئے تھے۔۔۔

دانین ایک دم وہاں سے اٹھ کر گئی تھی۔۔۔

بالوں کی پینیں نوچ نوچ کے اتار رہی تھی جب وہ ایک دم سے کمرے میں آ کر اس کے بلکل پیچھے کھڑا تھا۔۔۔دانین نے ایک نظر سامنے ڈریسنگ کے آئینے میں اسے دیکھا۔۔۔اوپر چلو۔۔۔اپنے کمرے میں۔۔۔

نیچے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

آج ولیمے کا دن تھا۔۔۔رات کو تقریب کے بعد وہ اوپر جانے کے بجآئے۔۔۔اپنے کمرے میں آ گئی تھی۔۔۔مہمان سب چلے گئے تھے۔۔۔

نہیں۔۔۔مختصر جواب دے کر اب وہ بے نیازی سے زیور اتار رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔پھر آج یہیں سو جاتے بڑے مزے سے وہ اچھل کر بیڈ پر لیٹا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانین نے تڑپ کر پیچھے دیکھا۔۔

کیا مطلب۔۔۔آنکھوں میں ناگواری بھری تھی۔۔۔

مطلب یہ کہ جہاں تم وہاں میں۔۔۔بڑے مزے سے وہ بیڈ پر لیٹ چکا تھا۔۔

دانین نے حیرانگی۔۔اور غصے کے ملے جلے تاثر سے دیکھا۔۔۔کل رات بھی صوفے پر لیٹنے کی وجہ سے ٹھیک سے نا سو سکی تھی۔۔۔آج اگر

سوچا تھا۔۔اپنے کمرے میں آرام سے سوئے گی تو۔۔۔

زری۔۔۔پلیز اپنے کمرے میں جاؤ۔۔۔اس کے سر پر کھڑی کہہ رہی تھی۔۔۔

وہ تکیے میں منہ دے کر لیٹ گیا تھا۔۔اس نے جھنجوڑا بھی۔۔

سو جاؤ آرام سے۔۔۔تکیے میں سے گھٹی سی آواز ائی تھی۔۔۔وہ ٹس سے مس نا ہوا۔۔۔اس کے کمرے میں تو۔۔کوئی۔۔۔صوفہ بھی نا تھا۔۔۔کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔۔۔ایک تو ویسے سارا دن بیٹھ کر تھک چکی تھی۔۔۔بے زاری سے اسے گھورتی رہی

وہ تو شائید سو بھی چکا تھا۔۔۔دھیرے سے جا کر دوسری طرف لیٹ گئی تھی۔۔۔

گاڑی ایک جھٹکے سے رکی تھی۔۔۔وہ ایک دم سے اپنے خیالوں باہر ائی تھی۔۔۔

دانین ماضی کو یاد کر رہی تھی جب اچانک جھٹکے سے گاڑی روکی تھی زرداد نے۔۔۔وہ آج اس کے ساتھ کراچی جا رہی تھی۔۔۔نا جانے کے لیے اتنا روئی تھی۔۔لیکن کوئی ایک تو ہوتا جو اس کا ساتھ دیتا۔۔۔

تایا ابا وہ اب اس سے آس لگا بیٹھے تھے۔۔۔کہ وہ ان کے اس خبیث سپوت کو سدھارے گی۔۔۔سکندر۔۔۔کا تو وہ ویسے ہی لاڈلا تھا۔۔۔جس کو ایک کھولنے کی طرح انھوں نے اپنی بیٹی تھما دی تھی۔۔۔اور وہ خود وہ تو واقعی اس کو کھلونا ہی سمجھتا تھا۔۔۔اس سے ضد لگا کر اسے اپنا بنایا تھا۔۔لیکن دانین کو یہی لگتا تھا۔۔۔کہ ایک دن وہ پچھتائے گا۔۔۔اور بلکل اسی طرح اسے بھی چھوڑ دے گا جیسے منسا کو چھوڑ دیا۔۔۔اس انڈسٹری سے جڑے لوگوں کی اکثریت ایسی ہی ہوتی ہے۔۔۔جس دن ضد کا خمار اترا۔۔۔اس کے لیے وہ کچھ نہیں ہو گی۔۔۔

کچھ کھانا ہے۔۔۔بڑی محبت سے پوچھا۔۔۔اور لوگوں سے بچنے کے لیے سن گلاسز لگائے اور کیپ کو لے کر آنکھوں کے آگے کیا۔

زہر ہے۔۔۔تو وہ لا دو۔۔۔سپاٹ چہرے کے ساتھ کہا۔۔۔آنکھیں رونے کی وجہ سے اب مشکل سے کھل رہی تھیں۔۔۔

اس کی کیا ضرورت۔۔۔وہ تو ویسے ہی بھرا پڑا تم میں۔۔۔۔بڑے ریلکس انداز

میں ترکی با ترکی جواب دیا۔۔شرارت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اپنا کان کھجایا۔۔

پھر۔۔۔تم۔۔بچ کر ہی رہو۔۔۔ڈس نا لوں تمہیں۔۔۔ویسے سانپ جیسی خصلت کے مالک تم ہو میں نہیں۔۔۔دانین کا پارہ چڑھ گیا تھا۔۔۔

جس دن بابا کو پتا لگے گا۔تم نے کیا کیا ہے دھوکے سے شادی کی مجھ سے ان کی آستین کا سانپ ہو تم۔۔۔سوچو ان کے دل پہ کیا گزرے گی۔۔۔وہ دانت پیس پیس کر کہہ رہی تھی۔۔۔

وہ ہنس رہا۔۔۔تھا۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔تو ایسا کرتے ان کو بھی وہ ڈائری پڑھوا دیتے۔۔۔پھر۔۔۔انگلی کو اپنے ہونٹوں پر کچھ سوچنے کے سے انداز میں رکھا۔۔۔

کیا۔۔۔لکھا۔۔۔ہوا۔۔۔اس میں۔۔۔تم۔۔۔نے۔۔ہاں۔۔ہاں یاد آیا۔۔۔انگلی کو سر کے پاس ہوا میں اٹھا کر بچوں کی طرح کہا۔۔۔۔

زری میں تو اس دن کا انتظار کرتی رہتی ہوں۔۔۔کب میں صرف اور صرف تمھاری بن کے۔۔وہ بڑے پریم سے اس کے لکھے ہوئے الفاظ دھرا رہا تھا۔۔۔

ان سات ماہ میں۔۔۔وہ ڈائری کو اتنی دفعہ پڑھ چکا تھا۔۔۔کہ سب حفظ۔۔ہو گیا تھا۔۔۔

دانین کے آنکھوں میں آنسو لہرا گئے تھے۔۔۔میں نے آج تک تم جیسا انسان نہیں دیکھا۔۔۔تم دنیا میں صرف۔۔مجھے تکلیف دینے آئے ہو۔۔۔مجھے یقین ہو گیا ہے۔۔۔شرمندگی ہو رہی تھی آج اسے خود پر ہی۔۔۔کہ اس نے اس کی جھوٹی محبت پر یقین کر کے یہ سب لکھا تھا اس کے لیے۔۔۔۔

اوہ۔۔۔نہیں دانین۔۔۔میرا مطلب یہ ہر گز نہیں تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر اسے اچانک اپنے مزاق کی گہرائی کا احساس ہوا تھا۔۔۔

جو بھی تھا۔۔۔مطلب۔۔۔مجھے۔۔پتا ہے۔۔۔۔تم نے صرف مجھے ازیت میں رکھنے تمھیں ٹھکرانے کی سزا کے طور پر شادی کی ہے۔۔۔آنسو گال پر ٹپک ہی پڑے تھے۔۔۔جنھیں وہنبری طرح رگڑ رگڑ کے صاف کر رہی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔میں سچ میں محبت کرتا ہوں۔۔دانین۔۔۔ادھر دیکھو۔۔اس کے آنسو صاف کرنے کے لیے۔۔۔اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے دانین نے بری طرح جھٹک دیا تھا۔۔۔

کچھ عرصے بعد کسی دوسری لڑکی کو یہ سب کچھ ہی کہہ رہے ہو گے تم۔۔۔ نفرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے دانین نے کہا۔۔۔

سٹیرنگ پر گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔۔۔زرداد۔۔۔کے ہاتھوں کی رگیں۔۔۔

واضح ہو گئی تھیں۔۔۔

میں ایسا نہیں ہوں۔۔۔میں یہ ثابت کروں۔۔گا۔۔جبڑے بھینچ لیے تھے۔۔
لیکن وہ ضبط کر رہا تھا۔۔خود سے وعدہ لیا تھا وہ دانین پر کبھی غصہ نہیں
کرے گا۔۔۔

اور۔۔۔میں اس دن کا انتظار کر رہی ہوں جب تم چھوڑ دو گے مجھے۔۔۔جب
تمہیں اپنی یہ ضد بے کار لگنے لگی تھی۔۔۔دو ٹوک الفاظ میں کہا۔۔۔اب آنسو
خشک ہو گئے تھے۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔کرو انتظار اسی طرح بوڑھی ہو جاؤ گی۔۔۔۔پھر سوچو۔۔گی
کاش۔۔۔یقین کر لیتی۔۔۔۔آج سہارا بننے کو۔۔۔کوئی پانچ چھے بچے تو
ہوتے۔۔۔۔وہ پھر سے شرارت کے موڈ میں آ چکا تھا۔۔۔غصے پر پوری طرح
قابو پا چکا تھا۔۔۔

ایسا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔میں جانتی تمہیں۔۔۔دانین کا اس کی بات سن کر رنگ
غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

اچھا میں خود بھی یہ چاہتا ہوں تم جان لو پہلے مجھے اچھی طرح۔۔۔پھر ہی کچھ
پلین کرتے۔۔۔اب وہ کمینگی کی حد تک۔۔۔شرارت کے موڈ میں تھا۔۔۔

چلو نکلو کھا لو کچھ زندہ رہو گی۔۔۔تو ہی اتنا لڑ سکو گی میرے ساتھ۔۔۔گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے اسے کہا۔۔۔

مجھے کچھ نہیں کھانا۔۔۔اور باہر بھی نہیں آنا ہے میں ٹھیک ہوں یہاں۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔وہ کندھے اچکا کر دروازہ بند کرتا ہوا نکل گیا۔۔۔

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سر نیچے جھکا کے وہ لوگوں کی نظر سے بچتا ہوا جا رہا تھا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہ دو پیکٹ کے ساتھ جو خوشبو اڑا رہے تھے۔۔۔گاڑی میں آ کر بیٹھا۔۔۔

ایک دانین کے سامنے رکھ دیا۔۔۔اس نے منہ دوسری طرف موڑ لیا تھا۔۔۔

زرداد مزے سے برگر کھا رہا تھا۔۔۔اور ساتھ ساتھ۔۔۔موبائل کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ لاپرواہ سا نداز تھا۔۔۔۔اس نے ایک دفعہ بھی دوبارہ اسے کھانے کو نہیں کہا۔۔۔

رات بھی کھانا نہیں کھایا تھا ولیمے کا۔۔۔صبح بھی روتی رہی تھی۔۔۔ناشتہ بھی نا کیا۔۔۔اور ویسے ہی کراچی کے لیے نکل پڑے تھے۔۔۔اور اب کھانے کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوشبو نے پاگل کر رکھ تھا۔۔۔

موبائل کو اس کے گاڑی میں لگے کیچر پر اڑا کے۔۔۔

وہ پھر سے گاڑی سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔پھر سگریٹ لگاتا۔۔۔ذرا دور چلا گیا تھا۔۔۔

دانین نے غور سے دیکھا۔۔وہ کہیں نہیں تھا۔۔۔جلدی سے پیکٹ کھولا اور۔۔۔ برگر کے کے بڑے بڑے پیس منہ کے اندر ڈالے۔۔۔دو چار چپس اٹھا کر منہ میں ڈالے۔۔۔اور جلدی سے منہ صاف کیا۔۔۔اور جب تک وہ کار تک پہنچا تھا۔۔۔وہ اسی حالت میں واپس بیٹھ چکی تھی۔۔۔جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

وہ پتہ نہیں موبائل پر کیا دیکھ کر اتنی زور زور سے قہقے لگا رہا تھا۔۔۔کہ اس کی آنکھوں میں بھی پانی آ گیا تھا۔۔۔

اس کو اس کی اس حالت پہ اب غصہ آنے لگا تھا۔۔چڑ کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔جو۔۔۔اب بڑی مشکل سے قہقے کو روکنے میں لگا ہوا تھا۔۔۔

دانین نے گھور کر دیکھا اس کی طرف۔۔۔ایسے جیسے کہہ رہی ہو کیا تکلیف ہے اب۔۔۔پاگل کیوں ہنس رہا ایسے۔۔۔۔

ویڈیو۔۔دیکھو سنڈ کی تمہیں۔۔۔اب موبائل رکھ کے گاڑی ریورس کر رہا تھا۔۔۔جبکہ لب بری طرح مسکراہٹ کو چھپا رہے تھے۔۔۔

دانین نے پر تجسس انداز میں موبائل کو آن کیا۔۔۔کیوں کہ اس کے ہنسنے کا انداز ہی ایسا تھا کہ۔۔وہ رہ نہیں سکی دیکھے بنا۔۔۔۔

اسکی تھوڑی دیر پہلے کی ویڈیو تھی جب وہ کھا رہی تھی۔۔۔اور جلدی سے۔۔۔جیسے منہ صاف کر کے بیٹھی تھی دوبارہ سے۔۔۔افففف کتنی عجیب لگ رہی تھی وہ۔۔۔شرمندگی سے پانی پانی ہو گئی تھی۔۔زرداد قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔۔

اس سے میں نہیں۔۔۔جیت سکتی۔۔۔چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔۔۔دل کیا۔۔۔کوئی چیز ملے اور اس کا سر ہی پھوڑ دے۔۔۔

کھا لو اب۔۔۔دو بائٹ لے کر آدھا تو پہلے ہی کھا چکی ہو۔۔۔بڑے ہی ریلکس انداز میں کہہ رہا تھا۔۔۔گلاسز اتار کر ایک طرف رکھ دیۓ

دانین نے پیکٹ اٹھایا اور پچھلی سیٹ ہر پھینک دیا۔۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

مجھے الگ کمرہ چاہیے۔۔۔وہ ادر گر د دیکھتے ہوئے۔۔۔زرداد سے کہہ رہی

تھی۔۔۔

اتنا خوبصورت گھر تھا۔۔۔ہر چیز اس کے ذوق کا واضح ثبوت تھی۔اتنی خوبصورت۔۔۔ہر چیز تھی۔۔۔اتنا حسن پسند شخص۔۔۔مجھے کیسے پسند کر سکتا۔۔۔نہیں ہو سکتا۔۔۔اس سوچ پر میں ایک دفعہ بیوقوف بن چکی ہوں۔۔۔ضرور مجھ سے شادی کے پیچھے اس کا کوئی اور ہی مقصد ہو گا۔۔۔ایسے کیسے ہو سکتا جس نے ہر چیز دنیا کی رکھی ہو جو حسن میں بے مثال ہو۔۔۔تو وہ اپنی زندگی کے اتنے اہم شخص کو اتنا معامولی کیسے چن سکتا۔۔۔

دل اس بات کو مان ہی نہیں رہا تھا کہ یہ سب زرداد نے اس کی محبت میں کیا ہے۔۔۔

بات یہ ہے۔۔۔مسز۔۔۔زرداد ہارون۔۔۔کہ میں کوئی عام بندہ نہیں ہوں۔۔۔اتنے نوکر۔۔ہیں گھر میں۔۔۔مشہود کا آنا جانا لگا رہتا۔۔۔تمہیں کیا پتہ میڈیا والے کیا کیا بنا دیتے چھوٹی سی چھوٹی بات کا بھی۔۔۔اس لیے نا منظور۔۔۔میرے کمرے میں ہی رہنا پڑے گا۔۔۔بڑے انداز میں کوٹ اتارتے ہوئے کہا۔۔۔

اور کچھ۔۔۔بازو کے کف بٹن کھولتے ہوئے کہا۔۔۔

مجھے۔۔الگ بیڈ چاہیے۔۔۔تمھارے ساتھ ایک بستر میں نہیں سو سکتی۔۔۔سخت لہجہ۔۔۔سپاٹ۔۔چہرے کے ساتھ دانین نے کہا۔۔۔

ہم۔م۔مم۔بے اعتباری۔۔۔ویسے ہونی بھی چاہیے۔۔۔وہ ہنسا تھا۔۔۔بازو کو فولڈ کر کے اب اوپر چڑھا رہا تھا۔۔۔۔

یہ بھی نا منظور۔۔۔بیڈ اتنا بڑا ہے۔۔۔دوسرے کنارے پہ لیٹے تمھیں ایسا ہی لگے گا تم بہت دور ہو مجھ سے۔۔۔اب سینے پہ ھاتھ باندھے۔۔۔اسے شرارت سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اور کچھ۔۔۔۔ہنسی کو دباتے ہوئے کہا۔۔۔

جب میری کوئی بات منظوری میں آنی ہی نہیں۔۔۔۔تو کیوں پوچھ رہے۔۔۔اور کچھ۔۔۔اور کچھ۔۔۔دانین نے چڑ کر کہا۔۔۔ماتھے پہ سو بل تھے۔۔۔میں تو پاگل ہو جاؤں گی اس کے ساتھ رہتے رہتے۔۔۔۔اس کا سر گھوم گیا تھا۔۔۔

اور کچھ۔۔۔کمینگی کی انتہا۔۔۔اور شرارت سے قہقہ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

میں اس رشتے کو آگے نہیں بڑھانا چاہتی کیونکہ۔۔۔میں جانتی تم نے چھوڑ دینا مجھے۔۔۔میں نہیں چاہتی تم مجھ سے بیوی والی کوئی بھی توقع رکھو۔۔۔وہ پھر سے اپنے ارادوں سے آگاہی دے رہی تھی اسے۔۔۔

نا منظور۔۔۔یہ تمھاری سوچ ہے۔۔۔کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔جبکہ میں جانتا ہوں تم کیا حیثیت رکھتی میرے لیے۔۔اس لیے میں تو ٹرائی کرتا رہوں گا۔۔۔تم بس خود کو مظبوط رکھنا۔۔۔اپنے مخصوص انداز میں آنکھ دبائی۔۔۔

دانین پیر پٹختی ہوئی بیڈ کی دوسری سائڈ پر جا کر لیٹ گئی۔۔۔

اور تم۔۔۔رات کو۔۔۔میری سائڈ پر آئے بھی تو یہ پاس پڑے واز سے تمھارا سر پھوڑ دوں گی۔۔۔وہ چادر کو سر تک لیتے ہوئے خبردار کرنے والے انداز میں کہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی۔۔۔آواز نہیں ائی تھی۔۔۔نا منظور کی۔۔۔وہ ابھی حیران ہی ہو رہی تھی۔۔۔

چادر سر تک لی ہوئی تھی۔۔

اچانک اس کے کان کے قریب سرگوشی ہوئی تھی۔۔۔۔نا منظور۔۔۔۔وہ اس کے اوپر ہی تو جھکا ہوا تھا۔۔۔آواز ایسی خمار آلودہ تھی۔۔۔کہ۔۔دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔۔ایک دم سے گھبرا کر وہ اٹھی تھی۔۔۔

اب وہ قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔سو جاؤ۔۔۔تمھاری مرضی کے بنا نہیں۔۔۔ویسے تو جہاں۔۔۔اتنا کچھ صرف اپنی مرضی سے کیا ہے تو۔۔۔۔۔وہ اس کے قریب ہوا تھا۔۔۔پر انکھوں۔۔۔میں ابھی بھی شرارت بھری تھی۔۔۔

دانین کا رنگ ایک دم سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔۔سوچنا بھی مت۔۔۔وہ چڑ گئی تھی۔۔۔اسکو ہاتھ کے اشارے سے اپنی سائیڈ پر رہنے کا کہا۔۔۔

لو بھلا۔۔۔اب سوچنے پر کیا پابندی۔۔۔سوچنے تو دے دو۔۔۔قاتل مسکراہٹ۔۔۔اور نظروں میں بے پناہ پیار بھر کر وہ بولا تھا۔۔۔

انتہائی کوئی۔۔۔وہ کہتے کہتے۔۔۔دانت پیس کر ہی رہ گئی تھی۔۔۔اس کا مزید اب سر کھپانے کا حوصلہ نہیں تھا۔۔

بیڈ کی سائیڈ پر سمٹ کر لیٹ گئی تھی۔۔۔

اتنا تھک چکی تھی کہ کب سوئی پتہ ہی نا چلا۔۔۔

میں نہیں لے سکتی یہ۔۔۔اپنی آنکھوں کے سامنے لہراتی گاڑی کی چابی

دیکھ کر دانین نے کہا تھا۔۔۔چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔

آج کراچی آئے اسے تین دن ہو گیے تھے۔۔۔

زرداد اسے کار گفٹ کر رہا تھا۔۔منہ دکھائی میں۔۔۔جس کی چابی کو لینے سےاس نے صاف انکار کر دیا تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔اتنے پیار سے لے کر آیا ہوں میں۔۔۔وہ اب کار کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔اور کبھی دانین کی طرف۔۔۔

میں کیونکہ۔۔۔اس پیار کو بھی ایکسپٹ نہیں کر رہی تو۔۔۔اس کار کو کیونکر کروں۔۔۔آپ اپنا یہ گفٹ اپنے پاس رکھیں۔۔۔تھوڑے طنز اور غصے کے ملے جلے عنصر میں کہا۔۔۔

مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔۔۔لہجہ سخت تھا۔۔۔

ہم۔م۔م۔۔۔زرداد نے لب بھینچے۔۔۔پھر۔۔ہاسپٹل کیسے جاؤ گی۔۔۔اگلا جواز پیش کیا۔۔۔

میں اپنی عادتیں نہیں خراب کرنا چاہتی۔۔۔یہ سب۔۔۔۔پتہ نہیں کتنے

عرصے تک میرے پاس ہو۔۔۔عارضی چیزوں کو میں اپنی ضرورت نہیں بناتی۔۔۔وہ کندھے اچکا کر بولی۔۔۔۔

لیکن میں تو یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میری بیوی۔۔۔ٹیکسی میں دھکے کھاتی پھیرے۔۔۔چابی دوبارہ اس کے آگے کی۔۔

تمھیں جتنا میرا خیال ہے۔۔۔یہ میں دیکھ چکی ہوں بہت دفعہ اپنی زندگی میں۔۔۔

۔یہ کار تمہیں مبارک ہو۔۔۔وہ کار پر ایک نظر ڈال کر اندر جا چکی تھی۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

مشہود منع کر دو۔۔۔جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ بے زار سی شکل بنا کر مشہود کو کہہ رہا تھا۔۔

سر ان کی کال ائی ہے۔۔۔وہ پیسے بڑھا رہے ہیں۔۔۔مشہود نے پھر ریکوسٹ کے انداز میں کہا۔۔۔زرداد نے بال ایک ہاتھ سے پیچھے کیے۔۔۔وہ واقعی پریشان تھا۔۔۔کیونکہ ایسا اٹیٹیوڈ اس نے پہلے کبھی کسی

چینل کو نہیں دکھایا تھا۔۔۔جیسا وہ آج کرنے جا رہا تھا۔۔۔

ارے۔۔۔یار۔۔۔بھاڑ میں جائیں پیسے۔۔۔تمھاری بھابھی کو کوئی کام ہے ضروری۔۔۔اور ہاں ائیندہ کسی بھی چینل سے یہ کپل انٹرویو۔۔۔کی فرمائش آئے صاف منع کر دینا خود سے ہی۔۔۔وہ غصے کی برداشت کی آخری حد پر تھا۔۔۔اور چہرہ بھی سرخ ہو رہا تھا۔۔۔

سر لیکن۔۔۔مشہود نے پھر سے بولنے کی کوشش کی لیکن اس کا خراب موڈ اسے چپ کروا گیا۔۔۔

اوہ یار۔۔۔بس کرو نا۔۔۔سر میں درد ہے۔۔۔بے زاری سے خشک ہوتے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔

وہ پورا ایک گھنٹہ دانین کے ساتھ سر کھپا کر آیا تھا۔۔۔اس پر غصہ اتار نہیں سکتا تھا۔۔۔سو خود پر ہی نکال رہا تھا۔۔۔

پاکستان کے ٹاپ چینل میں سے ایک چینل کی طرف سے زرداد اور اس کی وائف کے انٹرویو۔۔۔کے لیے شو کی فرمائش ائی تھی۔۔۔لیکن دانین

کسی صورت بھی اس کے ساتھ چلنے کے لیے تیار نہیں تھی۔۔۔

اوکے سر ڈونٹ وری۔۔۔مشہود فون سے نمبر ملاتا ایک طرف چل دیا تھا۔۔۔

اسے ابھی آکر بیٹھے کچھ دیر ہی ہوئی تھی۔۔۔جب مشہود نے اسے اسی ٹی وی چینل کے پڈیوسر اور اینکر کا بتایا کہ وہ گھر پہنچ گئے ہیں۔۔۔

اوہ نازش۔۔۔وہ۔۔۔ٹی وی چینل کی اینکر سے خوش دلی سے ملا تھا۔۔۔

وہ نازش کو جانتا تھا۔۔۔بہت بار۔۔وہ شوز میں۔۔۔پارٹیز میں ایک دوسرے سے مل چکے تھے۔۔۔

تم نے تو بیوی کو ایسے چھپا لیا۔۔۔نازش مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

ہم سب تو تمہاری ریسپشن پارٹی کا ویٹ کرتے رہے۔۔۔اس نے نازش کو سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔۔۔وہ بیٹھتے ہوئے اس سے گلا کر رہی تھی ریسپشن پارٹی نا دینے کا۔۔۔اور یہ گلا صرف وہی نہیں کر رہی تھی۔۔۔

سب کر رہے تھے۔۔۔

میں ملنا چاہتی دانین سے۔۔۔ریکویسٹ کرنی ہے ان سے ایکچولی۔۔۔

ہمارے چینل نے آپ کے آنے کا انفارم کر دیا تھا۔۔۔ریٹنگ اپ پر ہے۔۔پلیز۔۔آپ یوں شو۔۔مت چھوڑیں۔۔

میں میم سے بات کرتی ہوں۔۔آپ بلوا دیں۔۔۔نازش ہمیشہ کی طرح بہت محبت سے بات کر رہی تھی۔۔۔

میم پلیز۔۔۔نازش ساری بات دانین سے ڈسکس کرنے کے بعد اب التجا سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

جبکہ دانین خاموش بیٹھی تھی۔۔۔ہاں اتنا ضرور تھا کہ چہرے پر ایسی کوئی ناگواری نہیں تھی۔۔۔جو زرداد سے بات کرتے وقت ہوتی تھی۔۔۔

زری نے ہمیں کبھی اس طرح انکار نہیں کیا تھا پہلے۔۔۔اس لیے ہمیں بلکل اندازہ نہیں تھا۔۔۔ہم شو کی پروموشن کا اشتہار ہر گز نا دیتے اگر اس بات کا علم ہوتا۔۔۔لیکن اب ہم مجبور ہیں۔۔۔آپ اپنا کام چھوڑ سکتی

ہیں کیا ہمارے لیے۔۔۔نازش التجا کے انداز میں اسے کہہ رہی تھی۔۔۔

دانین دھیرے سے مسکرائی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔میں آ رہی ہوں شام کو۔۔۔وہ بہت اخلاق سے بولی تھی۔۔۔زرداد نے بہت مشکور نظروں سے۔۔۔دانین کی طرف دیکھا تھا۔۔

ہے۔۔۔زری۔۔۔یور وائف از سو انوسینٹ۔۔۔ائی لائک ہر۔۔۔لکی مین یو آر۔۔۔نازش بڑی خوش دلی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

اور زرداد محبت پاش نظروں سے دانین کی طرف دیکھ رہا تھا جس نے آج اس کی عزت رکھ لی تھی۔۔۔

اسے شو سے پہلے میک اپ آرٹسٹ نے تیار کیا تھا۔۔۔سیاہ۔۔۔ستاروں اور کندن سے چمکتی ساڑھی۔۔۔اس کے لمبے قد پر غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔اور بولڈ میک اپ نے اس کے حسن کو چار چاند لگا دیے تھے۔۔۔

جب وہ تیار ہونے کے بعد زرداد کے سامنے ائی تو۔۔۔زرداد کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔۔۔پھر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کے پیچھے کو جھکنے کی ایکٹنگ کی۔۔۔ہوش تو اڑا ہی دیے تھے دانین نے۔۔

زہر لگ رہا تھا اسے وہ۔۔۔اس طرح کرتے ہوئے۔۔۔اوپر سے ساڑھی۔۔۔ایسی تھی۔۔۔بھر کے میک اپ کر دیا تھا۔۔۔

نازش انھیں اندر داخل ہونے کا طریقہ بتا رہی تھی۔۔۔کہ۔کس طرح زرداد کو ایک ہاتھ اس کے گرد گھمانا ہے۔۔۔

میں کمفرٹیبل فیل نہیں کروں گی۔۔۔اف یو ڈونٹ مائینڈ ایسے ہی آ جاتے ہم دانین نے بہت دھیرے سے کہا۔۔بڑی مشکل سے چہرے پر مسکراہٹ لائی تھی وہ۔۔۔

نو نو۔۔مائی ڈارلنگ۔۔۔ایسے نہیں پلیز۔۔۔۔نازش۔۔۔۔نے اسے پیار سے کہا اور التجا کے انداز میں اس کی طرف دیکھا۔۔

زرداد پکڑو دانین کو۔۔۔وہ آرڈر دیتی ہوئی شو کے فرنٹ میں چلی

گئی۔۔۔تھی۔۔۔

زرداد کا سانولی سلونی ولا گانا بیک گراونڈ میں چل رہا تھا۔۔

زرداد نے اس کو کمر سے پکڑ کر ساتھ لگایا تھا۔۔کمر پر ہاتھ کی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔۔

پھر اس کے کان کے قریب ہو کر سرگوشی کی۔۔۔دانی تم دنیا کی سب سے خوبصورت لڑکی ہو۔۔۔وہ اس کے چہرے کو جزبات سے بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ خود۔۔۔پینٹ کوٹ میں۔۔۔بجلی گرانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

دانین نے سٹ پٹا کے اپنا چہرہ پیچھے کیا تھا۔۔کیونکہ سرگوشی کے بعد بھی اس کا منہ اتنا ہی قریب تھا۔۔کہ دانین کی گردن پر اس کی گرم سانسیں۔۔۔پڑ رہی تھیں۔۔۔

وہ شو میں تالیوں کی گونج اور بیک گراونڈ میں بجتے گانے کی ملی جلی

آوازوں میں داخل ہوئے تھے۔۔۔زرداد کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ تھی۔۔۔

دانین کے بیٹھنے کے بعد زرداد اس کے ساتھ بیٹھا تھا۔۔۔وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔وہی سب کو۔۔۔زیر کر دینے والی مسکراہٹ۔۔۔

واؤ۔۔۔تو زرداد۔۔۔آپ تو چھپے رستم نکلے۔۔۔کوئی۔۔۔خبر نہیں۔۔۔کی شادی کی۔۔۔اچانک بس دھماکا کر ڈالا۔۔۔نازش نے شرارت کے انداز میں زرداد سے پوچھا۔۔۔

زرداد نے جاندار قہقہ لگایا تھا۔پھر خجل سا ہو کر۔۔۔کان کھجایا۔۔۔

آج پہلے تو۔۔۔ہمیں۔۔۔ایک بات کنفرم کر دیں۔۔۔آپ کی ریسنٹ البم ائی تھنک ان کے ہی نیم پر ہے۔۔۔نازش کا اگلا سوال۔۔۔

یس۔۔۔کوٹ کو ایک جھٹکا دیا تھا۔۔۔اور ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔

اوہ۔۔۔ویری گڈ۔۔۔مطلب۔۔۔لو۔۔۔اور اپکا۔۔۔سونگ۔۔۔سانولی سلونی اپکی دانین کے لیے ہی تھا۔۔۔ایم ائی رائٹ۔۔۔نازش بھی پوارا انجوآئے

کر رہی تھی۔۔۔

جی۔۔۔بلکل۔۔۔انہیں کے لیے تھا۔۔۔جس نے مجھے اتنا نام دے دیا۔۔۔ اسی گانے کی وجہ سے مجھے اتنی شہرت ملی۔۔۔بے شک۔۔۔دانین میرے لیے بہت لکی ہے۔۔۔جیسے ہی یہ میری زندگی میں ائی۔۔۔سب کچھ بدل گیا۔۔۔زرداد نے۔۔۔چمکتی آنکھوں اور سچے دل سے کہا۔۔۔

دنیا جہان کا جھوٹا انسان۔۔۔دانین نے دل میں جل کے سوچا تھا۔۔۔

تو آپکی شادی پیور لو۔۔۔۔نازش شرارت سے مسکراتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔

لو۔۔۔پلس ارینج ہی سمجھیں۔۔۔زرداد بلش بھی ہو رہا تھا۔۔۔

لو۔۔۔پلس۔۔۔۔ارینج کا کچھ لگتا۔۔۔بتا نہیں سکتا کیا اب کیسے دھوکا دے کر پھانسایا ہے مجھے۔۔۔وہ دانت پیستی ہوئی سوچ رہی تھی۔۔۔

واؤ۔۔۔۔دیٹس گریٹ۔۔۔ویسے تو۔۔۔مس دانین بہت خوبصورت ہیں ۔۔۔آپکو کیا اچھا لگا۔۔۔ان میں۔۔۔نازش اب دانین کو مسکرا کر دیکھ

NEW ERA MAGAZINE Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رہی تھی۔۔۔

یہ پوچھیں۔۔کیا اچھا نہیں لگتا مجھے۔۔۔ائی لو ہر۔۔۔مجھے لگتا۔۔۔ہے۔۔۔میں ان کے بنا جی نہیں سکتا۔۔۔زرداد نے محبت سے دانین پر فدا ہونے کے سے انداز میں کہا۔۔۔

سارا شو تالیاں پیٹ رہا تھا۔۔۔زرداد کی اس بات پر۔۔۔

بس وہ تھی۔۔۔جو ان الفاظ کو دھوکا سمجھ رہی تھی۔۔۔جھوٹا۔۔کل یہی سب کسی اور کے لیے۔۔۔کہہ رہا ہو گا۔۔۔

اوہ۔۔۔۔مائی۔۔۔۔گاڈ۔۔۔دانین ہاو لکی یو آر۔۔۔نازش نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ کر دانین کی قسمت پر رشک کیا۔۔۔

ویسے ڈاکٹرز۔۔۔زیادہ طر ڈاکٹرز سے ہی شادی کرتے۔۔۔یہ کیسا کمبینیشن ہوا۔۔۔زرداد۔۔۔ایک سنگر۔۔۔ایک ڈاکٹر۔۔۔کیسا ریلشن آ پ کا۔۔۔نازش ہاتھوں کو دائیں بائیں گھماتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔۔

زرداد نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔ایک جاندار قہقہ۔۔۔

پھر اپنے مخصوص انداز میں کوٹ کو جھٹکتے ہوئے بولا۔۔۔

میرے خیال سے کبھی کبھی ڈاکٹرز کو مریض سے بھی شادی کرنی پڑتی۔۔۔ان کے عشق نے بیمار کر رکھا تھا۔۔اگر نا ملتی۔۔۔تو کیسے جیتا۔۔۔وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔سب لوگ اس کی اس بات پر چیخ رہے تھے۔۔۔تالیاں بجا رہے تھے۔۔۔

ہآئے۔۔۔نازش نے اس کی اس بات پر بڑی ادا سے سینے پہ ہاتھ رکھا۔۔۔اللہ آل ویز بلس۔۔۔یو۔۔۔اینڈ یور وائف۔۔۔اس نے منہ پہ ہاتھ رکھ کے دونوں کو ہوا میں بوسہ دیا۔۔۔۔

اب وہ دانین سے پہلے اس کا تعارف لیتی رہی پھر آنکھوں میں چمک اور شرارت بھر کر پوچھا۔۔۔

دانین آپکو۔۔۔پرابلم تو ہوتی ہو گی۔۔۔جب۔۔لڑکیاں یوں۔۔۔زرداد کے ارد گرد منڈلاتی ہوں گی۔۔۔

نہیں۔۔۔دانین نے بڑی مشکل سے مصنوعی مسکراہٹ ہونٹوں پہ

سجائی۔۔۔وہ بچپن سے ہی ان کے ارد گرد منڈلاتی رہی ہیں۔۔۔یہ میرے لیے نیا نہیں اس لیے کوئی پرابلم نہیں ہوتی مجھے۔۔۔

زرداد کے ساتھ ساتھ پورا شو قہقوں سے گونج اٹھا تھا۔۔

چلیں دانین آپ ہمیں بتائیں۔۔۔کیسے پرپوز کیا تھا انھوں نے آپکو۔۔۔۔ نازش پر شوق نظروں سے اب دانین کے جواب کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

انھوں نے مجھے پرپوز نہیں کیا تھا۔۔میری طرف سے ارینج میرج ہے یہ ۔۔۔لو صرف ان کی طرف ساتھا۔۔۔اپنے الفاظ پہ نرماہٹ کا لبادہ چڑھا کر وہ بمشکل بول پائی تھی۔۔۔

اوہ۔۔۔زری کیا یہ سچ کہہ رہی۔۔ہیں۔۔۔نازش حیران ہو کر زرداد کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ اپنا پیار ہمیشہ چھپا کر رکھتی ہیں۔۔۔۔زرداد ہنس کر بول رہا تھا۔۔۔وہ صرف مجھ پر ہی لٹاتی۔ہیں۔۔وہ شرارت سے دانین کی طرف دیکھ رہا

تھا۔۔

شی لوز می۔۔۔آ لوٹ۔۔۔زرداد نے دل پہ ہاتھ رکھ کر پر یقین انداز میں کہا۔۔

دانین کا دل کیا منہ نوچ لے اسکا۔۔۔

واو۔۔۔دانین کے لیے۔۔۔وہی سونگ ہو جآئے۔۔۔۔نازش اب زرداد کو گانا گانے کے لیے کہہ رہی تھی۔۔۔

سانولی سلونی۔۔۔سی۔۔۔محبوبہ۔۔۔زرداد دانین کو محبت بھری نظروں سے دیکھتا ہوا گا رہا تھا۔۔

سب لوگ جھوم رہے تھے۔۔

تھنکیو۔۔۔اس کے بلکل عقب سے آواز ابھری۔۔۔وہ کچھ سوچنے کے سے انداز میں ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی۔۔زیور اتار رہی تھی۔۔۔جب زرداد نے بلکل پیچھے کھڑے ہو کر کان میں سرگوشی کے سے انداز میں

کہا۔۔۔۔

وہ کس لیے۔۔سپاٹ لہجہ۔۔۔ساکت چہرہ۔۔۔لیے دانین نے کہا۔۔۔وہ سیاہ ساڑھی میں ملبوس اپنے سارے جلوے سمیت۔براجمان تھی۔۔۔ زرداد کی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں سے یکسر انجان۔۔۔

آج کے دن کے لیے۔۔۔وہ بھر پور طریقے سے مسکرا رہا تھا۔۔۔ دھیرے سے بلکل اس کے سامنے آ کر ٹیک ڈریسنگ میز سے لگا کر۔۔۔ ایک بھر پور نظر اس پر ڈالتے ہوئے کہا۔۔۔۔

اور وہاں جو کچھ تم نے کہا اس کے لیے۔۔۔۔بھاری آواز میں کہا۔۔۔۔ آنکھیں۔۔۔اس کے آج کے ہوش ربا روپ کے نشے سے بھر پور تھیں۔۔۔

میں نے وہاں جو بھی کہا وہ سب سچ کہا تھا تمھاری طرح جھوٹ نہیں بولے تھے۔۔۔کانوں سے جھمکا اتار کر زور سے میز پر رکھتے ہوئے دانین نے طنز کے لہجے میں کہا۔۔۔۔

اچھا۔۔۔۔میں نے کونسا جھوٹ بولا۔۔۔وہ ہنس رہا تھا۔۔۔سینے پر ہاتھ باندھ کر دلچسپی سے اسے دیکھا۔۔۔آج تو ہر انداز میں پیاری ہی لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

سب جھوٹ تھا۔۔۔۔وہ محبت۔۔۔اور وہ۔۔۔وہ۔۔۔جو۔۔۔لو۔۔۔پلس ارینج۔۔۔والی بات۔۔۔دانین نے چہرے پر دنیا جہان کی ناگواری لاتے ہوئے کہا۔۔۔اب وہ گلے سے ہار اتار رہی تھی۔۔۔

ہاں تو وہ جھوٹ کب تھی۔۔۔لو۔۔تو تھا مجھے۔۔۔ارینج پھر میں نے اپنے دماغ سے بنا لیا تھا۔۔۔شرارت سے۔۔۔دانتوں کے نیچے نچلے ہونٹ کو دباتے ہوئے کہا۔۔۔۔

واہ۔۔۔۔واہ۔۔۔کیا بات ہے۔۔۔۔۔دانین نے۔۔طنز سے دیکھا۔۔

اور وہ۔۔۔میں کب کرتی تم سے پیار۔۔۔گردن کو ایک جھٹکا دے کر اس کو گھور کر پوچھا۔۔۔۔

میں تو نفرت کے قابل بھی نہیں سمجھتی اب تمھیں۔۔۔۔ناگواری انگ

انگ سے جھلک رہی تھی۔۔۔

کرتی ہو مان لو۔۔۔۔سب سچ بولا تھا میں نے۔۔۔ہاں۔۔۔یہ نہیں ٹھیک سے بتایا کہ کے تم میں سب سے زیادہ اچھا کیا لگا مجھے۔۔۔ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے۔۔۔اب دانین کے چہرے کا بغور جائزہ لیا۔۔۔ معصوم سی شکل۔۔۔بڑی بڑی۔۔۔آنکھیں۔۔۔لمبی پلکوں سے ڈھکی ہوئی۔۔

مجھے تمھاری۔۔۔نظر اس کی آنکھوں پہ ٹک گئی تھی۔وہ اب ساڑھی کے پلو سے سیٹنگ میں لگائی گئی پنز کو ڈھونڈ کر اتار رہی تھی۔۔۔

تمہاری آنکھیں مجھے سب سے زیادہ پسند ہیں۔۔لہجہ۔۔۔بھیگا سا تھا۔۔ دانین اب جلدی جلدی پنیں اتار رہی تھی۔اسے الجھن ہونے لگی تھی زرداد کی یوں۔۔۔خمار آلودہ نظروں سے اور۔۔۔بھیگے لہجے سے۔۔۔

اس کے بعد تمھارے یہ بال۔۔۔۔دھیرے سے اس کے بال جو پنز اتارنے کی کوشش میں ڈھلک کر آگے آئے تھے انھیں چھونا چاہا۔۔۔وہ جھٹکے سے پیچھے ہوئی تھوڑا سا۔۔۔

وہ فوراً بالوں کا جوڑا بنانا شروع ہو گئی تھی۔۔۔دونوں بازو اوپر جو کیے۔۔۔تو۔۔۔پتلی سی کمر۔۔۔زرداد پر بجلیاں گرانے لگی۔۔

اور یہ۔۔۔۔اگے بولا تو کچھ نہیں۔۔۔لیکن نظریں اب کمر پر ہی ٹکی تھی۔۔۔

دانین نے اچانک اسکی نظروں کی تپش محسوس کی۔۔۔گھبرا کے فوارً بازو نیچے کیے۔۔۔چہرہ اس کی اس بےباکی پہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔ویسے تو بلاوز پورا ہی تھا کمر کو ڈھکتا ہوا۔۔۔لیکن بازو اوپر جانے سے۔۔۔تھوڑا سا اوپر ہو گیا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے وہاں سے نکلی۔۔۔باتھ روم کی طرف چل دی تھی۔۔۔

اس کے جانے سے۔۔۔زرداد جسے ایک دم ہوش کی دنیا میں لوٹا تھا۔۔

آجا۔۔۔آجا۔۔۔واپس۔۔۔دونوں ہاتھوں کو سر میں جکڑ کر دماغ سے کہا۔۔۔

کہاں چلا جاتا ہے۔۔۔سب کچھ دل کے حوالے چھوڑ کے۔۔۔وہ مچلتے

www.neweramagazine.com

دل۔۔۔کو سنبھالتے ہوئے۔۔۔اپنے دماغ کو سرزنش کر رہا تھا۔۔۔

وہ سرخ۔۔۔چہرے۔۔۔اور پھولے ہوئے ناک کے ساتھ۔۔۔سادہ سے سوٹ میں باتھ روم سے نکلی اور تیزی سے۔۔۔جا کر اپنی طرف بیڈ پر پوری چادر تان کر لیٹ گئی۔۔۔

وہ کمر پر ہاتھ رکھ کر کچھ دیر کھڑا اس کو دیکھتا رہا۔۔۔

باہر چلے جانا ہی بہتر تھا۔۔۔۔سامنے پڑے لائٹر کو جیب میں رکھ کے۔۔۔وہ ٹیرس پر آ چکا تھا۔۔۔

صیح کیا تھا یا غلط وہ نہیں جانتا تھا۔۔۔لیکن۔۔۔دانین کو وہ نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔سگریٹ کو منہ میں رکھ کر آج کے لائیو شو کی ویڈیو۔۔۔دیکھ رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کہاں ہے۔۔۔تمھارا۔۔۔کھڑوس۔۔۔شوہر۔۔۔صوفے پر۔۔۔دانین کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اس نے اشعال سے پوچھا۔۔۔گھر تو اپنے پاس بھٹکنے بھی نا دیتی تھی۔۔۔یہاں بہانے سے اس کی قربت میں بیٹھا جا سکتا

تھا۔۔۔

شرم کرو بھائی کہا کرو۔۔۔اشعال خفگی سے۔۔۔زرداد کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہیں کبھی آپی کہا نہیں۔۔اسے کیسے بھائی کہہ دوں۔۔۔وہ ہنس رہا تھا۔۔۔اور بار بار اپنے ساتھ بیٹھی اس سخت دل محبوبہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ تین ہفتے ہونے کو آئے تھے۔۔مجال ہےان محترمہ کے دل میں تھوڑی سی بھی جگہ بنی ہو۔۔۔ویسی ہی سختی۔۔۔وہی حقارت وہی ناگواری۔۔۔

اشعال نے شادی کے بعد آج دونوں کو کھانے پر بلایا تھا۔۔۔

دانین اٹھ کر بہانے سے سامنے والے صوفے پر چلی گئی۔۔۔وہاں رانیہ لیٹی ہوئی تھی۔۔رانیہ کا بہانا کر کےزرداد کے پہلو سے اٹھ کر آ جانا اسے بہتر لگا۔۔۔زرداد نے اسے کن اکھیوں سے دیکھا۔۔۔اور شرارت سے مسکرا دیا۔۔۔

ہمم۔۔کیا بنایا ہے کھانے میں۔۔پوچھتا ہوا وہ دوبارہ اپنے صوفے سے

اٹھ کر دانین کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا تھا۔۔۔دانین چڑ سی گئی تھی۔۔۔ ماتھے پہ بل ڈال نہیں سکتی تھی اور نہ ہی ناگواری دیکھا سکتی تھی۔۔۔

زرداد اور اشعال باتوں میں مصروف تھے۔۔۔وہ دوبارہ اٹھنے لگی تو زرداد نے ہاتھ پکڑ لیا۔۔اور تھوڑا سا جھٹکا دے کر پھر سے اپنے ساتھ بیٹھا دیا۔۔۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے۔۔۔کبھی ادھر کبھی ادھر۔۔بیٹھ جاؤ۔۔۔آرام سے۔۔۔ تھوڑے ڈانٹنے کے سے انداز میں کہا۔۔

دانین نے پوری آنکھیں نکال کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔لیکن وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

اشعال بھی مسکرا دی۔۔۔کتنے پیارے لگ رہے تم دونوں ایک ساتھ بیٹھے۔۔۔وہ ان دونوں کو پیار سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

بیٹھتے ہی ہیں بس ایک ساتھ۔۔۔زرداد نے کان کھجاتے ہوئے۔۔۔ دانین کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔دانین نے بڑی مشکل سے اپنے

چہرے پر آنے والے آثار کو کنڑول کیا اور اشعال کی طرف مسکرا کر دیکھا۔۔۔

تمھاری کیسی جا رہی جاب اب۔۔۔اشعال اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔ دانین کو ہاسپٹل جاتے ہوئے۔۔۔ایک ہفتہ ہوا تھا۔۔۔

وہ اشعال کو اپنی جاب کا بتا رہی تھی۔۔۔زرداد اس کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

اشعال کھانا لگانے کے لیے اٹھی تو وہ بھی فوراً اس کے ساتھ اٹھ گئی تھی۔۔۔زرداد کی نظروں سے بچنے کا یہ ہی ایک طریقہ تھا۔۔۔

دانین بیٹھ جاؤ نا میں کر لیتی ہوں۔۔۔اشعال کچن کی طرف جاتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کر رہی تھی۔۔۔

نہیں نہیں۔۔آپی۔۔۔مجھے اچھا نہیں لگے گا۔۔۔وہ مسکراتی ہوئی جلدی سے اٹھ گئی تھی۔۔۔۔

دانین۔۔۔اشعال نے برتن نکالتے ہوئے۔۔۔دانین کی طرف دیکھا۔۔۔

زرداد بہت اچھا ہے۔۔۔برتن ایک طرف رکھ کے اب وہ اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑی تھی۔۔۔

میں جانتی ہوں۔۔۔شادی بہت اچانک ہوئی ہے۔۔پر۔۔۔میں نے زری کو ان سالوں میں بکھیرتے۔۔۔جڑتے دیکھا ہے۔۔اس کے انگ انگ سے بھائی کی محبت جھلک رہی تھی۔۔۔

آپ نے صرف اس کا ٹوٹنا اور بکھرنا دیکھا ہے آپی۔۔۔میرا بکھرنا اور جڑنا نہیں دیکھا۔۔وہ دل میں سوچ رہی تھی۔۔۔

میں تو جب جڑی۔۔۔اس شخص نے مجھے پھر سے توڑ نے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔۔۔

وہ۔۔تھوڑا۔۔منہ پھٹ ہے۔۔۔لیکن دل کا برا بلکل نہیں ہے۔۔۔اشعال پیار سے اس کا منہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولی۔۔۔اسے شائید محسوس ہو گیا تھا کہ دانین زرداد کے ساتھ کچھ کھچی سی ہے۔۔اسی لیے اسے سمجھا رہی تھی۔۔۔

دل صرف اسی کے پاس نہیں ہے۔۔۔دل سب رکھتے ہیں۔۔۔زین کو جب جھوٹ بول کر آیا۔۔۔میری کتنی عزت تھی زین کے دل میں۔۔کیا عزت رہ گئی ہو گی میری۔۔۔وہ بس سوچ ہی سکتی تھی۔۔۔

یہ رشتے خدا کے بنائے ہوتے ہیں۔۔۔دیکھو کیسے۔۔۔زین سے شادی ہوتے ہوتے ہی تمھاری زرداد کے ساتھ ہو گئی۔۔۔اشعال اب برتن صاف کرتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

ہاں جہاں۔۔۔آپکے بھائی جیسے دماغ والا انسان ہو۔۔وہاں شادی سے ایک رات پہلے بھی۔۔شادی ٹوٹ جایا کرتی ہے۔۔۔وہ بھی اب اس کے ساتھ برتن صاف کر رہی تھی۔۔۔لیکن دل تھا کہ زرداد کے لیے صاف ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا۔۔۔

یہ بہت پیارا رشتہ ہوتا ہے۔۔۔تم ہی ہو جو اس کے اور ابا کے درمیان ناچاقی ختم کروا سکتی ہو۔۔۔۔اشعال چاولوں سے بھری ڈش ایک طرف رکھتی ہوئی بولی۔۔۔

پہلے میں اپنی ناچاقی تو ختم کر لوں۔۔۔پتہ نہیں کب تک ہوں اس کے

ساتھ۔۔۔۔دل ایک دم بجھ سا گیا تھا۔۔۔

ابا کے بہت قریب ہو تم۔۔۔ان کا دل صاف کرو زرداد کی طرف سے

۔۔۔اشعال نے دھیرے سے اس کے قریب ہو کر کہا۔۔۔

اور وہ پر سوچ انداز میں بس کھڑی ہی رہ گئی۔۔۔۔

کیا حال بنا رکھا ہے۔۔۔بالوں کا دیکھو تو ذرا۔۔۔ثمرہ نے زرداد کے

بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔

پتہ نہیں کیا گند بلا لگاتے رہتے ہو۔۔۔ثمرہ خفگی سے بول رہی تھیں۔۔۔

زرداد ثمرہ کی گود میں سر رکھ کر لیٹا ہوا تھا۔۔۔

آپکی بہو خیال ہی نہیں رکھتی میرا۔۔۔زرداد نے شرارت سے سامنے

صوفے پر بیٹھی۔۔۔دانین کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ دونوں۔۔منال کے بیٹے کو دیکھنے۔۔۔حیدر آباد آئے تھے۔۔۔

سب لوگ دوپہر کے کھانے کے بعد۔۔۔لاونج میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

مسو آئے۔۔۔ہارون کے۔۔۔وہ اپنے کمرے میں ہی تھے۔۔۔

باہر آئے تھے۔۔۔دانین کو گلے لگا کر پیار کیا۔۔۔لیکن زرداد کے بس

سلام کا جواب دے کر وہاں سے چلے گئے تھے۔۔۔

دانین۔۔۔تیل لگاؤ۔۔۔زرداد کے بالوں میں۔۔۔سکندر نے تھوڑا ڈانٹنے

کے انداز میں دانین سے کہا۔۔۔

وہ ڈھیٹ سی ہو کر بیٹھی رہی۔۔۔

لگا دو نہ پھر دانین۔۔۔سر میں بھی بہت درد ہے۔۔۔زرداد بات چھوڑنے

والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔شرارت بھری آنکھوں سے اس کی طرف

دیکھا۔۔

دانین اٹھتی کیوں نہیں۔۔۔مالش کر دو اس کے سر کی۔۔۔سکندر اب

خفگی کے سے انداز مِیں اسے گھور رہے تھے۔۔۔

دانین زرداد کو گھورتی ہوئی اٹھی تھی۔۔۔جب کہ زرداد اپنی مسکراہٹ

چھپانے کی کوشش میں لگا ہوا تھا۔۔۔

وہ سرسوں کے تیل کی بوتل ہاتھ میں لیے زرداد کے سر پر کھڑی تھی۔۔۔

شرارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے اٹھا تھا۔۔۔

دانین نے بالوں میں تیل ڈال کر آہستہ سے زرداد کے بالوں میں۔۔ انگلیاں چلائی۔۔۔

زرداد کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔واہ۔۔۔بیگم۔۔واہ۔۔بڑا لہک لہک کر زرداد نے کہا۔۔۔اتنا سکون مل رہا ہے۔۔قسم سے۔۔۔

دانین دانت پیس کر ہی رہ گئی۔۔بابا کا لاڈلا تھا ان کے سامنے کچھ کہہ بھی نہیں سکی اسے۔۔۔

وہ بےدلی سے اس کے سر میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔۔دل کر رہا تھا ان بالوں میں پیار سے انگلیاں چلانے کے بجآئے دونوں مٹھیوں میں بھر ک نوچ ڈالے بالوں کو۔۔۔

ڈھیٹ پورا۔۔۔مزے سے مسکرا رہا تھا۔۔۔

بس اب۔۔۔دانین نے تیل کی بوتل بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔سر میں کچھ اٹھا کر مارے اس کے۔۔۔

بیگم۔۔۔تھوڑی دیر تو اور کرو۔۔۔ابھی تو سکون ملنے لگا تھا۔۔۔زرداد نے اس کے ہاتھ پکڑ کر۔۔پھر سے اپنے سر پر رکھ دیے۔۔۔

دانین نے دانت پیسے۔۔۔تایا ابا بلکل ٹھیک کہتے اسے خبیث۔۔۔

دانی۔۔۔اچھی طرح جزب کر بیٹا۔۔۔سارا سر خشک ہوا پڑا۔۔اسکا۔۔۔کہتا اتنے بڑے بڑے پارلر جاتا ہوں۔۔جو کام سرسوں نے دیکھانا وہ تھوڑی یہ انگلش کریمیں کرتی ہیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ثمرہ نے دانین کی طرف دیکھتے ہوئے اسے ہدائت دی۔۔۔

دانین نے اب انگلیاں چلانے کے بجآئے۔۔۔زرداد کے سر میں زور زور سے ناخن مارنے شروع کر دیے۔۔۔

ایک دفعہ تو تھوڑا سا اچھلا تھا۔۔۔دانین کی ہنسی نکل گئ۔۔۔

اب وہ زور زور سے ناخن مار رہی تھی۔۔۔اور مسکراہٹ چھپانے کی

کوشش کر ہی تھی۔۔۔

بیگم۔۔۔بس کرو۔۔۔بس کرو۔۔اب زرداد کی آنکھوں میں پانی آ گیا تھا تکلیف کی وجہ سے۔۔۔

نہیں نہیں ابھی کچھ دیر اور کر دیتی ہوں۔۔۔۔دانین نے بڑے لاڈ سے کہا۔۔۔

اور زور سے ناخن مارے۔۔۔

آہ۔۔۔بس۔۔۔ہو گیا۔۔اب کیا سر کا اپنا تیل نکالو گی۔۔۔ایک دم سے پیچھے ہوا تھا۔۔۔سر کے اوپر بچوں کی طرح ہاتھ مار رہا تھا۔۔

دانین کو مزہ آ گیا۔۔۔آج اتنے عرصے کے بعد وہ مسکرا رہی تھی۔۔۔

زرداد نے خفگی سے دانین کی طرف دیکھا۔۔

دانین نے بڑے انداز سے کندھے اچکا دیے۔۔۔جیسے کہ کہہ رہی ہو۔۔ ایسے تو ایسے صیح۔۔۔

زرداد اپنے سر میں ہاتھ پھیر کر سر کو سہلا رہا تھا۔۔۔ایسے لگ رہا تھا

زخم کر دیے ہوں۔۔۔

رک جاؤ ذرا بتاتا ہوں تمہیں میں۔۔۔دل میں سوچتے ہوئے زراد لب مسکرا دیے تھے۔۔۔

اب تو۔۔۔میں۔۔اپنے میکے ائی ہوں نہ۔۔۔تو جاؤ۔۔اپنے کمرے میں۔۔ سو۔۔جا کر۔۔۔دانین اس کی اچانک آمد پر گڑ بڑا گئی تھی۔۔۔

گھڑی پر نظر ڈالی تو۔۔۔رات کا ایک بج رہا تھا۔۔۔منال کے ساتھ گپ شپ کرتے اسےوقت کا پتا ہی نا چلا تھا۔۔اور جب منال کے کمرے سے نکلی تو زرداد لاونج میں ٹی وی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

وہ مزے سے آ کر اپنے کمرے میں لیٹی تھی۔۔ابھی کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ وہ کمرے میں آ گیا تھا۔۔۔وہ ایک دم سے اٹھ کر کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

مجھے نیند ہی نہیں آتی اب اکیلے۔۔۔آنکھیں شرارت سے بھری ہوئی تھیں۔۔۔

دانین کو اس کے دیکھنے کے انداز سے ایک دم گھبراہٹ سی ہوئی۔۔۔

کہ۔۔کیا مطلب۔۔چلو۔۔اوپر جاؤ۔۔۔میں اکیلا سونا چاہتی آج۔۔۔اس کو اپنے پاس آتا دیکھ کر تھوڑی سختی سے کہا۔۔۔جبکہ دل کانپ رہا تھا۔۔۔وہ آج عجیب نڈر سا لگ رہا تھا۔۔ساری غلطی اس کے مسکرانے کی تھی۔۔۔آج اس کو دیکھ کر مسکرا جو دی تھی۔۔۔وہ تو شیر ہی ہو گیا تھا۔۔۔

زرداد کچھ بولے بنا اب بلکل پاس آ چکا تھا۔۔۔بازو ایسے دیوار پر رکھا کہ راہ فرار کا کوئی راستہ ہی نا چھوڑا۔۔۔

زرداد کیا مسئلہ ہے۔۔۔ناگواری سے کہا۔۔۔جبکہ پلکیں۔۔۔آنکھوں کے اوپر کپکپا رہی تھیں۔۔۔

ناخن جو مارے اتنے ان کا بدلہ نا لوں کیا۔۔۔آواز۔۔ایسے تھی۔۔۔جیسے بہت مشکل سے بول رہا ہو۔۔۔

دانین کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔۔۔

تم بھی تو بلاوجہ تنگ کر رہے تھے۔۔دانین نے تھوک نگلا۔۔۔اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر پیچھے کو دھکیلا۔۔۔کس چیز کا بنا ہے۔۔۔۔ایسے جیسے پتھر ہو۔۔۔فولاد کہیں کا۔۔۔۔

تنگ ہی کر رہا تھا۔۔۔تم نے تو ناخن مار مار کر سر میں زخم ہی کر ڈالے۔۔زرداد اپنی ہنسی کو چھپا رہا تھا۔۔۔

کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے۔۔۔وہ اتنی دلکش لگ رہی تھی اس کے دل کو۔

ہٹو پیچھے۔۔۔دھکے دے رہی تھی۔۔۔

نہیں بدل لینا ہے۔۔زرداد نے۔چہرہ قریب کیا۔۔۔اس سے پہلے کے کوئی گستاخی کرتا۔۔۔دانین نے گھبرا کر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔اور زرداد کے گال پر ایک تھپڑ پڑا تھا۔۔۔

وہ ایک دم جیسے۔۔شرمندہ سا ہوا۔۔۔رنگ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

تیزی سے دانین کی طرف ایک نظر بھی ڈالے بنا وہاں سے نکل گیا

تھا۔۔۔

وہ بار بار اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔

بڑی سنجیدہ شکل بنا کر۔۔۔گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔نا کوئی شوخی نا کوئی شرارت۔۔۔

حتی کہ اسے کچھ کہا بھی نہیں۔۔۔اور نہ ہی کوئی غصہ یا ناراضگی تھی۔۔ بس چہرہ بہت سنجیدہ تھا۔۔اور صبح سے ایک دفعہ بھی دانین کی طرف نہیں دیکھا تھا۔۔۔

اسے کے دل کو عجیب سا کیوں لگ رہا تھا اس کا یہ انداز۔۔۔اسے خود سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

وہ کبھی بالوں کو کانوں‌ل کے پیچھے کرنے کے بہانے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔اور کبھی جوتے کو ٹھیک کرنے کے بہانے تھوڑا نیچے جھک کر۔۔۔پر وہ خاموشی سے لب بھینچے گاڑی چلا رہا تھا۔۔

جو بھی تھا۔۔ایسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔۔دل کے ایک کونے سے آواز ائی۔۔۔

وہ کر بھی تو ایسے رہا تھا۔۔اپنا آپ بچانے کے لیے اور کیا کرتی۔۔۔دل کے دوسرے کونے سے آواز ائی۔۔۔

تو کیا کر رہا تھا۔۔۔کچھ اتنا غلط تو نہیں کر رہا تھا۔۔۔آخر کو شوہر ہے۔۔۔دل کے پہلے کونے سے پھر آواز ائی۔۔۔

میں جب مانتی ہی نہیں شوہر۔۔۔نا اس رشتے کو مانتی۔۔۔تو پھر کیوں قریب آنے دوں اتنا۔۔۔

اس کے دماغ نے دوسرے کونے کے حق میں ووٹ دیا۔۔۔اور دانین نے پرسکون انداز میں سر سیٹ کے ساتھ ٹکا دیا۔۔۔

کب اس کی آنکھ لگی پتہ ہی نا لگا۔۔۔کھلی اس وقت ہی جب گاڑی ایک جھٹکے کے ساتھ۔۔پورچ میں رکی۔۔۔وہ گھر پہنچ گئے تھے۔۔۔

وہ گاڑی سے نکل کر جا چکا تھا۔۔۔

وہ بھی اپنا سامان اٹھا کر اندر کی طرف چل دی تھی۔۔۔

ڈاکٹر دانین۔۔ان سے ملیں۔۔۔ہمارے نیو سٹاف ممبر۔۔۔ڈاکٹر علی کی آواز پر دانین نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔۔۔

دانین کو تقریباً ایک ماہ ہو گیا تھا۔۔ہاسپٹل میں جاب کرتے ہوئے۔۔۔اب تو سب اس سے کافی گھل مل گئے تھے۔۔۔

سامنے زین کھڑا تھا۔۔دانین کا چہرہ ایک دم سے زرد پڑا تھا۔۔۔

زین نے اسے دیکھ کر ایک دم سے اپنی نظروں کا زاویہ بدل ڈالا تھا۔۔۔

وہ دھیرے سے زبردستی مسکرائی تھی۔۔۔اور علی کی طرف دیکھا۔۔۔جو زین کو سب سے متعارف کروا رہا تھا۔۔۔

زین نے سلام کیا تھا۔۔۔

جس کا جواب اس نےیوں دیا تھا۔۔کہ اسے خود اپنی آواز کسی کنویں سے

آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

زین کی نظروں میں اس کے لیے حقارت تھی۔۔۔

سب ڈاکٹرز۔۔۔زین سے مل رہے تھے۔۔۔اسے عجیب گھٹن سی محسوس ہونے لگی تھی۔۔۔

اپنا بیگ اٹھا کر وہ باہر آ گئی تھی۔۔۔

آخر کو جا کہاں رہا ہے۔۔۔۔دانتوں کو کچلتے ہوئے۔۔۔دانین نے سوچا۔۔۔میگزین کو تھوڑا سا نیچے کر کے دیکھا۔۔۔وہ بیڈ پر ٹانگوں کو پسارے۔۔لیٹی میگزین پڑھ رہی تھی۔۔۔جب وہ باہر سے آ کر یوں بیڈ پر اپنے کپڑے نکال کر رکھنے لگا۔۔۔

وہ اب چوری چوری اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

زرداد بیگ میں کپڑے رکھ رہا تھا۔۔۔سنجیدہ شکل۔۔۔آنکھیں بلکل نیچے کی ہوئی۔۔۔جم سوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔شائید ابھی وہیں سے آیا تھا۔۔۔

اتنے کپڑے لے کر کہاں جا رہا ہے۔۔۔وہ دانت سے ہونٹ کچلتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔

وہ تو اس دن سے ایسے چپ ہو گیا تھا۔۔۔کوئی بات نہیں کرتا تھا۔۔۔ کوئی مزاق نہیں۔۔۔ایسے جیسے وہ گھر میں نہیں ہے۔۔۔ویسے تو دانین نے شکر ہی ادا کیا تھا۔۔۔وہ چپ سادھ گیا تھا۔۔۔اب اس چپ کے بعد دی اینڈ ہی ہو گا اس کے جنون کا۔۔۔اس کی ضد کا۔۔۔وہ یہ سوچ کر دل کو تسلی دیتی تھی۔۔۔

وہ واش روم میں تھا۔۔شاور کی آواز آ رہی تھی۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ٹاول سے بال رگڑ رہا تھا۔۔۔

دانین ایسے ہی ظاہر کر رہی تھی۔۔۔جیسے اسے کوئی پرواہ نہیں۔۔۔ لیکن تجسس بار بار سر اٹھا رہا تھا۔۔۔آخر کو کہاں جا رہا ہے۔۔۔

اچھا چلو کچھ بتا کر ہی جآئے گا۔۔۔اس نے اپنے دل کو تسلی دی۔۔۔اور پھر سے چور نظروں سے اس کو دیکھنا شروع کر دیا۔۔۔

وہ اب ڈریسنگ روم میں تھا۔۔کھٹ پھٹ کی آوازیں آ رہی تھیں۔۔۔وہ تیار ہمیشہ سے ایسے ہی ہوتا تھا تسلی سے دل لگا کر۔۔۔پتہ تھا۔۔۔جناب کو۔۔۔کہ میں خوبصورت ہوں تو۔۔۔اس خوبصورتی کو چار چاند لگا کر ہی باہر نکلتا تھا۔۔۔

جب ڈریسنگ سے نکلا تو۔۔ایسا ہی تھا۔۔ہر دفعہ کی طرح۔۔سب کو مات دے دینے والا۔۔۔دوشیزاوں کے دھڑکنوں کو تیز کر دینے والا۔۔۔

اب وہ خود پر سینٹ کی بارش کر رہا تھا۔۔۔ہمیشہ کی۔۔طرح سینٹ کی چوائس بھی بہترین۔۔۔ایک حصار میں لے لینے والی مہک پورے کمرے میں پھیل گئی تھی۔۔۔

سنجیدہ شکل بنا کر۔۔۔ایک نظر بھی دانین پر ڈالے بنا۔۔۔کوٹ اور بیگ کو اٹھا کر وہ باہر نکل گیا تھا۔۔۔

اور وہ اپنے تجسس کے ساتھ ہی بیٹھی رہ گئی تھی۔۔۔

زیبی۔۔۔بات سنو۔۔۔دانین نے میڈ کو آواز دی۔۔۔

رات ہو گئی تھی۔۔۔وہ صبح سے گیا ہوا تھا۔۔۔وہ واقعی کہیں گیا تھا۔۔۔ لیکن کہاں۔۔۔کم از کم بتا کر تو جاتا۔۔۔اکڑ تو دیکھو۔۔۔اسے غصہ بھی آ رہا تھا۔۔۔فکر بھی ہو رہی تھی۔اور تجسس تو سب سے بڑھ کر تھا۔۔

جی میم۔۔۔زیبی ھاتھ صاف کرتی ہوئی اس کے سامنے تھی۔۔۔

تمہارے صاحب۔۔۔کہاں گئے ہیں۔۔۔کچھ پتا ہے تمہیں۔۔۔دانین نے رک رک کر اس سے سوال پوچھا۔۔۔

میم۔۔۔وہ تو کبھی بتا کر نہیں جاتے۔۔۔ان کا تو کام ہی ایسا۔۔۔کبھی کسی ملک تو کبھی کہیں۔۔۔ابھی تو آپ کی شادی کی وجہ سے وہ کچھ عرصہ ہمیں گھر پر نظر آئے تھے۔۔۔زیبی اپنے مخصوص انداز میں پوچھے جانے والی انفارمشن سے زیادہ انفارمشن دیتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے جاؤ اپنا کام کرو۔۔۔کمر پر دونوں ہاتھ رکھے۔۔وہ اپنے تجسس میں گھر چکی تھی۔۔چکی تھی۔۔۔

کمرے میں ائی۔۔۔تو عجیب سی خاموشی اور اکیلے پن کا احساس تھا۔۔۔اتنا

بڑا کمرہ کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔۔۔۔

آ خر کو بتا کر تو جانا چاہیے تھا نہ۔۔۔اسے رہ رہ کر۔۔۔زرداد پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔

پھر اچانک ایک خیال آنے پر جلدی سے۔۔۔اپنا موبائل اٹھایا۔۔۔

اس کی انگلیاں۔۔نازش کا نمبر ڈائل سے نکال رہی تھیں۔۔۔

ایک نازش ہی تھی۔۔۔جس سے اس کی اچھی بات چیت تھی۔۔اس کے علاوہ تو اور کوئی ایسا نہیں تھا۔۔زرداد کے حوالے سے جس کو وہ جانتی ہو۔۔۔

نازش کے نمبر پر بل جا رہی تھی۔۔۔اور وہ اپنے ذہن میں الفاظ کو ترتیب دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔

نازش نے اپنے مخصوص۔۔۔پر جوش انداز میں۔۔۔ہیلو کہا تھا۔۔

وہ سوچ رہی تھی اب کیسے پوچھے زرداد کے بارے میں۔۔

ہے۔۔۔دانین۔۔۔تمھیں آج یہاں ہونا چاہیے تھا یار۔۔۔اٹس اے بگ

ڈے آف زرداد۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتی اس سے زرداد کے بارے میں۔۔۔وہ خود ہی بول پڑی۔۔۔

کہ۔۔۔کہاں۔۔۔ہونا چاہیے تھا۔۔۔اس نے۔۔اپنی آنکھ کو انگلی سے مسلتے ہوئے پوچھا۔۔

ارے۔۔۔یہاں دبئی میں۔۔۔ نیشنل ایوارڈ شو ہے۔۔۔زرداد کو بیسٹ سنگر ایوارڈ ملا ہے۔۔۔تم نے مِس کیوں کیا اٹس ٹو بیڈ۔۔۔نازش خفگی سے بول رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ۔۔وہ۔۔۔مجھے۔۔۔کچھ کام تھا۔۔۔اس نے خجل سی ہو کر جھوٹ بولا۔۔۔

اچھا اب ٹی وی پر دیکھو نا۔۔۔ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہو گا۔۔۔

اوکے۔۔۔وہ دھیرے سے بولی۔۔

اور بات سنو۔۔۔بڑے راز دینے کے سے انداز میں نازش نے کہا۔۔۔

اگر ادھر تمھارا دل نہیں لگ رہا تو۔۔۔آ جاؤ۔۔۔یہ زرداد جی بھی بہت اداس سے ہیں۔۔۔آ جاتی تو اچھا تھا۔۔۔ائی تھنک ہی مس یو ٹو مچھ۔۔۔وہ

بڑی محبت سے دانین کو بتا رہی تھی۔۔۔

دانین تھوڑی جزبز سی ہوئی تھی۔۔۔آخر کو اس نے فون ہی کیوں کیا اسے اب خود پر غصہ آ رہا تھا۔۔۔جلدی سے فون رکھ دیا۔۔۔

تم میرے ساتھ ایسا بی ہیو کیوں کر رہے ہو۔۔۔دانین بلکل اس کے سامنے کرسی کرتی ہوئی بیٹھی تھی۔۔۔

زین نے چونک کر دانین کی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر ایک نظر ارد گرد ڈالی۔۔۔تھی۔۔۔

کیا مطلب۔۔کیا کر رہا ہوں۔۔۔میں آپ کے ساتھ۔۔۔بہت ہی بے رخی سے زین نے کہا۔۔۔

میں جہاں بھی ہوتی ہوں۔۔یا آتی ہوں۔۔۔تم حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہو۔۔۔اور وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے ہو۔۔۔

دانین ماتھے پر سو بل ڈالے زین کو کہہ رہی تھی۔۔۔

زین کو ہاسپٹل میں آئے ہوئے۔۔ایک ہفتہ ہونے کو آیا تھا۔۔۔وہ دانین کے ساتھ بہت برا برتاؤ کر رہا تھا۔۔۔کہیں بھی ٹکراؤ ہو جاتا تو اتنے بری حقارت کی نظر ڈالتا۔۔۔اور اگر کبھی۔۔۔وہ اس جگہ پر آتی تو۔۔۔وہ اٹھ کر وہاں سے چلا جاتا۔۔۔پہلے تو دانین بے نیازی برتتی رہی لیکن اب باقی لوگ بھی اس بات کو محسوس کرنے لگے تھے۔۔۔آج بھی وہ اس کے ساتھ بلکل ایسا ہی سلوک کرنے کے بعد۔۔کیفے ٹریا میں آ کر بیٹھا تھا۔۔۔تو دانین اس کے سر ہو گئی تھی۔۔۔

زین۔۔میں نے تمہیں اسی دن کال کر کے بتا دیا تھا۔۔۔میرا۔۔اس معاملے میں کوئی ہاتھ نہیں تھا۔۔۔مجھے کچھ بھی نہیں پتا تھا۔۔۔وہ دانت پیس پیس کر اس سے بات کر رہی تھی۔۔۔

جو بھی ہوا میرا اس میں کوئی ہاتھ نہیں تھا۔۔۔۔میرا تو موبائل بھی زرداد اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔۔تم میرا یقین کیوں نہیں کرتے۔۔۔دانین روہانسی سی ہو گئی تھی۔۔۔

زین بلکل خاموش بیٹھا تھا۔۔۔اس کے سامنے رکھا چآئے کا کپ۔۔اب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھاپ اڑانا بند ہو گیا تھا۔۔۔

دانین بھی اب بلکل خاموش بیٹھی تھی۔۔۔ہاں اس کے ناخن سامنے پڑے میز کے کناروں کو بےدردی سے کھرچ رہے تھے۔۔۔

کچھ دیر یوں ہی گزر گئ تھی۔۔۔خاموشی۔۔۔خاموشی۔۔۔۔صرف خاموشی۔۔

ویسے میں تمہیں صفائی دے ہی کیوں رہی ہوں۔۔۔دانین نے گھٹی سی آواز میں کہا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور اس کے چآئے کے ٹھنڈے کپ پر نظر جمائی جس پر اب ملائی کی تہہ جم چکی تھی۔۔۔

دانین مجھے۔۔۔معاف کر دو۔۔۔آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔میں تمہارے خود کو دھوکا دینے میں تمھارا ساتھ نہیں دے سکا۔۔۔وہ جھکے ہوئے سر کو اٹھا کر بولا۔۔آنکھیں کسی تھکے ہوئے مسافر کے جیسی تھی۔۔۔

کیامطلب۔۔۔دانین نے ناسمجھی سے زین کی طرف دیکھا۔۔زین کی کی ہوئی بات اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔۔

دانین۔۔تم نے مجھ سے۔۔کبھی۔۔محبت کیا۔۔ہمدردی بھی نہیں کی تھی۔۔اور مجھ سے شادی صرف اور صرف تمھاری زرداد سے فرار تھی۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔وہ بڑے دھیرے دھیرے انداز میں اس پر راز افشاں کر رہا تھا۔۔۔

بدر کو جانتی ہو تم۔۔۔زین نے چآئے کا کپ۔۔ایک طرف کیا۔۔۔

دانین نے چونک کر زین کی طرف دیکھا۔۔۔بہ۔۔بہ۔۔بدر۔۔اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

ہاں بدر۔۔۔زرداد کا پرانا دوست۔۔۔اور اس کھیل کا رازدار۔۔۔جو زرداد نے تمھارے ساتھ کھیلا تھا۔۔۔زین بڑے تحمل سے بول رہا تھا۔۔حیرت در حیرت تھی۔۔۔دانین کی آنکھوں میں۔۔۔

دانین دم سادھے اسے سن رہی تھی۔۔۔

جس دن زرداد کے ساتھ تمھاری شادی ہونی تھی۔۔۔وہ آیا تھا۔۔۔ میرے پاس۔۔۔زین نے اپنا چشمہ درست کیا۔۔۔

اپنی طرف سے تو مجھے یہی کہنے آیا تھا کہہ زرداد۔۔۔دانین کے ساتھ زبردستی شادی کر رہا ہے۔۔۔لیکن جو کچھ وہ مجھے سارا ماضی تم دونوں کا بتا چکا تھا۔۔۔اس سے میرے دماغ نے اور ہی نتیجہ نکال لیا تھا۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔۔ٹوٹی سی۔۔۔پھیکی سی مسکراہٹ۔۔۔

دانین تھوڑی سی جزبز سی ہوئی تھی۔۔۔ایک یہ اس کا ماضی اسے جینے نہیں دے گا۔۔۔

دانین سکندر۔۔۔تم۔۔۔صرف اور صرف زرداد کی تھی ہمیشہ سے۔۔۔اور رہو گی۔۔۔بھی۔۔۔تم نے نفرت کی ایک دیوار جو کھڑی کی تھی۔۔۔اس کی بنیاد کی ساری اینٹیں محبت کی ہی تھیں۔۔۔نفرت کی آڑ میں بھی تم اسی سے محبت کرتی رہی ہمیشہ۔۔۔وہ بہت ٹھہرے لہجے میں بول رہا تھا۔۔۔

اور دانین کے پاس سننے کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔۔۔

خود سوچو۔۔دنیا میں تم جیسی ہزاروں لڑکیاں ایسی ہوتی ہیں۔۔جن سے لڑکے جھوٹی محبت کرتے ہیں اور پھر چھوڑ دیتے۔ہیں۔۔زین نے سامنے پڑے میز پر اپنے بازو ٹکا کر اسے دیکھا۔۔۔

وہ بھول جاتی ہیں۔۔۔اور۔۔پھر آگے موو کرتی ہیں۔۔۔کچھ عرصے کے بعد وہ نارمل ہو جاتی ہیں۔۔۔اور کسی اور پر وہی محبت لٹا رہی ہوتی ہیں۔۔۔مرد سے محبت عورت کی فطرت میں شامل ہے۔۔۔

کوئی بار بار کر بیٹھتی ہے۔۔۔تو کوئی۔۔۔صرف ایک سے ہی کرتی ہے۔۔۔اور ہمیشہ اسی سے ہی کرتی رہتی ہے۔۔۔اس نے زہریلی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر کہا۔۔۔

اور دانین سکندر تم ان دوسرے نمبر والی عورتوں میں سے ہو۔۔۔

دانین نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔۔۔کیا جو کچھ وہ کہہ رہا تھا۔۔۔واقعی ہی ایسا ہی تھا۔۔۔کیا وہ سچ میں زرداد جیسے انسان کو ہی ہر رنگ میں خود پر سوار کیے رکھتی تھی۔۔۔کبھی ڈر۔۔۔کبھی محبت۔۔۔کبھی نفرت۔۔۔اور کبھی ضد۔۔۔

تم۔۔۔نے۔۔۔کبھی۔۔۔ایک۔۔پل۔۔۔ایک۔۔لمحے۔مجھے یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ تمھارے دل میں میرے لیے کوئی چاہت ہے۔۔۔زین پھر سے بول رہا تھا۔۔۔

جب تم نے نرمل کے ہاتھ مجھے پرپوزل بھیجنے کا کہا۔۔۔۔میں یہی سمجھا کہ۔۔۔تمھارے دل میں میری محبت نے اثر کر دکھایا ہے۔۔لیکن ایسا بلکل نہیں تھا۔۔۔اس کی ہنسی میں اس کا درد بول رہا تھا۔۔۔

تم نے۔۔۔زرداد کے لیے اپنی بے پناہ محبت کے گرد ایک خول چڑھا رکھا ہے۔۔۔اور جس دن یہ خول چکنا چور ہوا۔۔۔محبت کا سارا لاوا تمھارے پورے وجود میں پھر سے زرداد بن کر بہنے لگے گا۔۔۔وہ اسے اس کے اندر کا حال بتا رہا تھا۔۔۔شائید وہ دانین کو سچی محبت کرتا تھا۔۔۔اسی لیے اس کو اتنا جانتا تھا۔۔۔

پھر میں ایسی۔۔۔لڑکی سے کیسے شادی کر لیتا۔۔۔جو پوری کی پوری کسی اور مرد کی محبت میں گرفتار ہو۔۔۔اور ایسی محبت۔۔۔جو برسوں پر محیط ہو۔۔۔تمہاری ساری زندگی کا محور وہ ایک ہی شخص رہا۔۔۔ہے۔۔۔اور مجھ

سے شادی کے بعد بھی ایسا ہی رہنا تھا۔۔پھر نا تو میں کبھی تمھیں خوش رکھ پاتا۔۔اور نہ خود رہ سکتا تھا۔۔۔میں حقیقت جاننے کے بعد اس دن آ سکتا تھا۔۔شادی روک بھی سکتا تھا۔۔لیکن میں جان بوجھ کر نہیں آیا تھا۔۔۔اس نے سر نیچے جھکا لیا۔۔۔

اور تمہیں جو لگتا کہ میں تمہیں حقارت سے دیکھتا ہوں۔۔۔ایسا بلکل نہیں ہے۔۔۔تم واقعی۔۔عام لڑکی نہیں ہو۔۔۔میں تو ویسے بھی تمہیں ابھی تک بھلا نہیں سکا۔۔۔دل کو قابو میں لانے کو وہاں سے نکل آتا ہوں۔۔۔وہ مسکرایا تھا۔۔

اور وہ حیرانی کے سمندر میں غوطے لگاتی اس کے سامنے بیٹھی تھی۔۔۔

اس کے بعد زین کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

دانین بھاری قدموں کو اٹھاتی وہاں سے چل دی تھی۔۔۔

اچانک کمرے میں ہونے والی کھٹ پٹ پر دانین کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔

زرداد۔۔۔اپنی الماری سے کپڑے نکال رہا تھا۔۔۔

اچھا تو آ گیا ہے۔۔۔اس نے چوری سے تھوڑی سی آنکھیں کھول کے اسے دیکھا۔۔۔بڑے مصروف سے انداز میں۔۔۔اپنے کپڑے نکال رہا تھا۔۔

پورے کمرے میں اس کے سینٹ کی خوشبو پھیل گئ تھی۔۔۔

دانین نے کروٹ لے کر منہ دوسری طرف کر لیا تھا۔۔۔

کپڑے تبدیل کرنے کےبعد جب وہ بیڈ پر آیا تو۔۔۔وہ دوسری کروٹ میں لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

تھک سا گیا ہوں۔۔تمھاری نفرت سے لڑتے لڑتے۔۔۔بیڈ پر لیٹ کر وہ دانین کی پشت پر بکھرے اس کے لمبے گھنے بال دیکھتے ہوئے سوچ رہا۔۔۔تھا

جھوٹ ہی سمجھتا رہا کہ تم مجھ سے محبت کرتی ہو۔۔ایک دن میری بے پناہ محبت تمھاری نفرت کی اس کھوکھلی دیوار کو گرا دے گی۔۔۔لیکن میں غلط سوچتا رہا۔۔۔

واقعی تمھاری نفرت میری محبت سے زیادہ مضبوط ہے۔۔۔وہ اب بلکل سیدھا ہو کر لیٹ گیا تھا۔۔بے حد تھکا ہوا تھا کب نیند ائی پتہ بھی نا چلا۔۔۔

الارم کی آواز پر۔۔اس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔بوجھل آنکھوں سے پاس پڑے موبائل کو اٹھا کر۔۔الارم بند کیا۔۔۔

سیدھی ہوئی تو نظر زرداد پر پڑی تھی۔۔۔

کتنا ظالم تھا یہ شخص۔۔۔خود غرض۔۔۔اس کے لیے۔۔۔میں کیسے اپنے دل کو صاف کر لو۔۔۔زین کہتا ہے۔۔۔ایک دن میری نفرت کی کھوکھلی دیوار گر جآئے گی۔۔۔

لیکن مجھے تو یوں لگتا ہے۔۔۔میں شائید ساری عمر ہی اس سے نفرت کرتی رہوں گی۔۔۔اور یہ نفرت کبھی محبت کا لبادہ پھر سے نہیں اوڑھے گی۔۔۔دھیرے سے بیڈ سے نیچے اتری تھی۔۔۔

اور بوجھل سے قدم اٹھاتی وہ ہاسپٹل کے لیے تیار ہونے لگی۔۔۔

واو۔۔۔دانین۔۔بہت پیاری لگ رہی ہو۔۔نازش نے اس کی بلائیں لینے کے انداز میں کہا

وہ مسکراتی ہوئ لان میں داخل ہوئی تھی۔۔۔شاکنگ پنک ستاروں سے بھرے فراک میں۔۔سلیقے سے کیے گئے سہنگار کے ساتھ بہت الگ لگ رہی تھی۔۔۔

زرداد نے اپنے ایوارڈ کی خوشی میں گٹ ٹو گیدر رکھی تھی۔۔۔سلیبرٹیز کا سمندر آج ان کے گھر کے بڑے سے لان میں موجود تھا۔۔۔

زرداد اس سے چاہے جتنا بھی بد دل ہوا تھا۔۔لیکن اس کا ہوش ربا سراپا اس کے دل کے تار بجا رہا تھا۔۔۔

بار بار وہ دانین کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔جو بے نیازی سے کھڑی۔۔ نازش سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

دانین۔۔دبئی مس کر دیا تم نے لیکن نیکسٹ مت مس کرنا۔۔ہم سب بنکاک جا رہے۔۔۔نیکسٹ منتھ۔۔۔اور اس دفعہ تمھیں ہر صورت

زرداد کے ساتھ جانا ہے۔۔۔نازش دانین کے بازو پر ہاتھ رکھ کر التجا کے انداز میں کہہ رہی تھی۔۔۔

میں۔۔میں کیا کروں گی وہاں جا کر۔۔۔دانین نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کی۔۔۔

ارے۔۔۔کیا مطلب۔۔سب کی وائف ان کے ساتھ ہوتی ہیں۔۔۔بس یہ تمھارا ہنڈسم اداس ہوتا وہاں۔۔نازش نے دانین کو کندھا مارتے ہوئے کہا۔۔دانین نے نازش کی نظروں کا تعاقب کیا۔۔وہ محفل کی جان بنا سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔۔

تمہیں جانا ہوگا۔۔۔پرامس کرو۔۔۔نازش بڑے مان سے اسے کہہ رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔زرداد کہیں گے تو چلوں گی میں۔۔اس نے خجل سی ہو کر جان چھڑوانے کے انداز میں کہا۔۔۔۔

کیوں نہیں کہے گا۔۔۔رکو ذرا۔۔۔۔ہے۔۔۔زرداد۔۔۔زرداد کم ہیر۔۔۔

ہنڈسم۔۔نازش ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے زرداد کو بلا رہی تھی۔۔۔

دانین پر بھر پور نظر ڈالتا ہوا وہ ان دونوں کے پاس آ کر کھڑا ہوا۔۔۔

بنکاک۔۔۔دانین بھی ہمارے ساتھ چلے گی۔۔۔اوکے۔۔۔نازش نے مسکراتے ہوئے زرداد کو کہا۔۔

دانین۔۔زرداد نے تھوڑا حیران ہو کر دانین کی طرف دیکھا۔۔۔دانین نے اسے صاف الفاظ میں کہا ہوا تھا وہ کبھی کہیں بھی اس کے ساتھ نہیں جائے گی۔۔۔

ہاں نہ۔۔اس دفعہ دیکھا نہیں۔۔یہ یہاں تمہیں مس کرتی رہی۔۔۔تم وہاں اداس رہے۔۔۔پر اگلی دفعہ یہ نہیں ہوگا۔۔بلکل بھی۔۔نازش قہقہ لگاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

زرداد نے نا سمجھی کے انداز میں پہلے نازش کی طرف دیکھا۔۔۔اور پھر۔۔۔دانین کی طرف۔۔۔

یہ اداس نہیں ہوا کرتی۔۔۔بہت مظبوط ہے۔۔۔ڈاکٹر جو ٹھہری۔۔۔زرداد

نے طنزیہ لہجے میں کہا۔۔۔

ارے۔۔۔ایسی ویسی۔۔۔جس دانین نے مجھے آج تک کبھی کال نہیں کی ۔۔۔اس کی کال ائی جب میں دبئی میں تھی۔۔۔اتنی پریشان اداس آواز۔۔وہ زرداد کو پر شوق لہجے میں بتا رہی تھی۔۔۔

زرداد نے چونک کے دانین کی طرف دیکھا۔۔۔

دانین نے خجل سے انداز میں نظریں پھیر لیں۔۔۔

زرداد کے ہونٹوں کی گہری مسکراہٹ پھر سے لوٹ ائی تھی۔۔۔

ہمم۔مم۔تو۔۔۔نازش۔۔کال تو اس نے تمہیں کی۔۔پھر اس میں یہ بات کہا سے آ گئی ہاں کہ یہ مجھے مس کر رہی تھی۔۔۔زرداد نے شرارت سے سامنے کھڑی دانین کو دیکھا۔۔پر سوال ساتھ کھڑی نازش سے کر رہا تھا وہ۔۔۔

دانین کا اب وہاں کھڑا ہونا مشکل ہو گیا تھا۔۔۔وہ بے چینی سے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ یہ کب چاہتی تھی کہہ وہ زرداد کے سامنے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھوڑی سی بھی کمزور پڑے۔۔۔لیکن اس معاملے میں۔۔قسمت نے کبھی اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔۔۔

زرداد کی شوخی پھر سے لوٹ ائی تھی۔۔۔دانین تو آنکھ بھی نہیں اٹھا پا رہی تھی۔۔۔

کولڈ ڈرنک کا گلاس منہ کو لگاتے ہوئے۔۔۔وہ محبت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

پر وہ آج تو گھور بھی نہیں پا رہی تھی اسے۔۔۔زرداد کے قہقے۔۔۔شوخ نگاہیں۔۔۔پل میں واپس آ گئی تھیں۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سیٹی کی آواز۔۔۔دانین کو کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔۔۔وہ کپڑے تبدیل کرنے کے بعد ابھی بیڈ پر آ کر بیٹھی ہی تھی۔۔۔کہ۔۔زرداد سیٹی پر کسی گانے کی دھن بجاتا ہوا کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

اس نے چادر کو درست کرنا شروع کر دیا۔۔۔

وہ کپڑے بدل کر۔۔۔اب اس کی سائڈ پر اس کے سر پر کھڑا تھا۔۔۔لوز سا ٹراؤزر اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔۔۔

نازش جو کہہ رہی تھی کیا وہ سچ ہے۔۔۔دانین کا دل عجیب طرح سے دھڑکا۔۔۔

نہ۔۔نہ۔۔نہیں۔۔۔گھٹی سی آواز میں جواب دیا۔۔۔

زرداد نے اس کا موبائل اٹھایا۔۔۔اور کال لسٹ میں سے نازش کا نمبر نکال کر اس کے سامنے کر دیا۔۔۔

تو پھر نازش کو کیوں کال کی تم نے۔۔۔وہ اس پر جھکا ہوا تھا۔۔۔آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں۔۔

دانین بیٹھنے کا سے انداز میں اٹھی۔۔۔زرداد کی نظریں اسے پریشان کر رہی تھیں۔۔۔

یہ۔۔تو۔۔۔میں نے ویسے ہی کی تھی اسے۔۔۔دانین نے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔اور بالوں کو کان کے پیچھے کیا۔۔۔

اچھا۔۔۔زرداد نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

وہ اس کے پیروں کی طرف بیٹھ رہا تھا۔۔دانین نے جلدی سے پیر سمیٹ لیے۔۔۔

اور سمٹ کر بیٹھ گئی۔۔۔

آج وہ زرداد کو ترکی بہ ترکی جواب نہیں دے رہی تھی۔۔۔

مان کیوں نہیں لیتی کہ تمہیں محبت ہے۔۔اتنی اپنائیت بھرا لہجہ تھا۔۔۔

میں جانتا ہوں۔تم نے صرف اور صرف مجھے چاہا ہے۔۔۔وہ تھوڑا اور قریب ہوا تھا۔۔۔

دانین جب اتنی محبت کرتی ہو تو پھر کیوں مجھے پل پل تڑپا رہی ہو۔۔۔ لہجے میں التجا تھی

کیوں نفرت کا لبادہ اوڑھ کے پھرتی ہو۔۔۔چہرہ اب بلکل پاس تھا دانین کے چہرے کہ اگر دانین آنکھیں کھولتی۔۔تو وہ پورے کا پورا اس میں سما جاتا۔۔۔

بولو نہ۔۔۔بولو بھی۔دانین کی قربت میں زرداد کی آواز پھر سے بھیگ رہی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دانین کی خاموشی کو ہاں سمجھ کر۔۔اس کے اور قریب آتا۔۔۔

دانین نے دھکے کے سے انداز میں اسے دور کیا۔

ہاں۔۔۔کرتی۔۔۔ہوں۔۔محبت۔۔۔بہت کرتی ہوں۔۔۔وہ روہانسی آواز میں چیخ رہی تھی۔۔۔

پر تم نہیں کرتے مجھ سے محبت۔۔۔زرداد ہارون۔۔۔تم نہیں کرتے۔۔۔ اس کی آنکھوں میں خون جیسی لالی تھی۔۔۔

میں کیسے کر لوں یقین کہ تم مجھے نہیں چھوڑو گے۔۔۔تم مجھے عزت دو گے۔۔۔میرا ساری عمر ساتھ نبھاؤگے۔۔۔

بولو میں کیسے کروں تم پر یقین۔۔۔نہیں آتا مجھے تم پر تمھاری اس محبت پر یقین۔۔۔

تم نے خود مجھے ایسا بنایا ہے۔۔۔خود۔۔۔تمھاری وہ باتیں۔۔۔آج بھی

میری روح تک چھلنی کر دیتی ہیں۔۔۔جب تم نے میری پاک محبت کی توہین کی ایک دفعہ نہیں۔۔۔دو دفعہ کی۔۔۔

ہاں میں اعتراف کرتی ہوں آج کہ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔۔۔اور شائید ہمیشہ کرتی رہوں گی۔۔۔لیکن میں تم پر کبھی یقین نہیں کر سکتی۔۔ کبھی بھی نہیں۔۔۔

میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔دانین۔۔ تمہیں پانے کے لیے۔۔ کیانہیں کیا میں نے۔۔۔زرداد نے ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔دانین کی روتی صورت اس کے دل کو گھٹن دے رہی تھی۔۔۔

زرداد کا چہرہ۔۔۔پھر سے مرجھا سا گیا تھا۔۔۔ایک غلطی کی اسے اب اتنی بڑی سزا ملے گی۔۔۔کہ جس لڑکی سے وہ بے پناہ محبت کرتا ہے۔۔۔وہ ہی اس پر کبھی اعتبار نہیں کرے گی۔۔۔

مجھے پانا۔۔۔تمھاری ضد تھی۔۔۔میں کیسے مان لوں یہ محبت تھی۔۔۔

دانین کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔۔۔آواز رونے کی وجہ سے بھاری

ہو گئی تھی۔۔۔آنکھوں میں اپنی ساری اذیتوں اور ذلت۔۔کا کرب واضح تھا۔۔۔

میں تمہیں کیسے یقین دلاؤں۔۔۔بولو۔۔۔وہ التجا کے انداز میں اسے کہہ رہا تھا۔۔اس کے اتنا قریب بیٹھ کر بھی وہ اس سے کوسوں دور تھا۔۔

ٹھیک ہے تم مجھے موقع تو دو میں تمہیں دنیا کی ہر خوشی دوں گا۔۔۔وہ اب دانین کے آنسو صاف کر رہا تھا۔۔اس کے گال پہ اپنا ہاتھ رکھ کے وہ اپنے انگوٹھے سے اسکے آنسو پونچھ رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہر دفعہ کی طرح دانین نے ہاتھ نہیں جھٹکا تھا۔۔اور یہی بات شائید۔۔ زرداد کو ہمت دے گئی تھی۔۔۔اس نے دانین کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں لیا۔۔۔

اس نے تب بھی ہاتھ نہیں جھٹکا تھا۔۔۔

اب وہ اتنا قریب تھا کے سانسیں بھی سنائی دے رہی تھی۔۔۔اس کی قربت سے ترسا ہوا تھا وہ۔۔۔اتنی محبت تھی۔۔جزبات کے لاوے کو

بہنے سے روکنا مشکل ہو گیا تھا۔۔اور آج روکتا بھی کیونکر۔۔یہ وہ پہلی سیڑھی تھی۔۔۔جس کے زینے چڑھتا ہوا وہ اس کے اعتبار اور یقین کو واپس لا سکتا تھا۔۔

نہیں۔۔۔دانین نے منہ پیچھے کرتے ہوئے۔۔۔اسکے اپنے اوپر پوری طرح جھکے وجود کو بے دردی سے پیچھے کیا تھا۔۔۔

وہ حیرانگی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔۔آنکھیں۔۔۔دل کی بے تابی کا حال بیان کر رہی تھیں۔۔۔۔

کیوں۔۔۔یہی تو وہ رشتہ ہے جو ہم دونوں کے رشتے کو مضبوط کرے گا۔۔۔آواز۔۔جزبات۔۔کی گرمی۔۔۔۔سے خمار آلودہ تھی۔۔۔

دانین کا بازو پکڑ کر پھر سے قریب کرنا چاہا۔۔۔

نہیں۔۔میں یہ نہیں مانتی۔۔۔دانین نے اپنا بازو آہستہ سے چھڑوا کر اپنی۔۔گود میں رکھ لیا۔۔۔

میں اس رشتے کو کیسے آگے بڑھا دوں۔۔۔وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس

میں مسل رہی تھی۔۔۔پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔۔۔اور آواز آنسوؤں سے رندھی ہوئی تھیں۔۔۔

کیوں کیا برائی ہے۔۔۔تم مجھ سے محبت کرتی۔۔ہو۔۔۔میں تم سے کرتا ہوں۔۔۔زرداد نے بے چین سا ہو کر کہا۔۔۔

نہیں میرے دل میں یہ خلش ہے کہ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔ یہ رشتہ صرف دو وجود کا ملن ہی نہیں ہوتا۔۔۔اس میں روحوں کا ملاپ ضروری ہے۔۔وہ آہستہ آہستہ۔۔۔بول رہی تھی۔۔۔لیکن نظر اٹھا کر ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا۔۔۔

اور جب تک میری روح میں تمھاری محبت پر اعتبار کی تاسیر نا گھل جآئے۔۔۔میں یہ ملن بھی نہیں چاہتی۔۔۔اپنی گال پر آئے آنسو کو صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔زرداد ایک دم سے اپنے جزبات کے لاوے کو ٹھنڈا کرتا ہوا اٹھا تھا۔۔۔

میں تھک چکا ہوں۔۔۔اب مجھ پر اعتبا تمہیں اللہ ہی دلوآئے گا۔۔۔وہ دانین کے سامنے کھڑا تھا۔۔۔

اگر وہ میرے دل میں تمھارے لیے بے پناہ محبت ڈال سکتا ہے۔۔۔تو وہی ہستی ہے صرف جو۔۔۔تمھارے دل کو میرے لیے صاف کر سکتی ہے۔۔۔اب پر سوچ انداز میں۔۔۔اپنے ہونٹوں پہ زبان پھیری۔۔۔

میں تو یونہی دیوانہ وار چاہت لٹاتا جاؤں گا۔۔۔لیکن اعتبار کا کام اللہ کی ذات پر چھوڑا۔۔۔وہ یہ کہہ کر ے تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پر جڑ کے۔۔۔کندھوں سے پکڑ کر جھنجوڑ کے کہوں۔۔۔دنیا کی سب سے پاگل لڑکی۔۔۔گھٹنوں تک تمھارے عشق میں ڈوبا ہوا ہوں۔۔۔کیا میری آنکھوں میں موجزن محبت کا سمندر نظر نہیں آتا تمہیں۔۔۔

زرداد کے دل نے بےتاب ہو کر سوچا۔۔۔

ہاتھ کی اور پورے جسم کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔۔ہاتھ میں پکڑے سگریٹ کا ہلکے ہلکے سے کانپنا۔۔۔اس کے ضبط کی نشانی تھی۔

آنکھوں میں۔۔۔جلن تھی۔۔۔اور گلے میں ایسے جیسے کوئی گولہ سا اٹک گیا ہوتا۔۔۔آنکھوں میں پانی کتنی دیر لہراتا رہا۔۔

پھر اچانک گال پہ کچھ محسوس ہونے پہ اس نے گال کو چھوا تو وہ گیلی تھی۔۔۔

وہ حیران سا انگلی کے پور پر لگے اپنے آنسو کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ زندگی میں اپنا ہوش سنبھالنے کے بعد آج پہلی دفعہ خود کو روتے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔زرداد ہارون۔۔۔ساری زندگی۔۔۔دوسروں کو رولانے والا۔۔۔دنیا کے کامیاب انسانوں میں سے ایک۔۔۔ایک اشارہ کرے تو۔۔۔دنیا کی کتنی ہی دلکش دوشیزایں قدموں میں ڈھیر ہو جائیں۔۔۔ ایک معمولی شکل و صورت کی لڑکی کی محبت میں رو پڑا تھا۔۔۔

دانین کو تو بہت صبر سے سنا آیا تھا۔۔کہ اس نے اپنا رشتہ خدا کے بھروسے پر چھوڑ دیا۔۔لیکن اسکو پتا ہے سب ادھورا چھوڑ کر آنا۔۔اور کسی کا اپنی محبت پر یقین نہ ہونے کا دکھ کا بوجھ اٹھانا کیا ہوتا ہے۔۔۔یہ صرف زرداد ہی جانتا تھا۔۔۔

بال ٹیرس میں چلنے والی ہوا سے بے ترتیب ہو گئے تھے۔۔۔

اسکو یہ بات کیوں نہیں سمجھ آتی۔۔۔کہ وہ اور میں۔۔۔اس وقت عمر کے جس دور میں تھے۔۔۔ہماری عمر کی طرح ہمارے جزبات بھی کچے تھے۔۔۔اس نے آسمان کی طرف دیکھا۔۔۔

لیکن وہ صیح ہی تو کہتی ہے۔۔۔جس خاندان کا میں سپوت ہوں۔۔۔اس کی رگوں میں بھی تو وہی خون ہے۔۔۔میں نے اسے ہر حال میں اپنا بنا کے چھوڑا۔۔۔اور وہ بھی ضد کی ایسی پکی نکلی۔۔۔آج شادی کو۔۔۔دو ماہ سے اوپر ہونے کو آئے۔۔۔پر اس کے دل سے بے اعتباری کا پتھر ذرا سا نا کسھکا۔۔۔

ٹیرس پر۔۔وہ۔۔۔اس کے ٹھنڈے ہوئے جزبات۔۔۔اور دانین کے لیے

بے پناہ محبت۔۔۔مل کر۔۔۔ساری رات ماتم مناتے رہے۔۔۔

کیا ایسا ہے مجھ میں۔۔۔کہ۔۔وہ یہ کہے کہ وہ مجھ سے شدید محبت کرتا ہے۔۔۔اور میں مان لوں۔۔۔ڈریسنگ کے ائینے میں کھڑی وہ اپنے سراپے کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔۔

وہ خود اتنا خوبصورت ہے۔۔۔ہر چیز جو اس سے منسوب ہے۔۔۔اسی کی طرح بے مثال ہے۔۔۔۔اور میں۔۔۔میں تو وہ کلو ہوں۔۔۔جس سے اسے جھوٹی محبت بھی بوجھ لگتی تھی۔۔۔۔میں کتنی بیوقوف تھی تب۔۔۔جب اس نے کہا تھا کہہ میں اسے اچھی لگتی ہوں۔۔۔دل نے فوراَ اس کی بات پر سر تسلیمِ خم کر دیا تھا۔۔۔اس نے اپنا گندمی سا چہرہ دیکھا۔۔معاملی خدوخال۔۔اس پر ہنس رہے تھے۔۔۔

اور پھر سچ جان کر ایسے اپنی ہی نظروں میں گری تھی کہ اس کی تکلیف وہی جانتی تھی۔۔یا اس کا خدا جانتا تھا۔۔۔

زرداد ہارون یہ دل بھی وہی ہے۔۔۔میں بھی وہی۔۔ہوں۔۔۔اور تم

بھی وہی ہے۔۔۔پھر کیسے کہہ رہے ہو۔۔۔سب بھلا کر تمھارے ساتھ ہنسی خوشی جینے لگوں۔۔۔

جب بھی وہ یوں محبت لوٹانے کو اتنا پاس آتا ہے۔۔۔دل کا ایک کونا تو مچل سا جاتا۔۔۔کہہ اس کے سینے سے جا لگوں۔۔۔اور اپنا آپ اس کو سونپ دوں۔۔۔لیکن پھر دل کے دوسرے کونے سے آواز آتی ہے۔۔۔ وہ محبت کرتا ہے۔۔۔صرف محبت۔۔۔وہ محبت جس کے سچے ہونے پہ بھی شک ہو۔۔۔نہ تو عزت کرتا۔۔۔نا احترام۔۔۔جب چھوڑنے پر آئے گا تو۔۔۔دانین کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا۔۔۔

اور جب چھوڑنے پر آئے گا۔۔۔تو۔۔۔۔وہ بری طرح رو دی تھی۔۔۔وہ آج بے آواز نہیں رو رہی تھی۔۔۔

میں منسا نہیں۔۔۔جو آرام سے آگے بڑھ جاؤں گی۔۔۔پچھلی دفعہ تو مرتے مرتے بچ گئی تھی۔۔۔اب کی بار۔۔۔اب کی بار۔۔۔تو سچ میں مر ہی جاؤں گی۔۔۔پورا کمرہ اس کی سسکیوں سے گونج رہا تھا۔۔۔

ہم۔م۔م۔ایسا کریں۔۔۔آپ ادھر ہی آ جائیں۔۔میں گھر نہیں ہوں۔۔ ابھی۔۔یہیں بات کرتے ہیں۔۔کال کاٹ کر مشہود کو فون پکڑا دیا۔۔

کسی فلم کے پرڈیوسر کی کال تھی۔زرداد لنچ کے لیے کسی ریسٹورانٹ میں بیٹھا تھا۔۔اسکو بھی ادھر ہی بلا لیا تھا

مشہود۔۔۔آرڈر تھوڑا لیٹ کروں گا میں۔۔۔وہ منیر پہنچ رہا ہے اسی کے ساتھ۔اپنے موبائل کو دیکھتے ہوئے لا پرواہی سے کہا۔

جی سر۔۔۔مشہود نے فون ہاتھ سے پکڑتے ہوئے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موبائل کو دیکھتے ہوئے اچانک سامنے نظر پڑی تو پھر وہ دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔وہ کیسے بھول سکتا تھا اسکو۔۔۔

تھوڑی دیر اسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ کچھ سوچتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھا۔۔اور اب اس کے سر ہر کھڑا تھا۔۔۔

زین نے چونک کر اسکو دیکھا

زرداد نے اپنے کوٹ کو اپنے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا۔۔۔اور اس سے

بنا پوچھ اسکے سامنے والی کرسی پر براجمان ہو گیا تھا

زین نے مینو کارڈ بند کیا اور بھنویں اچکا کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔
جیسے کہہ رہا ہو جی فرمائیں۔۔۔

کیسے ہو۔۔۔اپنے موبائل کو سامنے میز پر رکھ کر۔۔انکھوں کو سکیڑ کر
زین کی طرف دیکھا۔۔۔

ٹھیک ہوں۔۔۔زین نے مختصر جواب دیا۔۔۔

تم۔۔۔یہاں۔۔۔۔کراچی۔۔۔ہونٹوں پر زبان پھیر کر ارد گرد دیکھتے ہوئے
زین سے سوال کیا۔۔۔

پورا پاکستان تمھارا تو نہیں۔۔۔کہیں بھی ہو سکتا ہوں میں۔۔۔زین نے
روکھے سے انداز میں کہا۔۔

ہم۔م۔م۔صیح کہہ رہے ہو۔۔۔میں ہر چیز پر تو اپنا حق نہیں جما
سکتا۔۔۔مسکراہٹ۔۔۔بہت روکھی اور ٹوٹی سی تھی۔۔

تم۔۔۔ملتان گئے تھے۔۔۔مجھ سے ملنے۔۔۔زین نے سوالیہ نظروں سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرداد کی طرف دیکھا۔۔۔

ہم۔م۔م۔گیا تھا۔۔وہاں سے پتہ چلا تم وہاں سے چلے گئے ہو۔۔۔اپنے موبائل کو اس کے بلکل سامنے میز پر گھوماتے ہوئے کہا۔۔

پوچھ سکتا ہوں۔۔کیا کام تھا اب تمہیں مجھ سے۔۔۔زین نے چبھتی ہوئی نظر اس پر ڈالی تھی۔۔۔جو اس دن کی طرح اکڑ میں تو بلکل نہیں تھا۔۔۔اسے تھوڑا سا مختلف ہی لگ رہا تھا۔۔۔

مجھے۔۔۔تم سے معافی۔۔۔مانگنی تھی۔۔۔رک رک کر دھیمے سے لہجے میں کہا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زین حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اس دن والے زرداد اور اس زرداد میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔۔

کس بات کی معافی۔۔۔زین نے چشمہ درست کیا۔۔۔اور پر سوچ سے انداز میں زرداد کو دیکھا۔۔۔

تمھارا دل توڑنے۔۔۔اور دھوکے سے دانین کو تم سے چھیننے کی

معافی۔۔۔

ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے زین کی طرف دیکھا۔۔

زین نے ہلکا سا قہقہ لگایا تھا۔۔۔۔

زرداد نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔

زرداد وہ تمھاری ہی تھی ہمیشہ سے۔۔۔تم اس کو جیسے بھی لے گئے۔۔۔ لے کر تو جانا ہی تھا۔۔۔اور رہا میرے دل کا سوال۔۔یک طرفہ محبت کرتا تھا۔۔۔تمھاری دانین سے۔۔۔اس نے کبھی مجھے ایسے خواب ہی نہیں دکھائے تھے۔۔جن کو چھن جانے کا دکھ ہوتا مجھے۔۔۔زین کے چہرے پر۔۔پرسکون سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

اور اس کے سامنے۔۔۔زرداد ہارون۔۔۔آج لاجواب بیٹھا تھا۔۔۔

پہلی دفعہ کر رہی ہو کیا جہاز میں سفر۔۔۔نازش نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہم۔۔م۔۔۔م۔۔۔فرسٹ ٹائم ہی ہے۔۔دانین واقعی تھوڑی نروس ہی تھی۔۔۔

کیوں زری۔۔۔میں تو سمجھی تھی تم کہیں۔۔۔باہر گئے ہو گے ہنی مون کے لیے۔۔۔نازش نے پاس کھڑے زرداد سے کہا۔۔۔نازش کی آنکھوں میں معنی خیز سی مسکراہٹ تھی۔۔

ہنی مون۔۔۔۔زرداد نے اپنے انداز میں قہقہ لگایا تھا۔۔۔

پاس کھڑی۔۔۔دانین خجل سی ہو گئی۔۔۔

ہاں تو۔۔۔اس میں اتنا ہنسنے والی کون سی بات کر دی میں نے۔۔نازش کبھی زرداد کہ طرف دیکھ رہی تھی تو کبھی دانین کی طرف۔۔۔۔

دانین دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔۔۔

وہ لوگ بنکاک کے لیے نکل رہے تھے۔۔۔دانین نے نازش کو بہت منع کیا لیکن وہ بضد تھی کہ اسے اس دفعہ ساتھ جانا ہی ہے۔۔۔دو ہفتے سے زرداد نے اس سے بات کرنا بھی بند کر دی تھی۔۔وہ بھی یاسپٹل

سے آتی اور کمرے بند۔۔۔زراداد یا تو گھر آتا ہی نہیں تھا۔۔کبھی کسی شہر میں ہوتا کبھی کسی شہر میں۔۔۔کانسلٹ۔۔۔شوٹنگز۔۔۔شوز۔۔۔اس نے اپنے آپ کو مزید مصروف کر لیا تھا۔۔۔جس شو سے وہ جیت کر یہاں تک پہنچا تھا۔۔۔اسی شو کے ججز میں وہ تھا اس سال۔۔۔

دونوں اس دن کے بعد آج ایک دوسرے کے ساتھ تھے۔۔۔

جہاز آڑان بھرنے کو تیار تھا۔۔وہ زرداد کے پہلو میں بیٹھی تھی۔۔۔اس نے پلکیں پورے زور سے بند کر رکھی تھیں۔۔۔

زرداد کو اس کی حالت پر ہنسی آ رہی تھی۔۔۔جس کو بڑی مشکل سے دبا رکھا تھا۔۔۔

جیسے جہاز اوپر اٹھا اس نے زرداد کے بازو کو زور سے تھام لیا تھا۔۔۔

چڑیل ہو کیا تم۔۔۔زرداد نے سرگوشی کے سے انداز میں اس کے کان کے قریب ہو کر کہا تھا۔۔۔جب کے ہونٹ بری طرح مسکراہٹ کو دبا رہے تھے

اس نے دھیرے سے آنکھیں کھول کر دیکھا۔۔زرداد کے بازو پر وہ بری طرح اپنے بڑے بڑے ناخن پیوست کیے ہوئے تھی۔۔۔

اوہ۔۔فوراََ شرمندہ سی شکل بنا کر ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔

زرداد کا بازو وہاں سے سرخ ہو چکا تھا۔۔۔وہ دھیرے سے اپنا بازو سہلا رہا تھا۔۔لیکن دانین کی طرف نہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ لگا لو۔۔۔بیگ میں منہ دے کر تھوڑی دیر بعد وہ ایک کریم تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔۔

جب اندر لگے زخموں پر مرہم نا رکھا کبھی۔۔۔تو اس کی بھی ضرورت نہیں۔۔بڑی معنی خیز نظروں سے دانین کی طرف دیکھا۔۔۔بڑی گہری آنکھیں تھی۔۔۔

وہ جھینپ گئی۔۔ تھی۔۔پھر نظریں جھکا کر۔۔اس کے بازو پر کریم لگانا شروع کر دی۔۔۔

زرداد نے بہت غور سے اس کے سر کی مانگ کو دیکھا۔۔۔

پیار اتنا کرتی ہو۔۔۔اعتبار نہیں کرتی۔۔۔وہ اسے کی نرم انگلیوں کی گرمائش سے محزوز ہو رہا تھا۔۔۔

میگزین پڑھتے اسے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی۔۔۔کندھے پر کچھ وزن محسوس ہوا۔۔۔

دانین سو رہی تھی اور سر ڈھلک کر زرداد کے کندھے پر تھا اب۔۔۔

ہوش میں۔۔ہم پر۔۔ایسی نوازشیں کہاں۔۔۔زرداد نے میگزین بند کر کے ایک طرف رکھ دیا۔۔۔

اپنے موبائل کاکیمرہ کھولا۔۔۔اور اپنے اور اس کے سراپے کو ایک ساتھ کتنی ہی تصویروں میں قید کر لیا۔۔۔

اس کے کندھے پر سر رکھے۔۔۔آنکھیں موندے۔۔۔وہ دنیا جہان کی معصومیت کو سموئے۔۔۔سو رہی تھی۔۔۔زرداد کے لب مسکرا دیئے تھے۔۔۔دھیرے سے سیٹ کی پشت کے ساتھ سر ٹکا کر اس نے بھی آنکھیں موند لی تھیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کسی کے بولنے پر دانین کی آنکھ کھلی تو۔۔جھینپ گئی۔۔۔بڑے مزے سے زرداد کے کندھے کو تکیہ سمجھ کر سر رکھے ہوئے تھی۔۔۔

سورِی۔۔۔دھیرے سے کہا۔جب کہ اس کے ہاتھ اسکے بالوں کو کانوں کے پیچھے کر رہے تھے۔۔۔

پہلی دفعہ دیکھا ہے۔۔۔کوئی عنائت کرنے پر بھی معافی مانگ رہا ہے۔۔۔۔ آنکھوں میں بہت سے شکوے لیے زرداد نے اس کی طرف دیکھا۔۔

اس نے خاموشی سے رخ موڑ لیا تھا۔

اب وہ غصہ نہیں کرتی تھی۔۔نہ ہی ناگواری دکھاتی۔تھی۔۔بس چپ ہو جاتی تھی۔۔۔اب اسے اس پر غصہ آتا بھی نہیں تھا۔۔۔جہاز لینڈ کر رہا تھا۔۔۔

زرداد نے مسکراتے ہوئے شرارت سے اپنا بازو اس کے آگے کیا۔۔۔

وہ کبھی اس کروٹ بیٹھ رہی تھی۔۔تو کبھی اس کروٹ۔۔۔

نادیہ بخت۔۔۔کے ساتھ زرداد اپنے ہی ایک گانے پر پرفارم کر رہا تھا۔۔۔کبھی اس کی کمر پر ہاتھ رکھ رہا تھا تو کبھی اس کو کمر سے پکڑ کر اوپر اٹھا رہا تھا۔۔۔

دانین کے گال تپ رہے تھے۔۔۔وہ اتنی مشہور اور خوبصورت ٹاپ ماڈل تھی۔۔۔دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پرفیکٹ کپل لگ رہے تھے۔۔۔اور ایک وہ تھی۔۔اس کا اور زرداد کا کوئی مقابلہ ہی نہیں تھا۔۔۔

گھٹن سی ہو رہی تھی۔۔۔دل کر رہا تھا۔۔۔سٹیج پر جائے۔۔۔اور ہاتھ پکڑ کر زرداد کو وہاں سے کہیں اور لے جائے۔۔۔وہاں جہاں ایسی دنیا نہ ہو جیسی اس کی تھی۔۔۔

وہ خود اپنی ہی حالت پر پریشان ہو رہی تھی۔۔۔

اس کا رنگ زرد پڑتا جا رہا تھا۔۔شائید۔۔۔وہ پہلی دفعہ زرداد کو اس طرح لائیو کسی کے ساتھ پرفارم کرتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جب۔۔جب نادیہ اپنا چہرہ اس کے چہرہ کے پاس لے کر آتی دانین فوراََ جزبز سی ہو کر ارد گرد دیکھنے لگتی۔۔۔

کبھی ہونٹوں پر زبان پھیرتی۔۔۔

اسے خبر بھی نہیں تھی۔۔۔کتنے ہی کیمرے اس کی یہ حالت ریکارڈ کر رہے تھے۔۔۔

⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜⚜

وہ بیڈ پر لیٹا قہقے لگا رہا تھا۔۔جاندار قہقے۔۔۔آج کتنے عرصے بعد وہ۔۔ یوں کھل کر ہنس رہا تھا۔۔۔

وہ ہاتھ صاف کرتے ہوئے اسے حیران ہو کر دیکھ رہی تھی۔۔۔

زرداد کو مختلف کیمرہ مینز کی طرف سے دانین کی وہ وڈیو گفٹ مل رہی تھی۔۔۔جو کل رات کے شو میں اس کی حالت پر بنی تھی۔۔۔

وہ زرداد کے دل کو ایسے کرتی ہوئی۔۔پوری دنیا سے زیادہ دلکش عورت لگ رہی تھی۔۔۔

نہ خود کو ہاتھ لگانے دیتی۔۔۔نہ کسی اور کو چھونے دیتی۔۔

ظالم کہیں کی۔۔۔۔زرداد نے اس کو اپنی آنکھوں میں بساتے ہوئے سوچا۔۔۔

زرداد نے اپنی ہنسی چھپاتے ہوئے دانین کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔ جو ڈریسنگ کے آگے کھڑی تیار ہو رہی تھی۔۔۔انہیں آج بنکاک گھومنا تھا۔۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

زری تھوڑا سا تو اور قریب ہو۔۔۔اس سے زیادہ قریب تو تم رات نادیہ کے ساتھ۔۔۔نازش قہقہ لگا رہی تھی

دانین کا دل ایک دم اے ڈوبا تھا۔۔۔رات والے منظر نظروں کے سامنے سے گزر رہے تھے۔۔۔

نازش زرداد اور دانین کی تصویریں بنا رہی تھی۔۔۔

یہاں اتنا قریب ہونے پر سزا مل جاتی ہے۔۔۔زرداد نے دانین کے کان

میں سرگوشی کی۔۔

دانین کا دل ہلکے سے ڈوبا تھا۔۔۔

نازش کہاں ہے۔۔۔دانین نے مدھم سی آواز میں زرداد سے پوچھا۔۔۔

اور ارد گرد نازش کو تلاش کرنے لگی۔۔۔

وہ آج بنکاک سے واپس جا رہے تھے۔۔اور دانین ایر پورٹ پر۔۔۔نازش کو تلاش کر رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تو کل رات چلی گئی ہے۔۔۔زراد نے سن گلاسز چڑھائے۔۔

تو ہم کہاں جا رہے پھر۔۔دانین نے حیران ہو کر زرداد کی طرف دیکھا۔۔

ہم انڈیا جا رہے ہیں۔۔۔اس نے کیپ کو نیچے کر کے اپنا منہ چھپایا۔۔۔

وہ لگیج کے ساتھ چلتے ہوئے جا رہے تھے۔۔۔

ہم۔۔۔انڈیا جا رہے۔۔۔تم نے بتایا ہی نہیں۔۔۔وہ حیران سی ہو کر

اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔وہ تو ہاسپٹل سے اتنی لیو نہیں لے کر ائی تھی۔۔۔

میرا تو پہلے سے پلین تھا۔۔۔میری کچھ پے منٹ رہتی۔۔۔اور ایک دو فلم کے گانوں کے کنٹریکٹ سائن کرنے پھر وہاں سے دو دن بعد ہماری واپسی ہو گی۔۔۔پاکستان کے لیے۔۔۔

ہریشان نہ ہو زیادہ دیر نہیں رکنا پڑے گا۔۔۔

وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی تھی۔۔۔پھر خاموشی سے زرداد کے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنا۔۔۔ہے۔۔۔محبت کرنے والوں کی جگہ ہے یہ۔۔۔زرداد نے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر دانین کی طرف دیکھا۔۔

وہ جو تاج محل کی سفید رنگ کی خوبصورت عمارت کو دیکھنے میں محو تھی۔۔۔اس کی بات پر پیچھے مڑ کر۔۔۔اسے دیکھا۔۔۔

وہ جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہی قاتل مسکراہٹ ہونٹوں پر سجآئے کھڑا تھا۔۔۔

سورج کی کرنیں۔۔۔تاج محل کے سامنے بنی ندی کے پانی پہ پڑ پر کر منظر کو اور خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔

پر کبھی کبھی بے اعتبار لوگ محبت کا اعتبار بھی پا جاتے ہیں۔۔۔یہاں آ کر۔۔۔وہ اب چلتا ہوا بلکل اس کے سامنے آ گیا تھا۔۔۔ہونٹوں پر مسکراہٹ ڈیرہ ڈالے ہوئی تھی۔۔۔

اعتبار ایسے نہیں آئے کرتے۔زرداد۔۔وہ ہوا سے اڑتے ہوئے دوپٹے کو سنبھال رہی تھی۔۔۔اور ایک طنز بھری سی مسکراہٹ اس کے بھی لبوں پر تھی۔۔۔

تو کیا جان لے کر ہی اعتبار کرو گی۔۔۔۔ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہا۔۔ آنکھیں۔۔۔محبت کی گہرائ کا واضح ثبوت دے رہی تھیں۔۔۔

دانین نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔۔۔ایسی بات نہیں ہے۔۔۔اس

کے چہرے پر ناگواری آ گئی تھی۔۔۔

تمہیں پتا ہے۔۔۔یہ شاہ جہان نے ممتاز کی محبت میں بنایا۔۔تھا۔۔اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لیے زرداد نے فوراً بات کو بدل ڈالہ۔۔

ایک شوہر کی بیوی کے لیے محبت۔۔۔اب دونوں کی نظروں کا رخ تاج محل کی عمارت کی طرف تھا۔۔۔

دانین کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں تھی۔۔۔وہ پرسوچ انداز میں سب دیکھ رہی تھی۔۔۔

ان کو ہندوستان آئے آج دوسرا دن تھا۔۔۔زرداد اپنے سارے کام ختم کر چکا تھا۔۔۔اسی وجہ سے وہ آج گھومنے نکلے تھے۔۔

زرداد۔۔۔ہارون۔۔۔۔وہ دیکھو۔۔۔ادھر ہے۔۔۔ان کے عقب سے ایک لڑکی کی چیخ نما آواز ائی تھی۔۔۔

اور ان کے پلٹنے تک بہت سے لوگ بھاگے ان کی طرف آ رہے تھے۔۔۔پل بھر میں۔۔۔وہ اور دانین لوگوں میں گھر گئے تھے۔۔۔

وہ ہنس کر سب کے ساتھ تصویریں بنا رہا تھا۔۔۔

اپنا۔۔نادانیاں والا گانا گا دیجیے نا۔۔۔تھوڑا سا بس۔۔ایک لڑکی نے فرمائش کی۔۔۔انڈین فلم میں اسکی آواز میں یہ سپر ہٹ گانا رہا تھا اس کا۔۔۔ جس کی فرمائش وہ لڑکی کر رہی تھی۔۔۔

لوگوں کا اتنا رش دیکھ کر سیکورٹی۔۔فوراً الرٹ ہو گئی تھی۔۔۔وہ آ کر لوگوں کو زرداد سے دور رہنے کا کہہ رہے تھے۔۔۔

زرداد نے ہاتھ کے اشارے سے سکیورٹی کو کچھ بھی کرنے سے منع کیا۔۔۔

دانین یہاں۔۔۔دوسرے ملک میں بھی لوگوں کی زرداد کے لیے محبت دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔۔

بس تھوڑا سا گنگناؤں گا۔۔۔اس نے بچی کی طرف پیار سے دیکھا۔۔۔اور پھر ایک نظر مسکراتی ہوئی دانین پر۔۔۔دانین کی مسکراہٹ پر تو سب قربان تھا۔۔۔

پھر اس نے گانے کے چند بول گنگنآئے تھے۔۔۔لوگ اور اکٹھے ہو رہے تھے۔۔۔

ہے۔۔۔ہینڈ سم بوآئے۔۔۔ونس فور می۔۔۔ایک گوری میم۔۔بھیڑ میں سے آگے ائی۔۔۔زرداد کو خوشگوار حیرت ہوئی کہ وہ لوگ بھی اسکو سنتے تھے۔۔۔

وہ۔۔جو۔۔۔تمھارا۔۔۔وطن والا۔۔وہ سناؤ۔۔دو۔۔۔آ ئی ی لو۔۔دس سونگ۔۔وہ ٹوٹی پھوٹی اردو میں بولی۔۔۔اور زرداد کے پاکستان کے لیے گآئے گئے نغمے کی فرمائش کر دی۔۔۔

اوہ۔۔وہ گانا نہیں۔۔۔ہے۔۔۔میرا نغمہ ہے۔۔۔زرداد نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔

تھوڑا سا سناؤ دو۔۔۔مجھے سننا ہے۔۔پلیز۔۔۔وہ التجا کرنے جیسے انداز میں کہہ رہی تھی۔۔

زرداد نے اس کے بہت اسرار پر نغمے کے چند مصرے گنگنا ڈالے اور سب لوگ تالیاں پیٹ رہے تھے۔۔۔

اور آخر میں پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگایا ویڈیوز بنا رہے تھے۔۔۔لوگ اس کی اور دانین کی تصویریں لے رہے تھے۔۔۔

بہت مشکل سے وہ اور دانین لوگوں کی بھیڑ میں سے سکیورٹی کی مدد سے نکل پآئے تھے۔۔۔

تم بھی سوچتی ہو گی میرے ساتھ کہیں بھی جانے کا کیا فائدہ۔۔۔لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں اور ہمیں نکلنا پڑ جاتا ہیں وہاں سے۔۔۔

گاڑی میں اس کے برابر بیٹھے وہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مجھے یہ مندر بھی دیکھنا ہے۔۔۔دانین نے ہوٹل کے قریب موجود مشہور مندر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اوہ یہ۔۔۔یہ تو واکنگ ڈسٹنس پہ ہے۔۔۔صبح دیکھ لیں گے۔۔۔زرداد نے تھوڑا نیچے ہو کر گاڑی کے ششیوں سے اس کی نظروں کے تعاقب میں ایک مندر دیکھا۔۔۔

ہم کل تو ہمیں چلے جانا نا۔۔ابھی دیکھ لیتے ہیں۔۔۔دانین پرشوق نظروں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

دانین ابھی ممکن نہیں۔۔ہم کافی لیٹ ہو چکے ہیں پہلے ہی۔۔۔

زرداد نے بچوں کی طرح اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ سیدھی ہو کر بے دلی سے بیٹھ گئی تھی۔۔۔کال کا دن بھی وہ ہوٹل میں اکیلی بور ہوتی رہی۔۔۔وہ کسی ڈائریکٹر کے ساتھ ملنے گیا ہوا تھا۔۔۔

زرداد نے پیار سے اس کی طرف دیکھا۔۔وہ کچھ خفا سی بیٹھی تھی۔۔۔

صرف آج ہی چند جگہوں پر وہ گھومے تھے۔۔اور اب واپس ہوٹل جا رہے تھے۔۔۔۔۔

فون کی بار بار آواز پر۔۔زرداد نے منہ پر سے تکیہ اٹھایا تھا۔۔۔

ایک نظر فون پر اور دوسری گھڑی پر ڈالی صبح کے دس بج رہے تھے۔۔۔

مشہود کا نمبر فون پر چمک رہا تھا۔۔۔

ہم۔م۔م۔۔بولو۔۔فون کان کو لگاتے زرداد نے کہا۔۔جبکہ اس کے ہاتھ انگاڑائی کی صورت میں اوپر اٹھے تھے۔۔۔

سر کچھ مسئلہ کھڑا ہو گیا ہے یہاں۔۔۔مشہود کی آواز میں پریشانی تھی۔۔ اس کے عقب سے شور سنائی دے رہا تھا۔۔۔۔

کیوں کیا ہوا۔۔۔سر ونڈو کا پرد ہٹا کے نیچیں دیکھیں ذرا۔۔۔ٹیرس میں مت نکلیے گا۔۔۔پردہ ہٹا کے دیکھیں۔۔۔مشہود کی پریشانی اس کی سمجھ سے بالاتر تھی۔۔۔

زرداد کمبل کو ایک ہاتھ سے اپنے پر سے اٹھاتا ہوا۔۔نیچے اترا تھا۔۔۔پردہ ہٹا کر دیکھا۔۔۔تو نیچے لوگوں کی بھیڑ اکٹھا تھی۔۔۔ہاتھوں میں۔۔۔بینرز پکڑ رکھے تھے۔۔۔کچھ میں تو ہندی لکھی تھی۔۔۔اور کچھ میں انگلش میں لکھا تھا۔۔۔لوگ اس کے خلاف احتجاج کر رہے تھے۔۔۔اسے انڈیا سے باہر نکالنے کے اور اس کے گانے یہاں بین کرنے کے لیے۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔۔

مشہودپریشان آواز میں اسے کچھ بتا رہا تھا۔۔کل تاج محل کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے جو ملی نغمہ گایا تھا۔۔وہ ویڈیو وائرل ہو گئی تھی نغمے کے بعد جو اس نے دو دفعہ پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگا ڈالا تھا۔اس پر زیادہ کانٹروریسز ہو رہی تھیں۔۔۔۔۔اور کچھ شر پسند لوگ متشعل ہو گئے تھے۔۔۔

پاکستان اور ہندوستان کے آپس کے حالات پہلے ہی کچھ کشیدہ چل رہے تھے۔۔۔اوپر سے لوگوں نے اس کی اتنی سی بات کو ہوا بنا کر ملک میں جگہ جگہ احتجاج شروع کیا ہوا تھا۔۔ایک رات کے اندر اندر سوشل میڈیا کے زریعے اس کو بری طرح کانٹروریسز کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔۔۔

سر آپ پریشان نا ہوں۔۔۔میں نے ڈبل سکیورٹی کی بات کی ہے۔۔۔وہ لوگ بس آنے والے ہوں گے۔۔آپ اور میم کمرے سے باہر مت آئے گا۔۔۔پولیس پہنچ چکی ہے ویسے اتنی پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔۔ پولیس لوگوں کو سنبھال رہی ہے۔۔۔یہ چند شر پسند لوگوں کا کام ہے۔۔۔بس۔۔۔زراد نے فون کو بند کیا۔۔۔

بالوں کو ھاتھ کے زریعے ماتھے سے پیچھے کیا۔۔اور ایک دم سے کسی خیال کہ آنے پر وہ چونک گیا تھا۔۔

دانین۔۔۔دانین کمرے میں موجود نہیں تھی۔۔وہ تیزی سے بھاگتا ہوا واش روم کی طرف گیا۔۔اس کا دروازہ کھلا تھا۔۔

دانین۔۔۔دانین۔۔اس نے ٹیرس پر دیکھا۔۔وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔

ایک دم سے زرداد کے چہرے پر پریشانی کی لیکریں بن گئ تھیں۔۔۔

وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔دانین کو کوریڈور میں پاگلوں کی طرح آوازیں دی۔۔۔لیکن نہیں۔۔۔وہ وہاں بھی نہیں تھی۔۔۔جلدی سے مشہود کا نمبر ڈائل کیا۔۔

دانین۔۔۔دانین کمرے میں نہیں ہے نیچے لابی میں چیک کرو ذرا میں اوپر سارے فلور دیکھتا ہوں۔۔۔

وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔دل تیز تیز دھڑک رہا تھا۔۔۔ اسے دانین سے اس طرح کی بیوقوفی کی توقع ہر گز نہیں تھی۔۔۔اس

کے پاس تو فون بھی نہیں تھا۔۔۔وہ اور مشہود۔۔۔پورے ہوٹل میں اسے تلاش کر چکے تھے۔۔۔

زراد کو اب دانین پر غصہ آ رہا تھا آخر کو وہ کہا ں چلی گئی تھی۔۔۔دل تھا کہ ایک انجانے خوف سے دھڑکنے لگا تھا۔۔۔ویڈیو میں وہ اس کے ساتھ کھڑی تھی بلکل۔۔۔اور لوگوں نے الگ سے ان کی تصویریں بھی لی تھیں۔۔

زرداد نے ٹی وی آن کیا۔۔۔ہر نیوز چینل نے اسی بات کو اچھلا ہوا تھا۔۔کہہ اس نے پاکستان کا ملی نغمہ۔۔۔تاج محل کے سامنے کھڑے ہو کر گایا تھا۔۔۔مشتعل افراد اور کچھ پارٹیز بری طرح اس کے خلاف بول رہی تھیں۔۔۔

کیا پاگل ہیں یہ لوگ۔۔۔زراد نے زور سے ریموٹ دیوار میں مارا۔۔۔مشہود نے اسے سختی سے منع کیا کہ وہ خود آس پاس۔۔دیکھ کر آتا ہے دانین کو وہ ہوٹل سے باہر نا آئے۔۔۔۔

وہ سر کو ہاتھوں میں جکڑ کر بیٹھا تھا کہ اچانک اس کے زہن میں کل

مندر والی بات ائی۔۔۔

اوہ۔۔۔تو کہیں وہ اکیلی۔۔۔پاگل لڑکی۔۔۔زرداد نے دانت پیسے۔۔۔جلدی سے مشہود کو کال ملائی پر اس کا نمبر مصروف میں جا رہا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے اٹھا۔۔ہڈ۔۔پہن کر اچھی طرح منہ کو چھپایا۔۔۔سن گلاسز لگآئے اور کمرے سے باہر نکل آیا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

وہ تیزی سے لوگوں کی بھیڑ میں سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔جب کسی آدمی نے اس کو پہچان کر جلدی سے فون پر نمبر ملایا تھا۔۔۔۔وہ تیز تیز قدم اٹھاتا بھیڑ کے ایک طرف سے نکلنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔۔۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا۔۔۔مندر کی طرف جا رہا تھا۔۔۔دل تھا کے انجانے خوف سے پھٹنے کو تھا

مندر میں وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی تھی۔۔۔لوگ پاس سے گزر رہے تھے۔۔۔اسے ہر شخص کی نظروں سے عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

پریشانی میں وہ بار بار دانتوں سے اپنے ہونٹ کچل رہا تھا۔۔

وہ جلدی سے اس کے آس پاس کے لان میں دیکھ رہا تھا۔۔اس کی نظریں تیزی سے ارد گرد گھوم رہی تھیں۔۔

جب اچانک اس کی جان میں جان ائی۔۔وہ ایک عورت کے ساتھ بیٹھی مزے سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

دانین۔۔دانین۔۔وہ اسے دور سے پکارتا ہوا آگے آیا۔۔دانین اسے دیکھ کر مسکرا کر اٹھی۔۔ہر معاملے سے یکسر انجان تھی۔۔۔

زرداد نے پاس جا کر زور سے اس کا بازو دبوچا تھا۔۔۔

پاگل لڑکی۔۔وہ بری طرح اس پر دھاڑا تھا۔۔وہ نا سمجھی کے انداز میں گھبرا گئی تھی۔۔۔

چلو یہاں سے جلدی۔۔وہ تیزی سے اس کا بازو پکڑ کر ایک طرف لے آیا تھا۔۔۔چہرہ پریشان حال تھا۔۔ماتھے پر سو بل تھے۔۔۔

کہ۔۔۔کیا ہوا زری۔۔۔اس کے جھنجوڑنے پر وہ تھوڑی سی لڑ کھڑا گئی تھی۔۔۔

تم کیوں ایسے۔۔۔بنا بتآئے۔۔۔چلی ائی۔۔۔زرداد نے دانت پیستے ہوئے اسے غصے سے دیکھا۔۔

بےوقوف کہیں کی۔۔۔وہ بار بار اپنا منہ چھپاتا ہوا اسے ایک درخت کے نیچے لے آیا تھا۔۔۔

مہ۔۔۔مہ۔۔۔میں نے سوچا تمھارے اٹھنے سے پہلے مندر دیکھ اؤں گی میں۔۔۔وہ ابھی بھی کچھ نہیں سمجھی تھی وہ کیوں اتنا پریشان تھا کیا مسئلہ تھا۔۔

وہ فون پر بار بار کال ملا رہا تھا۔۔اور کبھی ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔

ہیلو۔۔۔مشہود۔۔۔سنو۔۔۔ہاں۔۔۔ہاں۔۔۔مل گئی ہے وہ۔۔اس کی آواز اس کے اندر کی پریشانی کا حال بتا رہی تھی۔۔۔

اچھا سنو۔۔ہوٹل کےدائیں طرف کے مندر کے باغ میں ہیں ہم دونوں

جلدی پہنچو۔۔۔

زرداد نے موبائل جیب میں رکھا۔۔اور پھر سے ارد گرد دیکھا۔۔دوپٹے سے منہ ڈھک لو اپنا۔۔دانین کو غرانے کے انداز میں کہا۔۔۔

زری ہوا کیا ہے۔۔مجھے بتاو تو۔۔کیوں اتنے پریشان ہو۔۔۔وہ خود بھی اس انجانی پریشانی سے بے حال ہو گئی تھی۔۔اس نے آج سے پہلے کبھی زرداد کو یوں اتنا پریشان ہوتے نہیں دیکھا تھا

تم اپنی بکواس بند کرو کچھ دیر کے لیے۔۔سمجھی تم۔۔۔اس نے خونخوار نظروں سے گھورا اور دھاڑنے کے انداز میں کہا۔۔۔وہ سہم گئی۔۔

وہ مشہود کا انتظار کر رہا تھا جب سر کے پیچھے کچھ زور کا لگا۔۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔

پاکستانی نامور گلوکار۔۔۔زرداد ہارون۔۔۔انڈیا میں لا پتہ۔۔۔ان کی اہلیہ بھی ان کے ہمراہ ہیں۔۔۔

ٹی وی پر بار بار بریکنگ نیوز چل رہی تھی۔۔۔سدرہ اور ثمرہ کی حالت رو رو کر غیر ہوئی پڑی تھی۔۔۔

جی۔۔جی۔۔۔ہم مکمل کونٹیکٹ میں ہیں۔۔۔لیکن۔۔ان کا کہنا ہے۔۔ہم نے سکیورٹی پروائیڈ کی تھی۔۔۔وہ اس ہوٹل میں ہی موجود نہیں تھے۔۔۔اینکر بیٹھی بات کر رہی تھی۔۔۔

آپکو نہیں لگتا کہ یہ سب مورہت سامیر کی رہائی کے لیے کیا جا رہا ہے۔۔۔اینکر اپنے ساتھ بیٹھے تجزیہ کاروں سے رآئے لے رہی تھی۔۔۔ دیکھیں۔۔۔اس وقت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔۔۔کہ کیا چل رہا ان کے دماغ میں۔۔۔انڈیا کا کہنا ہے اس میں بس چند شر پسند گروہ متحرک ہیں۔۔۔اب زرداد ہارون کو غائب کرنے میں ان کی کیا چال ہے۔۔۔یہ وقت سے پہلے ہم نہیں بتا سکتے۔۔

ان کی اہلیہ بھی ان کے ہمراہ ہیں۔۔۔دونوں لا پتہ ہیں۔۔۔ان کے اہل خانہ سے ہم آپ سب کی ملاقات کروائیں گے کچھ دیر میں۔۔۔اینکر اپنی کرسی کو گھوماتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

ہارون اور سکندر دم سادھے بیٹھے تھے۔۔۔ان کے گھر کے باہر۔۔۔میڈیا کا اور لوگوں کا رش لگ گیا تھا۔۔۔۔

پاکستان کے نامور گلوکار۔۔۔زرداد ہارون۔۔۔انڈیا میں۔۔۔لا پتہ۔۔۔ان کی اہلیہ ان کے ہمراہ ہیں۔۔۔

ٹی وی پر ہر جگہ۔۔یہی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔۔۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

سر میں شدید درد کے زیر اثر بہت مشکل سے زرداد نے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔

اون۔و۔۔۔و۔۔۔و۔۔اون۔۔۔و۔ووو۔۔اس کے پاس سے آوازیں آ رہی تھی۔۔۔

زرداد کے بازو نہیں ہل رہے تھے۔۔۔اس نے مکمل آنکھیں کھولی تھیں۔۔۔اس کے بازو ایک لکڑی کی کرسی کے بازوؤں کے ساتھ باندھ کر جکڑے ہوئے تھے۔۔۔

اس کے بلکل ساتھ نیچے زمین پر دانین بیٹھی تھی۔۔۔اس کے ھاتھ پیچھے بندھے تھے۔۔۔اور اس کے منہ پر کپڑا باندھا ہوا تھا۔۔۔

وہ مسلسل چیخنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔لیکن منہ پر کپڑا ہونے کی وجہ سے وہ چیخ بھی نہیں پا رہی تھی۔۔۔انتہائی گندا مٹی اور ٹوٹی پھوٹی چیزوں سے اٹا ہوا کمرہ تھا۔۔۔جس کرسی کے ساتھ اسے باندھا ہوا تھا۔۔۔وہ بھی کو پرانی سی کرسی تھی۔۔۔

کچھ دیر زرداد کو اپنے حواس بحال کرنے میں لگے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانین۔۔۔دانین۔۔۔پریشان مت ہو۔۔۔میں ہوں۔۔۔ادھر۔۔۔دانین پاگلوں کی طرح۔۔۔چیخنے کی کوشش میں عجیب سی آوازیں نکال رہی تھی۔۔۔زرداد نے اپنی پوری قوت لگانا شروع کر دی۔۔۔بازو رسی کے ساتھ اتنی مظبوطی سے بندھے تھے کہ ہل بھی نہیں پا رہے تھے۔۔۔

زرداد کا پورا جسم زور لگانے سے پسینے میں ڈوب گیا تھا۔۔۔

دانین مسلسل رو رہی تھی۔۔۔اور آنکھیں پھاڑے زرداد کو دیکھے جا رہی

تھی۔۔۔

دانین چپ کرو۔۔۔پلیز۔۔۔چپ کرو۔۔میں کچھ کرتا ہوں۔۔۔دانین کا بلکنا اور تڑپنا اس سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔پیچھے سر سے خون بہہ کر گردن تک آیا ہوا تھا۔۔۔

ام۔م۔م۔م۔م۔م۔۔۔م۔۔۔آہ۔۔۔وہ اپنا پورا زور لگا رہا تھا۔۔۔لکڑی کی کرسی کے بازو کے کیل۔۔اوپر کو اٹھنے لگے تھے۔۔۔زرداد نے اپنی ہتھیلیوں سے کرسی کے بازو کی اگلی جگہ کو جکڑا ہوا تھا۔۔

اسے پتہ تھا۔۔۔رسی نہیں ٹوٹ سکتی وہ چاہیے جتنا بھی زور لگا لے لیکن وہ کرسی کے بازو اکھیڑنے کی جدوجہد میں لگا ہوا تھا۔۔۔

دھاڑ سے دروازہ کھلا تھا۔۔۔دو مکرہ شکل کے شخص اندر داخل ہوئے تھے۔۔۔ایک نے آتے ہی زرداد کے بال نوچنا شروع کر دیے تھے۔۔اس نے بالوں سے پکڑ کر زرداد کی گرد ن کو اسطرح پیچھے کیا کہ زرداد کی گردن کی رگیں پھول کر باہر نظر آنے لگی تھیں۔۔۔

دانین نے پھر سے عجیب سی آوازیں نکالنا شروع کر دی تھیں۔۔۔

بڑا تو ہیرو بنا پھرتا ہے۔۔۔اب۔۔۔یاں۔۔۔یاں۔۔۔ہمارے سامنے بول۔۔۔پاکستان زندہ باد۔۔۔

اس نے زور سے زرداد کے پیٹ میں گھما کر ٹانگ ماری تھی۔۔پوری کرسی ہل گئی تھی۔۔۔

پاکستان۔۔۔زندہ۔۔۔باد۔۔۔زرداد نے پہلے ایک طرف منہ کر کے تھوک پھینکا۔۔۔اور پھر دھاڑنے کے انداز میں کہا۔۔۔

ابے۔۔۔تیری تو۔۔۔اب دونوں مکرو شکل۔۔آدمی زرداد کو مار رہے تھے۔۔۔زرداد کا چہرہ ایک طرف ڈھے سا گیا تھا۔۔۔

دانین مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔۔۔ منہ سے کپڑا بندھے ہونے کی وجہ سے پانی نکل رہا تھا۔۔۔

اوئے پوچھ۔۔۔کیتار سے۔۔۔پہنچا نہیں ابھی تک۔۔۔ان میں سے ایک نے دوسرے کو کہا وہ اپنی جیب سے موبائل نکالتا ہوا کمرے سے باہر

چلا گیا تھا۔۔۔دوسرا اب اپنے موبائل سے زرداد کی ویڈیو بنا رہا تھا۔۔۔ ویڈیو بناتے ہوئے بار بار وہ آ کر زرداد کے منہ پر تھپڑ اور مکے مار رہا تھا۔۔۔بول پاکستان مردہ باد۔۔۔اب وہ کیمرے سے ویڈیو بنا رہا تھا۔۔۔ بول۔۔۔اس نے پھر سے بال پکڑ کر پیچھے کیے۔۔۔

پاکستان زندہ باد۔۔۔

پھر سے زور کی ٹانگ پڑی تھی۔۔۔کرسی لڑکھڑاتی ہوئی زرداد سمیت نیچے گری تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آ رہا ہے۔۔۔کہہ رہا۔۔آ کر ختم کرتا اسے۔۔۔باہر جانے والا آدمی اب آ کر اندر والے سے کہہ رہا تھا۔۔۔

دانین مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔اس کی آواز بھی بیٹھ گئی تھی۔۔۔

اسکو چپ کروا مار اسے ایک۔۔۔ان میں سے ایک نے دانین کی طرف اشارہ کر کے دوسرے کو کہا۔۔۔

خبردار اگر میری بیوی کو کسی نے ہاتھ لگایا تو۔۔۔زرداد نے غرانے کے

انداز میں کہا۔۔۔منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔۔۔

دونوں اب ایک دوسرے کی مکرہ شکلیں دیکھ کر ہنسنے لگے۔۔۔

اچھا۔۔۔تیری بیوی کو ہاتھ نا لگائیں۔۔۔۔۔

ایک شرط پہ۔۔۔بول ویڈیو میں۔۔۔پاکستان مردہ باد۔۔۔وہ زرداد کے اوپر جھک کر اس کے کان میں بولا۔۔۔

زرداد چپ رہا۔۔۔اس کے بازو ابھی بھی کرسی کے ہینڈل کو اکھیڑنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

اب ان میں سے ایک دائنین کو بالوں سے پکڑتا ہوا گھسیٹ کرزرداد کے سامنے لے آیا تھا۔۔۔

میری بیوی کو ہاتھ نا لگانا۔۔۔زرداد دھاڑنے کے انداز میں بولا۔۔۔سارا کمرہ اس کی دھاڑ پر گونج اٹھا تھا۔۔۔

ان میں سے ایک نے دائنین کے گلے میں جھولتا دوپٹہ اتار کر ایک طرف پھینک دیا تھا۔۔۔دائنین کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور پھٹی ہوئی انکھیں۔۔۔زرداد پر مرکوز تھی۔۔۔

جسے ہی ان میں سے ایک نے دوپٹہ پھینکا زرداد کی جاندار چیخ سے پورا کمرہ ہل گیا تھا۔۔۔کرسی کے دونوں بازو اپنے کیل سمیت۔۔علیحدہ ہو گئے تھے۔۔۔

زرداد کرسی کے بازو سمیت اس کی طرف بڑھا تھا جو بلکل دانین کے پیچھے اس کے بال پکڑے کھڑا تھا۔۔

ایک نے اسی وقت۔۔پینٹ کی جیب سے ریوالور نکالا تھا۔۔۔جب زرداد دانین کو ایک طرف کر کے ایک آدمی پر جھپٹا تو اتنی دیر میں دوسرا زرداد پر فائر کر چکا تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

دیکھیں جی بات یہ ہے کہہ یہ سراسر دونوں ممالک کے شر پسند لوگ اور عوام کیا قصور ہے۔۔۔تجزیہ کار سامنے لگے کاونٹر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔۔

زرداد کی ویڈیو۔۔شام کو بنی اور اسی وقت سے وائرل ہونا شروع ہوئی

۔۔۔وہ بڑے ٹھہر ٹھہر کے اپنے نکتہ نظر کو بیان کر رہا تھا۔

ہمارے پاکستان کےاور ہندوستان کے لوگوں نے اس ویڈیو۔۔۔کے اتنے پارٹ کو وائرل کیا۔۔۔ان الفاظ کے ساتھ۔۔۔کہ دیکھ بھارت۔۔۔ہمارے ہیرو نے تیرے ملک میں کھڑے ہو کر تیری عوام میں کھڑے ہو کر۔۔۔پاکستان زندہ باد کا نعرہ لگا ڈالا۔۔۔اور پتہ نہیں کیا کیا۔۔۔وہ ہوا میں ہاتھ ہلاتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔

اینکر اور باقی تجزیہ کار سر کو ہلا کر اس کے ساتھ متفق ہو رہے تھے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور وہاں کے جو اب متشعل افراد ہیں۔۔۔ان کا تو پارہ چڑھانے والی بات ہوئی نہ۔۔ایک اور تجزیہ کار نے پہلے والے کا ساتھ دیتے ہوئے کہا۔۔۔

۔اس سارے معاملے میں اصل قصور وار دونوں ممالک کی عام عوام ہے۔۔۔جنھوں نے راتوں رات اس ویڈیو کو کیا سے کیا بنا دیا۔۔۔تجزیہ کار میز پر بازو ٹکائے کہہ رہا تھا۔۔۔

اور نتیجہ آج وہاں زرداد اوران کی اہلیہ بھگت رہے ہوں گے۔۔۔اب بھارت کی حکومت نے تو ویسے ہی آجکل پاکستان کے خلاف محاز کھولا ہوا ہے۔۔۔

دیکھیں جی وہاں کی مخالف پارٹیز ہمارے ساتھ مکمل تعاون کر رہی ہیں۔۔۔آپ سب دعا گو رہیں۔۔۔ہم زرداد کو پاکستان واپس لے کر ائیں گے۔۔۔

ٹی وی کے ہر چینل پر ایسے پروگرام چل رہے تھے۔۔۔

گولی زرداد کے کندھے کو چھوتے ہوئے گزری۔۔

دانین کی آنکھ پھٹنے کی حد تک کھل گئی تھی۔۔۔وہ ایک دم سے ساکت ہوئی تھی۔۔۔ایسے جیسے کاٹو تو خون نہ ہو۔۔

زرداد کے جسم کو جھٹکا لگا تھا۔۔۔وہ تھوڑا سا لڑکھڑیا تھا۔۔۔چہرہ تکلیف سے ایک دم زرد پڑا۔۔۔لیکن حواس کو قابو میں رکھتے ہوئے اس نے بنا

کسی تاخیر کے ایک ہی لمحے کے اندر اندر دوسرے آدمی کے ریوالور تانے ہوئی بازو کو اپنی ٹانگ کچھ اس طرح سے گھما کر ماری کہ ریوالور۔۔اچھالتا ہوا ایک طرف گرا تھا۔

دونوں ایک جست میں زراد پر جھپٹ پڑے تھے۔۔دانین کا دل خوف سے پھٹنے کی حد تک آ گیا تھا۔۔۔لیکن وہ دونوں زرداد کے آگے زیادہ دیر ٹک نہیں سکے تھے۔۔۔پل بھر میں ہی اس کو باندھ کر مارنے والے دونوں۔۔اس کے ہاتھ کھل جانے پر اس کے فولادی جسم کے آگے اپنے مریل سے کالے جسموں کو ٹکا نہیں سکے تھے۔۔وہ جو بچپن سے ہی اپنے سے بڑے لڑکوں کو ڈھیر کر دیتا تھا اس کے لیے یہ دونوں کچھ بھی نہیں تھے بس اس کے ہاتھ کھلنے کی دیر تھی۔۔۔وہ بار بار ان کے منہ پر مکے جڑ رہا تھا۔۔۔مکے کے ساتھ بازو کے ساتھ بندھی ہوئی لکڑی ان کا منہ چھیلتی ہوئی جا رہی تھی۔۔۔

دونوں ڈھیر تھے۔سنائی نہیں دیا تھا کہ۔۔۔میری بیوی کو ہاتھ نہ لگانا۔۔۔ زرداد چیخ رہا تھا۔۔۔

پھر ایک دم سے اٹھا تھا۔۔۔جلدی سے اپنے بازو۔۔کھولے۔۔۔کرسی کے بازو ایک طرف پھینکے۔۔۔

ایک طرف پڑے ریوالر اور اس کے پاس پڑے دانین کے دوپٹے کو اٹھایا۔۔ریوالور کو۔۔۔اپنی پینٹ کی جیب میں رکھا۔۔منہ سے ناک سے اور کندھے سے خون میں بری طرح لتھ پتھ تھا وہ۔۔۔

دانین کے پاس آ کر اس کے بازو پیچھے کھولے منہ کی پٹی جیسے ہی کھلی دانین کوایک دم سے کھانسی آ گئی تھی۔۔۔مٹی سے سارے کپڑے اٹے ہوئے تھے۔۔۔بال بری طرح بکھرے ہوئے تھے۔۔۔آنکھیں سرخ تھی ۔۔۔جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔۔۔آواز چیخ چیخ کر بند سی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ تڑپ کر زرداد کے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔اور پورا جسم کانپ رہا تھا۔۔۔کچھ بھی بولا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

دانین دانین چلو یہاں سے۔۔۔سن رہی ہو مجھے چلو یہاں سے۔۔۔زرداد نے پیار سے اسے خود سے الگ کیا۔۔۔اس کے چہرے کو اپنے دونوں

www.neweramagazine.com

ہاتھوں میں لے کر اوپر اٹھایا۔۔وہ بری طرح خوف زدہ تھی۔۔۔

کچھ نہیں ہوا۔۔۔کچھ نہیں ہوا۔۔۔ہوش میں آو اب۔۔۔چلو۔۔یہاں سے نکلنا ہے ہمیں۔۔۔وہ اس کے ساکت جسم کو ہلا رہا تھا۔۔۔

پھر ایک دم سے مڑا۔۔اور ان دونوں لڑکوں کی جیبوں میں ہاتھ ڈال ڈال کر موبائل۔۔۔گاڑی کی چابی نکال چکا تھا۔۔۔

ہاتھ سے گھسیٹتا ہوا دانین کو باہر لے کر آیا۔۔۔عجیب ہی کوئی ویران سی جگہ تھی۔جیسے کوئی جنگل سا ہوتا۔۔۔۔زرداد نے وہاں کھڑی گاڑی کا دروازہ کھول کر اس کی فرنٹ سیٹ پر دانین کو بیٹھایا۔۔۔جلدی سے چابی لگائی اور گاڑی سٹارٹ کی۔۔۔۔اور تیزی سے بنا کچھ جانے وہ ایک طرف گاڑی کو بڑھا چکا تھا۔۔۔فلحال یہاں ںسے نکلنا۔۔۔زیادہ ضروری تھا۔۔۔۔۔

یہ۔۔۔لوگ بس باتیں کرنے کو ہیں اور کچھ نہیں۔۔۔شازر نے اٹھا کر ریموٹ ایک طرف مارا۔۔آنکھیں۔۔۔کرب اور انجانے خوف سے بھری پڑی تھیں۔۔۔صرف اسکا حال ہی یہ نا تھا بلکہ گھر کے ہر فرد کی یہی حالت تھی۔۔

ہارون۔۔۔تو اپنا سر۔۔نیچے گرا کر ایسے بیٹھے تھے۔کہ۔ماتھے پہ پسینے کے قطرے چمک رہے تھے۔۔۔بیٹے اور دانین کی محبت سے دل پھٹا جا رہا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سکندر۔۔۔کی آنکھیں آنسوؤں سے تر تھی۔۔۔سدرہ۔۔اور ثمرہ کو اشعال ۔۔۔منال۔۔اور اسما۔۔سنبھال رہی تھیں۔۔۔

ایک ماتم کرنے جیسا عالم تھا گھر کا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

زرداد کی رنگت۔۔۔کندھے میں ہونے والی تکلیف سے زرد پڑتی جا رہی تھی۔۔۔لیکن وہ تیزی سے گاڑی کو ایک سمت میں دوڑا رہا تھا۔۔۔ سپیڈ اتنی زیادہ تھی کہ دانین نے لڑھک رہی تھی۔۔۔

دانین اس کی طرف دیکھے جا رہی تھی اور روئے جا رہی تھی۔۔۔لیکن اب آنسو بے آواز تھے۔۔۔زرداد نے تکلیف کو برداشت کرنے سی لب زور سے ایک دوسرے سے پیوست کر رکھے تھے۔۔۔جبڑے اتنے زور سے جکڑے ہوئے تھے۔۔۔کہ رگیں باہر کی ابھری ہوئی تھیں۔۔۔

زرداد کے جسم کے مختلف حصوں سے۔نکلتا خون دانین کو تکلیف دے رہا تھا۔۔۔اسے ایک کھروچ تک نہیں لگنے دی تھی زرداد نے۔۔۔یہ ساری مشکل میں پڑنے کی زمہ دار بھی وہ خود کو ہی سمجھ رہی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poem|Interviews

کہا۔۔نہ۔میری بیوی کو ہاتھ مت لگانا۔۔۔زرداد کی دھاڑ اس کی ذہن میں گونجی تھی۔۔۔

اب ہوش میں آنے کے بعد اس کے ذہن میں بار بار زرداد کے کہے ہوئے الفاظ گونج رہے تھے۔۔۔

نہ میں۔۔۔یوں۔۔اکیلی۔۔۔باہر آتی۔۔۔نہ ایسا ہوتا۔۔۔وہ ہچکی کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔زرداد اب صرف گاڑی کو دوڑانے میں مصروف تھا۔۔۔

زرداد تکلیف کو برداشت کرتا ہوا مسلسل گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔عجیب ہی جگہ تھی ارد گرد درخت ہی درخت تھے درمیان میں وہ سنسان سڑک تھی۔۔۔جو ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔۔زرداد کی برداشت اب ختم ہو رہی تھی۔۔۔

اس نے گاڑی سڑک سے نیچے اتار کر ایک طرف درختوں کے درمیان میں دوڑا دی تھی۔

تھوڑی دور جا کر اس نے گاڑی روک دی تھی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور سیٹ کی پشت سے سر ٹکا دیا تھا۔۔۔تکلیف سے۔۔آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھی۔۔لیکن منہ سے آہ تک نہیں نکلی تھی۔۔۔بس زرد پڑتی رنگت۔۔۔اور بھینچے ہوئے ہونٹ اسکی تکلیفی گواہ تھیں۔۔۔

دانین کو جیسے ایک دم سے ہوش آیا تھا۔۔۔فوراً سیدھی ہو کر۔۔اب اس کی ہڈ اتار رہی تھی۔۔۔ہڈ اتار کر ایک طرف پھینکی۔۔۔ساری شرٹ خون سے لتھ پتھ تھی۔۔۔وہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔۔۔اب اس کی شرٹ اتار رہی تھی۔۔۔زرداد کی آنکھیں بند ہوتی جا رہی تھی۔۔۔اسے

اب کوئی ہوش نہیں تھا وہ اس کے ساتھ کیا کیا کر رہی ہے۔۔۔دانین نے جلدی سی شرٹ اتار کر کندھے کے زخم کو دیکھا۔۔۔زخم گہرا تھا۔۔۔لیکن دانین کو یہ ڈر تھا۔۔کہ گولی کہیں اندر نا ہو۔۔۔درختوں کے اردگرد ہونے کی وجہ سے۔۔۔اندھیرا سا تھا۔۔۔اس نے گاڑی کی لائٹ کو جلایا۔۔۔

اب ادھر ادھر دیکھا۔۔گاڑی کی پیچھے سیٹ پر پانی کی بوتل پڑی تھی۔۔۔جلدی سے۔۔پانی اٹھایا۔۔۔اور زرداد کی شرٹ کو گیلا کر کے۔۔ اس کے کندھے کو ہلکے سے صاف کیا۔۔گولی بس چھو کر گزری تھی۔۔۔ اندر نہیں تھی۔۔۔دانین اب پھر سے ڈیش بورڈ میں لگے ڈرا کو چھان رہی تھی۔۔۔وہاں چاقو۔۔ایک ریوالور پڑا تھا۔۔۔

اب چاقو ہاتھ میں پکڑے وہ سوچ رہی تھی۔۔کہ اچانک کچھ خیال آنے پہ۔۔۔زرداد کی پینٹ کی جیبیں دیکھی۔۔۔ایک طرف سے لائٹر کو نکالا اور چاقو کو گرم کیا۔۔۔

پھر گرم چاقو۔۔۔زرداد کے زخم پر رکھ دیا۔۔۔زرداد بے ہوشی کے عالم

بھی تڑپ کے اچھلا تھا۔۔دانین نے جلدی سے اسے اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔۔۔گرم چاقو ابھی بھی اس کی زخم والی جگہ پر تھا۔۔وہ اسکو زور سے اپنے سینے کے ساتھ بھینچے ہوئی تھی۔۔۔آنکھوں سے آنسو نکل رہے تھے۔۔۔اور جسم ہچکیوں سے آہستہ آہستہ ہل رہا تھا۔۔۔

پھر دھیرے سے پیچھے ہوئی تو۔۔۔اسکے اپنے سارے کپڑے بھی۔۔خون میں لتھ پتھ تھے۔۔۔

اپنے دوپٹے سے اسکے بازو کو زور سے باندھا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرداد بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔

زری زری۔۔۔وہ آہستہ سے اس کے گال تھپ تھپا رہی تھی۔۔۔

زری۔۔۔

پھر اس کی طرف کی سیٹ کو ہینڈل کھینچ کے نیچے کر دیا تھا۔۔۔

وہ بے سدھ پڑا تھا۔۔۔

دانین کبھی اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی۔۔۔اور کبھی اس کے

ماتھے پر اپنے ہونٹوں کا مرہم رکھ رہی تھی۔۔۔آنسو۔۔زرداد کے ماتھے کو گیلا کر رہے تھے۔۔۔

دانین نے جلدی سے زرداد کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔۔

دھیرے سے اسکے ہاتھ کو مسل رہی تھی۔۔۔اور کبھی اسکے ہاتھوں کو اٹھا کر اپنے ہونٹوں اور گالوں کو لگا رہی تھی۔۔۔

مر جاؤں گا تو کرو گی کیا اعتبار۔۔۔زرداد کی آواز ذہن میں گونجی تھی۔۔۔

اس کے آنسو اور تیزی سے بہنے لگے تھے۔۔۔زری۔۔۔پلیز۔۔زری۔۔ اٹھو نا۔۔۔زری۔۔۔وہ اب بری طرح رو رہی تھی۔۔۔

پھر جلدی سے پانی کی بوتل اٹھا کر اس کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارے۔۔۔

زرداد نے دھیرے سے آنکھیں کھولی تھیں۔۔

دانین کا دھندلہ سا چہرہ اس کی آنکھوں کے آگے لہرا گیا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کندھے کی تکلیف اب پہلے سے کچھ کم تھی۔۔۔

زرداد نے اپنے خشک ہوتے ہونٹوں پر زبان پھیری۔۔۔دانین تڑپ کے اس کے سینے پر ڈھیر تھی۔۔۔بری طرح رو رہی تھی پورا جسم ہل رہا تھا۔۔۔

ﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺﷺ

ابا۔۔۔شازر کی گھٹی سی آواز پر ہارون نے جھکا ہوا سر اوپر اٹھایا۔۔۔

سارا چہرہ آنسو سے تر تھا۔۔۔انکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔

ابا آپ کچھ دیر لیٹ جائی رات بہت ہو گئی ہے۔۔۔صبح سے بیٹھے ہیں۔۔۔تھک جائیں گے۔۔۔شازر ان کے قریب آ کر بولا۔۔۔

پتہ نہیں۔۔۔میرا بچہ۔۔۔کس حال میں ہو گا۔۔۔وہ شازر کے گلے لگ کر بری طرح رو دیے تھے۔۔۔

سکندر بھی پاس بیٹھے۔۔۔رونے لگے تھے۔۔۔۔

شازر میرا بچہ لا دو مجھے۔۔۔میں اسے سینے سے لگا لوں۔۔۔وہ تڑپ تڑپ

کر کہہ رہے تھے۔۔۔

سب گھر والے ان کے ساتھ مل کر رو رہے تھے۔۔۔

گھر میں اتنے افراد تھے۔۔۔پر سب لوگ خاموش تھے۔۔۔قبرستان جیسی خاموشی۔۔۔

زرداد کے سینے سے لگی وہ بری طرح رو رہی تھی۔۔۔چہرے کو بلکل زرداد کے سینے میں چھپا رکھا تھا۔۔۔

زرداد کے لب۔۔۔اس حالت میں بھی مسکرا دئے تھے۔۔۔وہ حیرانی سے دانین کے یہ مہربانی دیکھ رہا تھا۔۔۔ایسے ساتھ چمٹی ہوئی تھی۔۔۔

زندہ ہوں دانین۔۔اس کے بالوں میں دھیرے سے ہاتھ سر سے لے کرکمر تک پھیرتے ہوئے زرداد نے سرگوشی۔۔کی۔۔۔

وہ اور اونچا رونے لگے تھی اس بات پر۔۔۔جسم اور تیزی سے ہلنے لگا تھا۔۔۔زرداد کے خشک ہوتے ہونٹوں پر جاندار مسکراہٹ آ گئی تھی۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے دانین کے کانپتے وجود کو دونوں بازوؤں میں زور سے بند کر کے۔۔جکڑ لیا تھا۔۔جبکے ہونٹ بار بار اس کے سر کی مانگ پر مرہم رکھ رہے تھے۔۔۔

ایسا کرنے سے اس کی کندھے کی تکلیف اور بڑھ گئی تھی۔۔۔لیکن اس تکلیف کی زرداد کو کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔۔دانین کے کانپتے جسم کو جیسے سکون مل گیا تھا۔۔۔

زری مجھے معاف کر دیں۔۔۔اس کی آواز گھٹی سی آ رہی تھی آنسؤں سے تر بھاری آواز۔۔۔چیخ چیخ کر گلا بھی بیٹھ چکا تھا۔۔۔اس نے اپنا پورا چہرہ زرداد کے سینے میں چھپا رکھا تھا۔۔۔

مجھے معاف کر دیں۔۔۔۔وہ بار بار کہہ رہی تھی۔۔۔

ایسے روتی رہو گی۔۔۔تو کیسے معاف کر سکوں گا۔۔۔گھٹی سی آواز میں کہا۔۔۔آواز میں درد بھی شامل تھا۔۔۔

زری کیا ہوا۔۔۔فوراً پیچھے ہوئی تھی۔۔۔چہرہ پریشان حال تھا۔۔

وہ تکلیف کو روکنے کے لیے لب بھینچے ہوئے تھا۔۔زری درد ہو رہا آپکو۔۔۔دانین پریشانی سے لب بھینچ رہی تھی۔۔۔جلدی سے پانی کی بوتل اٹھا کر زرداد کے منہ کو پانی لگایا۔۔۔

گاڑی ڈرائیو کر سکتی ہو۔۔۔کراہتی ہوئی آواز میں پوچھا۔۔۔

نہیں۔۔وہ بری طرح شرمندہ ہوئی۔۔۔تھی۔۔۔اسے گاڑی ڈرائیو نہیں کرنی آتی تھی۔۔۔

ہم۔م۔م۔۔۔زرداد نے لب بھینچے اور کار کی سیٹ کی پشت کے ساتھ سر ٹکا دیا۔۔۔

ہمم۔م۔م۔م۔اس کا مطب ہے۔۔۔رات یہں پر رکتے ہیں۔۔۔صبح درد کچھ کم ہو گا تو نکلیں۔۔۔گے۔۔آہ۔۔۔وہ تھوڑا سا سیدھا ہوا۔۔۔

بس کو ئی آبادی نظر آ جآئے۔۔۔پھر وہاں سے رابطہ کریں گے۔۔ مشہود کے ساتھ۔۔۔

دانین نے دھیرے سے سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔۔۔دل زرداد کی تکلیف

سے گھبرایا ہوا تھا۔۔۔

میں پیچھے لیٹتا ہوں کچھ دیر۔۔۔زرداد پچھلی سیٹ پر چلا گیا تھا۔۔۔

زرداد شائید پھر غنودگی میں چلا گیا تھا۔۔۔اور دانین کا دل خوف سے کانپ رہا تھا۔۔۔گاڑی کی لائٹ بھی بند تھی۔۔۔رات ہونے سے گھپ اندھیرا ہو گیا تھا۔۔۔

دل کانپنے لگا تھا۔۔اس نے خوف سے اپنے پپڑی جمے ہونٹوں پر زبان پھیری تھی۔۔۔

زری۔۔۔زری۔۔۔گھٹی سی آواز میں اس نے پیچھے مڑ کے زرداد کو آواز دی تھی۔۔۔

ہم۔۔کچھ دیر آوازوں کے بعد۔۔زرداد نے کہا۔۔۔وہ واقعی شائید غنودگی میں تھا۔۔۔

زری۔۔مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔دانین نے گھٹی سی آواز میں کہا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے پاس آو۔۔۔زرداد نے دھیرے سے کہا۔۔۔اپنائیت بھرا۔۔۔محبت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا لہجہ۔۔۔

وہ دھڑکتے دل اور خوف سے کانپتے وجود کے ساتھ پیچھے ائی۔۔

یہاں آو۔۔۔اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔۔۔بس زرداد کے ہاتھوں نے پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بٹھایا تھا۔۔۔وہ زرداد سے لپٹ لپٹ گئی تھی۔۔۔سکون مل گیا تھا۔۔۔خوف سے کانپتے دل کو تسکین کا احساس ہوا تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کتنا پیارا احساس تھا یہ۔۔وہ اس کا شوہر اس کا محافظ تھا۔۔اس کے پہلو میں آتے ہی سارے خوف ہوا ہو گئے تھے۔۔۔اب تو دل محبت سے دھڑک رہا تھا۔۔۔زرداد کی خوشبو۔۔۔اس کے وجود میں سرائیت کر رہی تھی۔۔۔

زرداد کے اس کے بازو اور کمر پر تھپکی کے انداز میں ہاتھ پھیر رہا تھا۔۔۔خود اتنی تکلیف میں تھا۔۔پھر بھی اسے بچوں کی طرح۔۔پیار کر رہا تھا۔۔۔اتنا سکون تھا کہ پتہ ہی نا چلا کب وہ یوں اس کے ساتھ

چمٹ کر سو گئی تھی۔۔۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

صبح گال کسی گرم چیز سے لگنے کا احساس ہو۔۔۔وہ زرداد کی گود میں سر رکھے سو رہی تھی۔۔۔اور وہ بخار میں تپ رہا تھا۔۔۔

چہرہ زرد ہو رہا تھا۔۔۔

جھٹکے سے وہ اٹھی تھی۔۔۔زری۔۔۔زری۔۔۔آپکو بخار ہو رہا ہے۔آپکو میڈیسن کی ضرورت ہے۔۔وہ زرداد کے چہرے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر بول رہی تھی۔۔

چلیں۔۔۔چلتے ہیں اب۔۔۔وہ زرداد کو سہارا دے کر اٹھا رہی تھی۔۔۔

وہ پھر سے اسی سڑک پر رواں تھے۔۔۔زرداد کا جسم تپ رہا تھا۔۔۔لیکن وہ تیزی سے گاڑی سڑک پر دوڑا رہا تھا۔۔۔

کچھ فاصلے پر۔۔۔آبادی کے آثار نظر آنے لگے تھے۔۔شائید کوئی گاؤں تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زارداد نے گاؤں کی سڑک پر گاڑی دوڑا دی تھی۔۔۔بخار سے آنکھیں۔۔۔سرخ ہو رہی تھیں۔۔۔

بھائی صاحب۔۔۔کوئی ہاسپٹل ہے یہاں۔۔۔دانین نے گاڑی کے شیشے کو نیچے کر کے ایک آدمی سے پوچھا۔۔۔

نہیں۔۔۔ایک کلینک ہے چھوٹا سا۔۔۔ہاسپٹل نہیں ہے یاں۔۔۔مارے۔۔ گاؤں میں۔۔آدمی نے حیران ہو کر دونوں کو دیکھا۔۔۔

وہ آدمی ان کو اس کلینک تک لے آیا تھا۔۔۔

کوئی ڈاکٹر موجود نہیں تھا۔۔۔لیکن دانین کو ساری میڈیسن۔۔بینڈیج۔۔مل گئے تھے۔۔۔

میرا موبائل دیکھنا ان لوگوں نے۔۔کہیں گاڑی میں ہی رکھا ہو گا۔۔۔

دانین اس کو پٹی کر رہی تھی۔۔۔جب زرداد نے اسے کہا۔۔۔

اور واقعی ہی موبائل گاڑی کی بیک سے ہی ملا تھا۔۔۔

کوئی۔۔سنگرام پور گاؤں ہے۔۔۔لوکیشن میں بھیجتا ہوں تمہیں۔۔زراداد

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مشہود سے بات کر رہا تھا۔۔۔

ابا بس کریں۔۔۔اب۔۔شازر نے ہارون کے پیچھے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔جو زرداد کے گلے لگے ہوئے تھے۔۔۔اور روئے جا رہے تھے۔۔۔

زرداد کے بھی آنسو بہہ رہے تھے۔۔۔

ہارون کبھی اس کا ماتھا چوم رہے تھے تو کبھی اس کے ہاتھ پکڑ کر چوم رہے تھے۔۔۔

ادھر آو تم بھی۔۔۔انھوں نے دانین کو بلایا اور اس کا ماتھا چوما

سب لوگوں کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔

ائیرپورٹ پر صرف۔۔۔گھر والے ہی نہیں آئے تھے۔۔بلکہ پورا پاکستان ہی جیسے اُمڈ آیا تھا۔۔۔۔

زرداد پر پھول برسائے جا رہے تھے۔۔۔لوگ قطار در قطار کھڑے تھے۔۔

وہ اپنے گھر والوں کے ہمراہ ہارون کا ہاتھ پکڑے لوگ کی بھیڑ اور محبت میں سے گزر رہا تھا۔۔۔

ہارون کا سینہ۔۔۔فخر سے تنا ہوا تھا۔۔۔انھیں۔۔اپنے بیٹے پر ناز تھا۔۔۔

وہ کبھی مسکرا کر لوگوں کی بھیڑ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔تو کبھی۔۔اپنے بیٹے کے چہرے کی طرف۔۔۔

زرداد نے محبت بھری نظر۔۔۔اپنے باپ پر ڈالی اور ایک دفعہ پھر دونوں ایک دوسرے کے گلے لگے ہوئے تھے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زری۔۔۔سوپ پینا ہے۔۔بنا دوں۔۔۔بیٹے۔۔۔ثمرہ نے اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے محبت سے کہا۔۔۔وہ جو شرارت اور محبت سے دانین کو دیکھنے میں مصروف تھا۔۔ثمرہ کی بات پر ایک دم چونکا۔۔۔

سب لوگ دیر تک بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے۔۔۔گھر میں عید کا سا سما تھا۔۔۔منال اشعال۔۔اسما۔۔۔شازر۔۔۔احمد۔۔سب تھے وہاں۔

زرداد ثمرہ کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔۔لیکن نظریں۔۔۔سامنے منال اور اشعال کے درمیان گھری بیٹھی دانین پر بار بار پڑ رہی تھیں۔

وہ شرماتی ہوئی کتنی دلکش لگ رہی تھی۔۔زرداد کی نظروں کی تپش سے گھبرا کر کبھی چوری چوری اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔تو کبھی نظریں جھکا رہی تھی۔۔

سب لوگ کراچی میں زرداد کے گھر پر ہی جما تھے۔۔۔انھیں ائیرپورٹ سے لانے کے بعد سب ادھر ہی رک گئے تھے آج۔۔

باتوں کی آوازیں شورو غل۔۔۔

بنا دیں امی سوپ۔۔۔زرداد نے چہرہ اوپر اٹھا کر ثمرہ سے کہا۔۔۔اور خود اٹھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

زرداد نے انگڑائی لینے کے سے انداز میں ہاتھ اوپر اٹھا کر دانین کی طرف دیکھا۔۔۔

پھر صوفے پر اپنے ساتھ والی جگہ پر اشارہ کیا جہاں سے ابھی ثمرہ اٹھ

کر گئی تھی۔۔۔آنکھیں۔۔۔ہلکی ہلکی خماری ظاہر کر رہی تھیں۔۔۔جیسے ابھی نشہ چڑھنا شروع ہی ہوا ہو بس۔۔۔۔

دانین نے اپنی ہنسی دبائی۔۔۔اور شرارت سے سر نہیں میں ہلا دیا۔۔۔ جب کے گال تپنے لگے تھے۔۔۔اور دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔۔

زرداد سفید رنگ کے قمیض شلوار میں۔۔اسکے دل کو دھڑکا رہا تھا۔۔۔ سامنے بیٹھا یہ خوبصورت شخص۔۔۔اس کے عشق میں پاگل تھا۔۔۔وہ اسکے لیے سب کچھ تھی۔۔۔دانین نے دل میں سوچتے ہوئے۔۔۔محبت سے اسے دیکھا۔۔جو بچوں کی طرح اسے پاس آنے کی ضد کر رہا تھا۔۔۔ دنیا جہان کا پیار اس شخص پر وارنے کو دل کر رہا تھا۔۔۔زرداد نے مصنوعی خفگی سے دیکھا پھر ارد گرد سب کی طرف دیکھا۔۔۔سب قہقے لگا رہے تھے باتیں کر رہے تھے۔۔۔اشعال اور منال تو اپنے بچوں میں مصروف تھیں۔زرداد نے خفا سی شکل بنا کر دانین کی طرف دیکھا۔

زرداد کا خفا ہونا دل کیسے برداشت کر سکتا تھا۔۔۔دانین کا دل ڈوب سا گیا۔۔۔فوراَ خجل سی ہوتی وہاں سے اٹھی اور زرداد والے صوفے پر آ گئ

تھی۔۔۔

کیا ہے۔۔۔سونا کب ہے ان سب نے۔۔۔زرداد نے بےزار سے شکل بنا کر دانین کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔جب وہ پاس آ کر بیٹھی۔۔۔

وہ جھینپ گئی۔۔گال گلابی ہوگئے اور آنکھیں بھاری سی ہو کر بند ہونے لگیں۔۔۔زرداد بے چینی سے اسے کہہ رہا تھا۔۔۔

چلو یہ لوگ باتیں کررہے۔۔ہم چلتے ہیں کمرے میں۔۔زرداد نے تھوڑی دیر بعد پھر بچوں کی طرح اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

دانین نے مصنوعی خفگی سے مسکراہٹ دباتے ہوئے زرداد کو گھورا۔۔۔

یار ان لوگوں کا کوئی پروگرام نہیں لگ رہا مجھے سونے کا۔۔۔وہ سب کی طرف دیکھ کر کان کھجا رہا تھا۔۔۔

میں سوپ پی کر جارہا۔۔۔جلدی آ جانا۔۔۔زرداد کی گرم سانسوں کے ساتھ سرگوشی نے۔دانین کی جان کو ڈبکیاں لگانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

دانین نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر شرارت سے زرداد کی طرف

دیکھا اور نہیں میں دھیرے سے سر کو جنبش دی۔۔

افف۔۔ایسے مت دیکھو۔اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔زرداد نے پیار سے کھا جانے والے انداز سے کہا۔۔

زری ایسے اچھا نہیں لگے گا۔۔سب ہمارے لیے بیٹھے یہاں۔۔۔دانین نے گھور کر آہستہ سی آوازیں میں کہا جبکہ اسکے گال بلش ہو رہے تھے۔

زرداد نے خفا سی شکل بنا کر دانین کی طرف دیکھا اور بچوں کی طرح منہ پھولا لیا۔۔۔

زری اب ناراض کیوں ہو رہے۔۔وہ اسکی خفا سی شکل دیکھ کر پریشان سی ہو گئی۔۔۔دانت پیس کر پھر سے سرگوشی کی۔۔

کمرے میں اؤ۔۔۔رعب سے سرگوشی کی۔۔منہ پھولا ہوا تھا۔۔۔ڈھیٹ تو شروع سے ہے۔۔دانین نے ہنستے ہوئے دل میں سوچا۔۔۔

نہیں۔۔شرارت سے دیکھتے ہوئے دانین نے کہا۔۔

سوچ لو۔۔۔آنا کمرے میں ہی ہے۔۔۔خبردار کرنے والے انداز میں کہا

جبکہ آنکھیں شرارت سے چمک رہی تھیں۔۔۔

پر ابھی نہیں۔۔۔دانین نے شرارت سے ناک سکیڑ کر کہا۔۔۔

بہت تنگ کررہی ہو۔۔گن گن کے بدلے لوں گا۔۔پھر سے خمار آلود آواز میں سرگوشی کی۔۔۔

پھر بھی نہیں۔۔۔وہ ہنس رہی تھی۔۔۔اسے تنگ کرنے میں مزہ آ رہا تھا۔۔۔وہ بھی تو بے تاب ہوا پڑا تھا۔۔۔

اچھا۔۔۔پھر تمہیں پتہ ہے میرا۔۔۔زرداد نے بدلہ لینے کے سے انداز میں منہ پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

امی۔۔۔امی۔۔۔میں کمرے میں جا رہا۔۔بہت تھک گیا ہوں۔۔۔دانین کے ہاتھ بھجوا دیں سوپ۔۔۔وہ صوفے سے اٹھا اور اسے آنکھ مارتا ہوا کمرے میں آگیا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

سوپ کو رکھو اور ادھر اؤ۔۔زرداد ڈریسنگ میز کے سامنے ہاتھ باندھے

کھڑا تھا۔۔۔

دانین نے دھیرے سے سوپ بیڈ سائیڈ ٹیبل پر رکھا اور دھڑکتے دل اور بھاری ہوتی پلکوں کو لرزاتے ہوئے پاس ائی۔۔۔

زرداد نے پیار سے ہاتھ پکڑ کر ائینے کا سامنے دانین کو کھڑا کیا اور خود بلکل پیچھے کھڑا تھا۔۔۔آنکھیں محبت سے بھری ہوئی تھیں۔۔۔لہجہ۔۔ چاہت کی چاشنی میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔

زرداد کی خوشی آج اس کے انگ انگ سے پھوٹ رہی تھی۔۔۔

آہستہ سے اسکی کمر کے گرد اپنے بازو ڈال کے اسکے کندھے پر اپنا سر ٹکا دیا۔۔۔دانین مسکرا دی تھی۔۔لیکن گال شرم سے گلابی ہو گئے تھے۔۔۔ پلکیں گالوں پر لرز رہی تھیں۔۔۔

زرداد کی خوشبو نہ صرف پورے کمرے میں پھیلی تھی۔۔بلکہ اس کے وجود تک اتر رہی تھی۔۔۔

سامنے دیکھو۔۔زرداد نے کان کے قریب سر گوشی کی۔۔۔اسکی سانسوں

کی آواز تک دانین کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔۔۔

دانین نے دھیرے سے پلکوں کی جھالر اٹھا کر سامنے دونوں کے سراپے کو دیکھا۔۔۔۔دل ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔

وہ۔۔۔وہ دانین نہیں۔۔تھی۔۔۔وہ تو زرداد کی دانین تھی۔۔۔

میری نظر سے دیکھو۔۔تم کتنی خوبصورت ہو۔۔۔کان میں پھر سرگوشی ہوئی۔۔۔

دانین نے اپنے پیچھے کھڑے زرداد کو اور خود کی دیکھا۔۔۔وہ دونوں محبت کی مکمل تصویر تھے۔۔۔

یہ جوڑی تو خدا نے بنائی تھی۔۔۔وہ زرداد کے ساتھ پرفیکٹ لگ رہی تھی۔۔۔

اپنی یہ آنکھیں دیکھو۔۔۔زرداد نے دھیرے سے اپنا گال اسکے گال کے ساتھ لگا دیا تھا۔۔جان کہیں دل کے اندر دھڑکنے لگی۔۔

اور یہ بال۔۔۔زرداد نے اسکے بالوں کو سونگھا تھا۔دانین کا دل گدگدانے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

لگا تھا۔۔

اور یہ۔۔۔کمر۔۔۔دھیرے سے اسکی کمر پر بازوں کی گرفت مضبوط ہو گئی تھی۔۔۔وہ بری طرح شرما گئی تھی۔۔۔ایسے جیسے ابھی اسکی بانہوں میں ہی ڈھیر ہو جآئے گی۔۔۔

آج تو بیڈ کی اس سائیڈ پر آ سکتا ہوں نا۔۔کان میں سرگوشی ہوئی۔۔۔ بھیگا ہوا لہجہ۔۔

دانین نے شرارت سے سامنے دیکھا۔۔زرداد کی آنکھیں۔۔اسکے قربت کے خمار میں ڈوبی پڑی تھیں۔۔

نامنظور۔۔۔دانین نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر مصنوعی رعب دار آواز میں کہا۔۔۔

زرداد کے جاندار قہقے سے پورا کمرہ گونج اٹھا تھا۔۔۔

دانین کون زیادہ تنگ کرتا۔۔۔بیٹا یا بیٹی۔۔۔نازش نے مسکراتے چہرے

سے سوال کیا۔

ہائے۔۔۔نازش مت پوچھیں۔۔۔بیٹا۔۔۔بہت تنگ کرتا ہے۔۔۔بہت شرارتی ہے۔۔۔وہ اپنے دوپٹے کو درست کرتے ہوئے بولی۔۔۔

ساتھ بیٹھے زرداد نے جاندار قہقہ لگایا۔۔

حبا کو بہت مارتا ہے۔۔۔دانین نے محبت سے اپنی بیٹی کی طرف دیکھا جو زرداد کی گود میں بیٹھی تھی۔۔معصوم سی بڑی آنکھوں والی۔۔

نازش نے قہقہ لگایا اور پانچ سال کے علیدان کو دیکھا۔۔۔جو ہوا میں ٹانگیں چلا رہا تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پھر تو زرداد پر گیا ہوگا۔۔۔نازش نے مسکرا کر کہا۔۔۔

وہ عید کے شو میں بیٹھے تھے۔۔

اور زرداد۔۔۔آپکو زیادہ تنگ کون کرتا۔۔۔نازش نے اگلا سوال زرداد کی طرف دیکھتے ہوئے کیا۔۔۔

زرداد نے اپنے مخصوص انداز میں۔۔۔کوٹ کو جھٹکا دیا۔۔آنکھیں شرارت

سے چمک رہی تھیں۔۔۔

مجھے تو۔۔۔سب۔۔۔۔سے۔۔زیادہ۔۔۔دانین تنگ کرتی ہے۔۔۔وہ اب قہقہ لگا رہا تھا۔۔۔دانین نے اس کے کندھے پر مسکراتے ہوئے مکا لگایا۔۔

دیکھا۔۔دیکھا۔۔ایسے مارتی رہتی مجھے۔۔زرداد شرارت سے ہنستے ہوئے۔۔۔ نازش سے کہہ رہا تھا۔۔۔

اچھا۔۔۔تو اب تھوڑا۔۔۔پرسنل سوال ہو جائے۔۔۔نازش شرارت سے مسکرائی۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

علیدان زرداد۔۔۔۔حِبا زرداد۔۔۔بہت خوبصورت ماشاللہ۔۔جو آنے والا۔۔۔ہے اسکا بھی کوئی نام سوچا ہو گا۔۔۔زرداد نے قہقہ لگایا۔۔۔ایک نہیں دو سوچنے پڑنے۔۔۔پورا شو تالیوں میں گونج رہا تھا۔۔۔اور زرداد محبت بھری نظروں سے دانین کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین